شیعیانِ علیؑ کا کلمہٴ شہادات:...... اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنَّ اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰهِ وَصِیِّ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَلِیْفَتَهٗ بِلَا فَصَلُ

فضیلتِ علیؑ کا انکار نہ کرو — **کتاب بُکَاءَ عَلَی الْحُسَیْنؑ** — نامِ حسینؑ پر رونے کے عادی بنو

شیعیانِ علیؑ کا کلمۂ شہادات:...... اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنَّ اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ وَاِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ وَصِيّ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتَهٗ بِلَا فَصَلُ

سلسلہ نشان	عنوانات	صفحہ نمبر
71	﴿62﴾ کربلا میں دشمن ظلم بھی کرتے تھے اور روتے بھی تھے	114
72	﴿63﴾ مجلس عزاءِ حسینؑ میں بطورِ تبرک ستُّو کی ابتداء	114-115
73	﴿64﴾ گوشت، شادی (خوشی) کی غذا ہے	115
74	﴿65﴾ قال الصادقؑ زینت دو اپنی مجلسوں کو ذکرِ حسینؑ سے	116
75	﴿66﴾ ولادتِ زینبؑ کے موقع پر امیرالمؤمنینؑ کا شدت سے گریہ	117
76	﴿67﴾ نامِ حسینؑ پر نکلا ہوا آنسو کا ایک قطرہ لاقیمت موتی	118-119
77	﴿68﴾ کیوں روتے ہیں شیعہ غمِ اہلبیتؑ میں؟ شیعہ دینِ محمدؐ کی آنکھ ہیں	119-122
78	﴿69﴾ سکینہؑ بنتُ الحسینؑ کا خواب ...فاطمۃُ الزہرؑا کا سیاہ لباس میں سر کے بال بکھرائے گریہ کرنا	122-124
79	﴿70﴾ بات۔ شَهَادَتَيْن کی نہیں...... بلکہ شَهَادَاتْ کی ہے	124-126
80	﴿71﴾ تبرکاتِ عزاء کا مسند پر رکھنا اور قیامت خیز گریہ و ماتم	126-132
81	﴿72﴾ میدانِ حشر میں امامِ حسینؑ کا اپنے سرِ بُریدہ کو لئے ہوئے آنا	132-133
82	ہمارے نوجوانوں اور کمسن بچوں کے لئے عزاداریٔ قدیم۔و۔ عزاداریٔ عصرِ حاضر کا فرق......و تشہد امام جعفرِ صادقؑ	133-140 / 140

یا علیؑ اللّٰھم صلّی علی محمّدؐ وّآل محمّدؐ ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَجْلِسِ عزاءِ سیّد الشُّھداءؑ
بُکَاءَ عَلَی الْحُسَیْنؑ

9 محرم سنِ رواں | بمقام: | 11 بجے دن

عبادت خانہ حسینی، دارالشفاء

مقرر ہے، جس میں

سائلِ بابُ الیقین مولانا **سید وحید الدین حیدر جعفری** صاحب قبلہ مدظلہ العالی اخباری

ذکرِ مصائبِ سیّد الشُّھداؑ کی سعادت حاصل کریں گے

چشمِ براہ:...... **انجمنِ محبانِ حیدرِ کرّارؑ اخباری**

نوٹ:...... مومنات کے لئے پردہ کا معقول انتظام رہے گا

یا علیؑ اللّٰھم صلّی علی محمّدؐ وّآل محمّدؐ ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اعمالِ روزِ عاشورا

اعمالِ روزِ عاشورا دن کے ٹھیک ۱۰ بجے بمقام قوسین کھیتِ بال ستّی بمکان محترم سید مجتبیٰ حسین رضوی صاحب ہونگے، سائل بابُ الیقین مولانا سید وحیدالدین حیدر جعفری صاحب قبلہ اخباری اعمالِ عاشورا کرائینگے، بعد اعمال عاشورا مجلسِ پرسہ برپا ہوگی۔

معروضہ انجمن علوی اخباری

ھائے حسینؑ کُشتہ شُد

جلوسِ شبیہہ ذوالجناح

جلوسِ شبیہ ذوالجناح قبل وقتِ عصرِ تنگ روزِ عاشورا بمقام قوسین کھیتِ بال ستّی بمکان محترم سید مجتبیٰ حسین رضوی صاحب سے برآمد ہوکر عاشور خانہ دارالمعارف بیت الشرف سرکار ریاض الملت اعلیٰ اللہ مقامہٗ غدیری اخباری، پہنچے گا، جہاں پر سائل بابُ الیقین مولانا سید وحیدالدین حیدر جعفری صاحب قبلہ اخباری زیارتِ عصرِ تنگ روزِ عاشورا پڑھیں گے، بعدِ زیارت مجلسِ پُرسہ برپا ہوگی۔

معروضہ انجمن علوی اخباری

یا علیؑ اللّٰھم صلّی علی محمّدٌ وّآل محمّدٌ ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تفصیلاتِ کتاب

نام : کِتَابُ بُکَاءَ عَلَى الْحُسَيْنٌ

تالیف : سید رضی الدین حیدر جعفری اخباری

مصدقہ : سائل بابُ الیقین مولانا سید وحید الدین حیدر جعفری صاحب قبلہ مدظلہ العالی اخباری

ناشر : سید محمد ذیشان عباس رضوی اخباری

کمپوزنگ : نیو حیدرآباد پریس اینڈ آرٹس، چھتہ بازار، حیدرآباد Cell: 9700698068

مطبوعہ : سید محمد ذیشان عباس رضوی اخباری (Cell:93460 01400)
ڈیجیٹل پریس، پرانی حویلی روڈ، حیدرآباد۔۲، تلنگانہ، انڈیا

سن طباعت : ستمبر 2014ء م ذی قعدہ 1435ھ

تعداد اشاعت : 3 ہزار

............☆ ملنے کا پتہ ☆............

☆ بیت الشّرف سرکار ریاض الملّت اعلیٰ اللہ مقامہٗ اخباری غدیری،
مکان نمبر 885-3-22، دار الشفاء، حیدرآباد دکن، تلنگانہ، الہند

☆ سید رضی الدین حیدر جعفری اخباری کوچہ کڑوے صاحب، مکان نمبر 927-3-22، گراؤنڈ فلور، فلاٹ نمبر 102، دار الشفاء، پرانی حویلی، حیدرآباد دکن، تلنگانہ، الہند۔ فون 0091-9160495349

☆ سید محمد ذیشان عباس رضوی اخباری ڈیجیٹل پریس، پرانی حویلی روڈ، حیدرآباد۔۲، تلنگانہ، انڈیا
فون 0091-9346001400

یا علیؑ اللّھم صلّی علی محمّدؐ وّآل محمّدؐ ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تارِیخ......کِتَابُ بُکَاءَ عَلَی الْحُسَیْنؑ

ہوں خوب آنسوؤں کی بارشیں — غم میں حسینؑ کے فزوں ہوں بین

ہر چشم و دل لہو لہو رہے — ماتم سِوا سِوا ہو شور و شین

تہذیبِ درد کی کتاب ہے — ہے غم فِزا بکاء علی الحسینؑ

۱۴۳۵ھ

از......سید علی عنایت

مادۂ تاریخ......کِتَابُ بُکَاءَ عَلَی الْحُسَیْنؑ

عشقِ	علیؑ	غمِ	حسینؑ	سامانِ	جناں	دو
470	110+	1040+	128+	152+	104+	10+

=2014ء

......از......

خادم الاخبارین العبدالعاصی سید رضی الدین حیدر جعفری اخباری

یا علیؑ اللّٰھم صلّی علی محمّدؐ وّآل محمّدؐ ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کِتَابُ بُکَاءَ عَلَی الْحُسَیْنؑ

حبیب ابن مظاہر اسدیؑ کے نام

سیّد الشُّہداء ؑ مظلومِ کربلاؑ آقا حسینؑ ابن علیؑ کے بچپن کے ساتھی رجل الفقیہ سرکارِ حبیب ابن مظاہرِ اسدیؑ کی تمنا تھی کہ مظلومِؑ کربلا پر گریہ کروں چنانچہ ایک عالمِ دین نے خواب میں حبیب ابن مظاہرِ اسدیؑ کو دیکھا اور اُن سے سوال کیا کہ حبیبؑ آپ کو اِتنے بلند ترین درجے ملے کیا اب بھی آپؑ کو کوئی تمنا یا خواہش باقی ہے؟ تو حبیبؑ نے فرمایا! ہاں۔ ایک تمنا میری ہے۔ وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ اللہ مجھے حیواۃِ نو عطا کرے۔ تاکہ میں فرشِ عزائے مظلومِ کربلاؑ بچھاؤں اور غربتِ حسینؑ مظلوم پر گریہ کروں۔ آج بھی حبیب کو جو بھی مدد کے لئے پُکارتا ہے حبیبؑ اُس کی ہر رُخ سے مدد کرتے رہتے ہیں۔ بس یہی وجہ ہے کہ میں نے طئے کیا ہے کہ یہ "کتاب بکاء علی الحسینؑ" جو کہ غربتِ حسینؑ پر گریہ کے عنوان سے لکھا ہوں اِس کو شریکۃ الحسینؑ اُمُّ المصائب شہزادیٔ زینبؑ......اور امامِ حسینؑ کی وہ بچی جس کو ظالموں نے رونے نا دیا یعنی شہزادیٔ سکینہؑ بنتُ الحسینؑ ......اور رئیس البُکائین سید السّاجدین امام زین العابدین علیہ السلام کے وسیلے سے سرکارِ حبیب ابنِ مظاہرِ اسدیؑ کے نام کروں۔

خادم الاخبارین سید رضی الدین حیدر جعفری اخباری

یا علیؑ اللّٰھم صلّی علی محمّدؐ وّآل محمّدؐ ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حبیب ابنِ مظاہرِ اسدیؑ سے مدد مانگنے کا طریقہ

جب کبھی آپ کو عزاداریٔ امام علیہ السلام میں کسی قسم کی رکاوٹ یا کوئی مشکل درپیش ہو یا مجلس کے دوران گریہ میں آنسوؤں کی کمی ہو یا زیارتوں کے سلسلے میں کوئی رُکاوٹ ہو۔ آپ تین مرتبہ درود پڑھیں اول و آخر، اور ایک مرتبہ سورہ الحمد اور تین مرتبہ سورہ قل ھو اللہ احد پڑھ کر چہاردہ معصومین علیہم السلام کے وسیلے سے حبیب ابنِ مظاہرِ اسدیؑ کو بخش دیں اور پھر اُن کو سلام کریں اور اُن سے حاجات طلب کریں انشاءاللہ آپ کی حاجات بر آئیں گے۔

اجرکم علی الفاطمۃؑ ......اجرکم علی الحسینؑ

خادم الاخبارین سید رضی الدین حیدر جعفری اخباری

یا علیؑ اللّھم صلّی علی محمّدؐ وّآل محمّدؐ ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

زائرینِ مظلومِ کربلؑا کے لئے تحفہ

میرے نانا جب زیاراتِ مقاماتِ مقدسہ سے واپس آئے تھے تو اُس وقت اُنہوں نے سقائے سکینہؑ حضرتِ عباسؑ اور حبیب ابنِ مظاہرِ اسدیؒ کے ہدیہ تشکر کے لئے، مجلسِ عزاءِ مظلوم کربلا بَر پا کی۔ وہ اِس لئے کہ زائرین، بابُ الحوائج، اور حبیب ابنِ مظاہر اسدیؒ کی مدد و نصرت سے زیارتوں کو جا کر بصد عافیت واپس آتے ہیں۔ لحاظہ ہم کو چاہئے کہ اِن کا شکریہ ادا کریں...... اِن کا شکریہ، یہ ہے کہ فرشِ عزاءِ غریبِ زہرؑا بچھائیں اور گریہ وزاری کریں اور مادرِ حسینؑ جنابِ فاطمۃُ الزّہرؑا کو آنسوؤں کا نذرانہ پیش کریں......زیاراتِ مقاماتِ مقدسہ سے واپسی کے بعد یہ مجلس کریں اگر ایک مومن یا مومنہ اِس مجلس کو تنہا نہ کر سکتے ہوں تو زیادہ سے زیادہ زائرین مل کر مجلسِ عزاء کریں......اور مجلس کا عنوان یہ رکھیں "مجلسِ عزاء سیّدالشُّھد اءامامِ حسینؑ بسلسلہ ہدیہ تشکر سقّائے سکینہ حضرتِ عباسؑ......و۔ **رجل الفقیه** حبیب ابنِ مظاہرِ اسدیؒ......

لیکن مجلس کرنے کا مقصد غربتِ حسینؑ پر گریہ ہو......زیارت کو بھی جاؤ تو غربتِ حسینؑ پر رونے کے لئے......امام جعفرِ صادق علیہ السلام فرماتے ہیں امامِ حسینؑ کی زیارت دن میں تین مرتبہ کرو اور جمعہ کے دن پانچ بار کرو...... بڑا ثوابِ عظیم ہے......بغیر اذنِ دخول و بغیر زیارتِ ماثورہ کے زیارت کا لطف نہیں اور بے ادبی بھی ہے......اس لئے کہ آپ کے اور ہمارے گھر میں بھی تو بغیر اذن کہ کوئی داخل نہیں ہوسکتا، تو پھر آپ آئمہ معصومین علیھم السلام کہ روضوں میں

بغیرِ اذن دخول و زیارت پڑھے کیسے جا سکتے ہیں؟ گریہ کے بغیر مجلس کا لطف نہیں...... گریہ کے بغیر زیارتوں کا لطف نہیں اور ہر روضہ میں شدت سے ظہورِ امامِ زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ و حفاظتِ ایمان اور زیادتی ایمان و غمِ حسینؑ میں آنسو کے لئے دعا ضرور کریں......

اجرکم علی الفاطمہؑ

خادم الاخباریں
سید رضی الدین حیدر جعفری اخباری
فرزند و تلمیذ
مُجددِ مذہبِ حقّہ سُلطان الواعظین سرکارِ ریاض الملّت
الحاج وزوّار مولانا سید ریاض الدّین حیدر جعفری قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہٗ (غدیری اخباری)

یا علیؑ اللّٰھم صلّی علی محمّدؐ وّآل محمّدؐ ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پیش لفظ

قَالَ الْحُسَيْنُؑ: "هَلْ مِنْ نَّاصِرٍ يَنْصُرُنَا"

ہے کوئی جو میریؑ نصرت کرے؟

سلام علیکم و رحمة الله بر کاته !عزادارانِ مظلومِ کربلا سے بعداز سلام معروضہ ہے کہ اپنے نو جوانوں اور کمسن عزاداروں کو مسلسل آدابِ محبتِ علیؑ وآدابِ عزاداری بتاتے رہیں تاکہ ہمارے نوجوان اور کمسن عزاداروں کی وابستگی مذہبِ حقہ سے محکم رہے اور دین کا مذہب کا اور عزاداریٔ مظلومِ کربلؑا کا حقیقی چہرہ باقی رہے۔میں نے اِسی کتاب بکاء علی الحسینؑ کے ہر صفحہ پر خاص طور سے کلمۂ شہادات کولکھا ہے تاکہ آنے والی ہماری نسلوں کو خلیفۃ بلافصل کی اہمیت معلوم ہوتی رہے ۔ اِس لئے کہ آج کل کتابوں میں ولایتِ علیؑ کی شہادت صرف عَلِيًّا وَلِيَّ اللّٰه ☆عَلِيًّا حُجَّةَ اللّٰه تک ہی لکھی جارہی ہے۔حالانکہ خلیفۃ بلافصل بنیادی عقیدہ ہے۔علیؑ کواللہ کا ولی تمام فرقے مانتے ہیں۔لیکن خلیفة بلا فصل صرف اور صرف شیعیانِ حیدرِکرار ہی دل وجان سے مانتے ہیں......لکھتے ہیں اور بولتے ہیں۔ ظہورِ امامِ زمانہؑ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ قریب ہےلیکن امامؑ نے فرمایا ظہورِ امامؑ کی تاریخ طئے کرنے

والا ملعون ہے......ظہورِ امامِ زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ کو قریب کہنے والا مومن ہے......ظہور کا انتظار کرنے والا مومن ہے......ظہور کی دُعا کرنے والا مومن ہے۔

لحاظہ تمام مومنین ومومنات کا فریضہ ہے کہ اخبارِ معصومین علیہم السلام پر عمل کریں اور اِن کو نشر بھی کریں' چنانچہ کتاب فضائلِ الشّیعہ میں سرکار شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے قولِ امامؑ لکھا ہے کہ علیؑ کا شیعہ ہی علیؑ کے اقوال پر عمل کرے گا اور علیؑ کا شیعہ ہی ہمارےؑ اقوال کو نشر کرے گا...... کتاب خیر الاعتقاد فی تنویر المساوات' مولف مولانا غلام علی قبلہؒ کے صفحہ ۱۱ پر قولِ امیرالمومنینؑ تحریر ہے کہ **مَعْرِفَتِىْ بِاالنُّوْرَانِيَّةِ مَعْرِفَةِ اللّٰهِ وَمَعْرِفَتِىْ وَهُوَ الدِّيْنِ الْخَالِصُ وَاِقَامَةِ الصَّلٰوةَ وَهِىَ وِلَايَتِىْ** (اِلیٰ آخرہٖ) مولائےؑ غدیر نے فرمایا میریؑ نورانی معرفت ہی معرفتِ خدا ہے اور میریؑ معرفت ہی دینِ خالص ہے۔ اور اقائمہ نماز میری ولایت ہے۔ (بحوالہ ولایتِ علیؑ ج 3' ص 62' مولف سرکار ریاض الملّت غدیری اخباریؒ)

حکمِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے کہ **زَيِّنُوْا مَجَالِسِكُمْ بِذِكْرِ عَلِيِّ بْنِ اَبِى طَالِبٍؑ فَاِنَّ ذِكْرَهٗ ذِكْرِىْ وَذِكْرِىْ ذِكْرُاللّٰهِ وَذِكْرُاللّٰهِ الْعِبَادَةَ** فرمایا رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے زینت دو اپنی مجلسوں کو ذکرِ علیؑ ابن ابی طالبؑ سے اِس لئے کہ علیؑ کا ذکر میراؐ ذکر ہے اور میراؐ ذکر خدا کا ذکر ہے اور خدا کا ذکر کرنا عبادت ہے......قرآن میں ارشادِ خالقِ علیؑ ہو رہا ہے **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ** میں نے جن واِنس کو نہیں پیدا کیا لیکن میری عبادت کے لئے۔ **تفسیر: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ** علل الشرائع میں جنابِ امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سیّد الشُّہداء

جنابِ امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ ایہا الناس خدائے تعالیٰ نے بندوں کو صرف اِس غرض سے پیدا کیا ہے کہ اُس کی معرفت حاصل کریں کیونکہ جب اُس کی معرفت حاصل کرلیں گے تو اُس کی عبادت کیا کریں گے...... اور جب اُس کی عبادت کیا کریں گے تو اُس کی عبادت کے سبب ہر اُس چیز کی عبادت سے جو اُس کے ماسِوا ہے بے پرواہ ہوجائیں گے۔ ایک شخص نے عرض کی ابنِ رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں معرفتِ خدا کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا! ہر زمانے کے لوگوں کا اپنے زمانے کے اُس امامؑ کو پہچان لینا جس کی اطاعت اُن پر واجب ہے۔ (الذریت 51، آیت 56، حاشیہ: 1، ص 835، مقبول ترجمہ)

لیکن جب ہم ظاہری عبادتوں کا تجزیہ کرتے ہیں تو یہ عبادتیں یا تو موقتی ہیں یا پھر ساقط ہیں جیسے کہ ''غیرِ مُکلّف''، یعنی وہ جو بے ہوش ہو...... یا دیوانہ ہو...... یا نابالغ ہو...... اِس سے ساری عبادتیں ساقط ہیں ...... لیکن اللہ تو کہہ رہا ہے کہ میں نے جِن و اِنس کو نہیں خلق کیا لیکن میری عبادت کے لئے ...... اللہ پر واجب تھا کہ کوئی عبادت ایسی بتائے جو اِس آیتِ مذکورہ کی مصداق بن جائے ......بس وہ عبادت جو ہر حال میں ہوگی وہ ہے محبتِ علیؑ جو کہ نورانی معرفت کے ساتھ ہو...... وہ ہے ذکرِ علیؑ جو کہ نورانی معرفت کے ساتھ ہو......لحاظہ ہر محفل میں ہر مجلس میں علیؑ کا ذکر نورانی معرفت کے ساتھ کرنا لازم و واجب ہے......لیکن آج دنیا بھر کے مجالس و محافل کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ذکرِ علیؑ تو کُجا ......نامِ علیؑ بھی صرف نعرۂ حیدری یا علیؑ کی حد تک رہ گیا ہے ...... اِسی بات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے میں نے کتاب **''نہج الاخبارین، انتہائی مختصر علیؑ نامہ''** کے عنوان سے لکھی اور جس کو شیعیانِ علیؑ نے بہت ہی پسند کیا۔

عزادارانِ مظلومِ کربلا اگر نصرتِ حسینؑ کرنا چاہتے ہیں تو مظلومِ کربلا کی صدائے **ھل من** آج بھی فضائے عالم میں گونج رہی ہے...... حسینؑ آج بھی آپ کو اپنی نصرت کے لئے صدا دے رہے ہیں...... اِس صدا کو آپ معرفت کے کانوں سے سُن سکتے ہیں...... آپ زیارتِ اربعینِ حسینؑ مظلوم میں پڑھتے ہیں **وَاَمْرِیْ لِاَمْرِکُمْ مُتَبِّعٌ وَنُصْرَتِیْ لَکُمْ مُعَدَّۃٌ** میرے مولاؑ میرا امر آپ کے اوامر کا تابع ہے اور میری نصرت آپؑ کے لئے حاضر ہے...... اب نصرتِ حسینؑ یہ ہے کہ بصد احترام و عقیدت فرشِ عزاء بچھائیں اور غربتِ حسینؑ پر بلند آوازوں سے رُوئیں...... تاکہ دلِ مادرِ حسینؑ جنابِ فاطمۃُ الزّہراؑ کو سکون ملے...... اور آپ کے آنسو حسینؑ کے زخموں کا مرحم بن جائیں...... حدیث میں ہے کہ **مَنْ بَکٰی اَوْ اَبْکٰی اَوْ تَبَکٰی عَلَی الْحُسَیْنؑ وَجِبَتْ لَهُ الْجَنَّۃَ** یعنی جو کوئی غربتِ حسینؑ پر روئے۔ رُلائے یا رونے کی کوشش کرے (سر و سینہ پیٹے، منہ پر طمانچے مارے جس سے کہ آپ کے آنسو نکل آئیں اور رُخساروں پر بہیں) اُس پر جنت واجب ہے...... **تَبَکٰی** کے معنی صورت بنانے کے نہیں ہیں بلکہ کوشش کرنے کے ہیں...... کوشش کریں کہ آپ پر گریہ طاری ہو جائے...... کسی بھی حدیث میں امام نے یہ نہیں کہا کہ اللہ ایک قوم کو پیدا کرے گا جو رونے والوں کی صورت بنائیں گے۔ ایسی کوئی روایت نہیں ہے کہ غمزدہ کی صورت بنانے سے حسینِؑ مظلوم کے زخم سوکھ جاتے ہیں بلکہ آپ کے آنسو حسینؑ کے زخموں کا مرحم ہیں...... غمزدہ کی صورت کہاں بنانا ہے...... اِسلام بتاتا ہے...... اگر تم کو پڑوس میں کسی غیرِ مومن، کافر کی میت میں جانا پڑے تو...... وہاں اِس طرح منہ بنا کر ٹھہرو کہ جیسے تم بھی غمزدہ ہو...... لیکن غمِ حسینؑ میں تو رونا ہی ہے...... اِس لئے کہ ہم پیدا ہی ہوئے ہیں نامِ

حسینؑ وغربتِ حسینؑ پر رونے کے لئے......اب میری یہ کتاب **"بُکاء علی الحسینؑ"** عزاداریٔ امامِ حسینؑ کے عنوان سے ہے، جس کا اصل مقصد گریہ نامِ حسینؑ پر......گریہ غربتِ حسینؑ پر...... جہاں ہم نے دورِ حاضر میں اپنے محافل ومجالس سے ذکرِ علیؑ کا فقدان بتایا اُس سے بھی زیادہ ابتر حالت فرشِ عزاء کی ہوگئی ہے...... ہمارے مجالس سے گریہ ختم ہو چکا ہے...... جب کہ گذشتہ کے مقابل مجالس کی کثرت اب زیادہ ہے......لیکن گریہ ندارد...... ہر فرشِ عزاء سے ہر ایک کو تو کچھ نہ کچھ مل ہی جاتا ہے......لیکن مادرِ حسینؑ فاطمۃُ الزہؑرا ہمارے مجالس سے خالی ہاتھ واپس جاتی ہیں۔اُن کا سوکھا رومال سوکھا ہی رہتا ہے......ظہورِ امامِ زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ بروزِ عاشورہ ہوگا......ابنِ ادریس نے اپنے والد سے اُنہوں نے ابن عیسیٰ سے اُنہوں نے اہوازی سے اُنہوں نے بطائنی سے اُنہوں نے ابوبصیر سے اور ابوبصیر نے حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا **"یخرج القائم یوم السبت یوم عاشوره الیوم الذی قتل فیه الحسین علیه السلام"** امامِ قائم علیہ السلام بروز شنبہ یومِ عاشورہ جس دن امامِ حسینؑ قتل کیے گئے تھے ظہور وخروج فرمائیں گے۔

(بحارالانوار اُردو جلد 12، ص 243، مولف علامہ مجلسیؒ، بحوالہ اکمال الدین)

یعنی **منتقیم** خونِ حسین علیہ السلام ایامِ عزاء میں آنے والا ہے......لحاظہ فرشِ عزاء کے لوازمات کو درست کرلو......کہیں ایسا نہ ہو کہ تم سیاہ لباس میں تو ہو لیکن لبوں پر مسکراہٹ ہو اور لذیز غذائیں کھا رہیں ہوں اور ظہورِ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ ہو جائے......کہیں ایسا نہ ہو کہ عزائے مظلومِ کربلا کے مخالف قرار پاؤ......ارشادِ معصومؑ ہے کہ جو کوئی دنیا میں نامِ حسینؑ پر

رونے کا عادی تھا جیسے ہی قبر میں نامِ حسینؑ آئے گا اُس مومن یا مومنہ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل آئیں گے......اور اللہ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اِس سے سوال و جواب نہ کرو...... اِس کا سینہ سونگھو کہ خوشبوئے ولایتِ علیؑ آرہی ہے یا نہیں......اگر خوشبوئے ولایتِ علیؑ آرہی ہے تو فرشتے اُس کو جنت کی بشارت دے کر چلے جائیں گے......شہر حیدرآباد دکن، شہرِ عزاداری سے ساری دنیا میں مشہور تھا......کربلا کو کسی نے شہرِ عزاء نہیں کہا......لیکن حیدرآباد دکن کو شہرعزاء سے جانا اور پہچانا جاتا تھا......نجفِ اشرف کو کسی نے مولائیوں کا شہر نہیں کہا بلکہ حیدرآباد دکن کو مولائیوں کا شہر کہا جاتا تھا......لیکن آج اِسی شہر میں کیا ہو رہا ہے...... جب اہلبیتِ اطہار علیہم السلام کے گھر خوشی آتی ہے تو فوراً لوگ اپنے اپنے گھر اپنی ذاتی خوشیوں کے اہتمام کر لیتے ہیں ......لیکن جو مومنین جشن و محافل کرتے ہیں اُس میں لوگ شریک نہیں ہو سکتے......وہ عدمِ شرکت کی وجہ شادی و بیاہ وغیرہ کو بتاتے ہیں......اور جب اہلبیتِ اطہار علیہم السلام کے گھر غم ہوتا ہے تو لوگ اپنے اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کے مجالس کر لیتے ہیں یعنی اہلبیتِ اطہار علیہم السلام کی خوشی خالص مناتے ہیں اور نہ ہی غم (افسوس)......مجالس و محافل کو اپنی اپنی ملاقات اور اپنے کاروبار کے طور پر استعمال کیا جانے لگا ہے......آپ فلاں کی مجلس میں آیئے وہاں میں آپ سے بات کرلوں گا......آپ فلاں کے جشن میں آیئے وہاں آپ سے بات چیت ہوجائے گی...... یعنی جیسے کہ لوگوں کو ذکرِ اہلبیت علیہم السلام سے کوئی لگاؤ ہی نہیں......حیدرآباد دکن کی عزاداری کی خصوصیت شدت سے مجالس میں **بُکَاءَ عَلَی الْحُسَیْنؑ** تھا اور مومنین ایک گھر سے روتے ہوئے دوسرے گھر فرشِ عزاء پر جاتے تھے......کسی کے چہرہ پر مسکراہٹ کے آثار نہ ہوتے تھے

اجنبی شخص بھی دیکھ کر سمجھ جاتا تھا کہ یقیناً یہ غمزدہ لوگ ہیں......لیکن آج افسوس ہے کہ نوجوان اور کمسن بچے ایک مجلس سے دوسری مجلس میں ہنستے ہوئے جاتے ہیں......لوگ فرشِ عزاء پر بیٹھنے کو شرف سمجھتے تھے اور اِس فرشِ عزاء کو شفاء اور شفاعت کا اور معرفتِ امامؑ کا محکم ذریعہ مانتے تھے......لیکن آج فرشِ عزاء پر سوائے چند ہی افراد کے کوئی بیٹھنا ہی نہیں چاہتا۔فرشِ عزاء پر مرثیہ خوانی ہوتی ہے اور لوگوں کی اکثریت باہر بات چیت میں......ہنسی مذاق میں......یا سیل فون پر باتوں میں مشغول رہتی ہے......مادرِ حسینؑ مظلوم جنابِ فاطمۃُ الزہرا علیہا السلام تنہا فرشِ عزاء پر روتی ہیں......اور اگر کسی کی آنکھ مرثیوں پر نم بھی ہو جاتی ہے تو آوازِ گریہ نہیں رہتی......اہلبیتِ اطہار علیہم السلام کو بلند آوازوں سے رونا پسند ہے......بلکہ ایک واقعہ پیشِ خدمت ہے غور سے پڑھیے اور مظلومِ کربلا کی غربت پر بلند آواز سے روئیے......تاکہ مادرِ حسینؑ کے دل کو سکون ہو اور آپ کے آنسو حسینِؑ مظلوم کے زخموں کا مرہم بنیں......ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا......اِذنِ دُخول ملا امامؑ کو سلام کیا......کیا دیکھتا ہے کہ امام جعفرِ صادق علیہ السلام رو رہے ہیں......پوچھا مولاؑ کیا کوئی مصیبت تازہ ہے کہ آپؑ رو رہے ہیں......امامؑ نے فرمایا اے بھائی! آج یومِ عاشورہ ہے وہ مومن بھی کافی رویا اور پوچھا کہ مولاؑ! کیا آپؑ مجھ سے راضی ہوئے؟......امامؑ نے فرمایا میںؑ راضی نہیں ہوا......وہ مومن اپنا رُومال بتایا اور کہا کہ مولاؑ میرا رومال آنسوؤں سے تر بتر ہو گیا ہے......امامؑ نے کہا تو بلند آواز سے نہیں رویا یعنی فرشِ عزاء پر بلند آواز سے رونا اہل بیتِ اطہار علیہم السلام کو پسند ہے اور ان کی رضا بھی اسی میں ہے......اور آپ ہم بھی اُسی مجلس کو اچھا بتاتے ہیں جس مجلس میں بلند آوازوں سے گریہ ہو......

بلند آواز سے رواور مادرِ حسینؑ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کی دُعاؤں کے حقدار بن جاؤ......تا کہ دنیا کے غموں سے نجات مل جائے، امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں میرے جدّ مظلوم امام حسینؑ کی غربت پر اس طرح روجیسے کڑیل جوان بیٹے کی میت پر ماں روتی ہے۔ میں نے اِس کتاب بکاء علی الحسینؑ میں ''۴۷'' ایسی روایتوں کا انتخاب کیا ہے کہ جس میں نامِ حسینؑ پر گریہ....امامِ حسینؑ کے اِس دنیا میں ظاہر ہونے سے پہلے کون کون روئے......امامِ حسینؑ کے پیدا ہونے کے بعد کس کس نے گریہ کیا......اور امامِ حسینؑ سے منسوب ہر چیز پر گریہ......اور آسمان سے خون کا برسنا......عظمتِ گریہ.... زمین سے خون کا نکلنا......اور آپ کی ہماری خلقت کا سبب کیا ہے... اور رسوماتِ عزاداری پر نصوص۔

اہلبیتؑ اطہار کو جب رِہائی ملی تو بیمارِ کربلا سیّد السّاجدین امام زین العابدین علیہ السلام نے شریکۃ الحسینؑ اُمُّ المصائب جنابِ زینب علیہا السلام سے پوچھا کہ پھوپھی امّاں ہم کو حکمِ رِہائی ملا ہے۔اب آپؑ کا کیا ارادہ ہے؟......تو شہزادیٔ زینبؑ نے کہا بیٹا! سیّدِ سجادؑ میںؑ، میرےؑ بھائیؑ پر نہیں روسکی......لحاظہ میں مجلس بَر پا کرنا چاہتی ہوں......یزید لعنۃ اللہ علیہ سے کہیے کہ ہم کو کوئی مکان خالی کروا کردے......تا کہ ہم مجلسِ عزاءِ حسینؑ کریں......اِس واقعہ سے دو باتوں کا درس ملتا ہے......ایک تو یہ کہ مجلس کرنا ہے تو رونے کے لئے......دوسری بات یہ ہے کہ مجلسِ عزاءِ حسینؑ دوست کے گھر ہو یا دشمن کے گھر بصد احترام جانا چاہئے اور غربتِ حسینؑ پر رونا چاہئے ......اور مجلس عزا کے لئے اپنا گھر ہو یا عاشور خانہ بصد احترام دینا چاہئے۔ شریکۃ الحسینؑ نے پہلی مجلس، قاتلِ حسینؑ کے گھر کر کے یہ بتادیا کہ اپنی ذاتی دشمنی یا اختلافات کو بنیاد بنا کر مجلسِ عزاء

و ذکرِ علیؑ کا بائیکاٹ نہ کریں...... اس لئے کہ اِس سے عزاداریٔ حسینؑ پائمال ہو رہی ہے...... امامؑ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ اُس محفل و مجلس کی کیفیت مومنین کو دکھا دے کہ جہاں ذکرِ اہلبیتؑ ہوتا ہے تو مومنین اُس مقام پر پاؤں سے نہیں بلکہ سر کے بَل جائیں گے......عزادارانِ مظلومؑ کربلا سے گذارش ہے کہ سب ملکر کوشش کریں کہ پھر سے حیدرآباد دکن؛ قدیم عزاداری کے ذریعہ شہرِ عزاء کہلائے۔

پیش لفظ کو مزید طول دینا مناسب نہیں سمجھتا...... ہر عزادار کا فریضہ ہے کہ اِس **کتاب بُکاء علی الحسینؑ** کو ایک ایک مومن و مومنہ تک پہنچائیں اور ہر عزادار کو مائل کریں کہ ہر فرشِ عزاء کا لازمہ غربتِ حسینؑ پر گریہ ہو...... ہمارے آنسوؤں سے رُومالِ فاطمہؑ تر بتر ہو جائے اور بلند آواز سے روئیں کہ امام جعفرِ صادق علیہ السلام خوش ہو جائیں۔

اجرکم علی الفاطمۃؑ ......اجرکم علی الحسینؑ

خادم الاخبارین

سید رضی الدین حیدر جعفری اخباری

فرزند و تلمیذ

مُجد دِ مذہبِ حقّہ سُلطان الواعظین سرکارِ ریاض الملّت

الحاج وزوّار مولانا سید ریاض الدّین حیدر جعفری قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہٗ (غدیری اخباری)

یا علیؑ اللّھم صلّی علی محمّدؐ وّآل محمّدؐ ......بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کِتَابُ بُکَاءَ عَلَی الْحُسَیْنؑ

﴿1﴾ اہتمامِ آمدِ حسین علیہ السلام

عوالم میں ابنِ مسعود سے مروی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا اے ابنِ مسعود اللہ تعالیٰ نے مجھ کو، علیؑ کو فاطمہؑ کو اور حسنینؑ کو اپنے نورِ مقدس سے خلق فرمایا ہے۔ پھر اللہ نے تخلیقِ آدمؑ سے ہزاروں برس (نوٹ: علیحدہ روایت میں پانچ لاکھ برس بھی ہے" ملاحظہ ہو کتاب نہج الاخبارین، انتہائی مختصر علیؑ نامہ") قبل ہمارے پانچ انوار سے نو (۹) نور اور پیدا کئے۔ اِس کے بعد آپؐ نے حضرتِ حجّت عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ تک ایک ایک کا نام لیا"۔ جنابِ اُمِّ ایمن سے مروی ہے کہ امامِ حسن علیہ السلام کی ولادت کے کچھ عرصہ بعد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، جنابِ فاطمۃُ الزّہرا علیہا السلام کے گھر تشریف لائے اور یہ فرمایا: بیٹی! اب کچھ عرصہ تک ایسا لباس نہ پہنا جس میں تجھے آسائش محسوس ہو، میں تیریؑ پیشانی میں ابوالآئمہؑ کا نور دیکھ رہا ہوں۔ اور یہ نور اپنے آخری مقام پر پہنچ گیا ہے...... جب بی بیؑ کو دو ماہ پورے ہوئے تو بی بی زہرا علیہا السلام نے کھانا اور پینا چھوڑ دیا۔ جب بھی میں کھانا پیش کرتی بی بیؑ فرماتیں اے اُمِّ ایمن آج کل اللہ کی

طرف سے مجھے ایسی غذا مل رہی ہے کہ میراؑ کسی چیز کے کھانے کو دل ہی نہیں کرتا''......چوتھے ماہ بی بیؑ نے مُصلائے عبادت سے اُٹھنا چھوڑ دیا......اور جب بی بیؑ تنہا بیٹھی ہوتیں تھیں تو مجھے محسوس ہوتا تھا کہ بی بیؑ کسی سے باتیں کر رہی ہیں......آخر ایک دن میں نے پوچھ لیا: بی بیؑ تنہائی میں آپؑ کس سے باتیں کرتی ہیں؟ بی بیؑ نے فرمایا! اے اُمِّ ایمن! اب کے میرےؑ صدفِ عصمت میں جو بچہ ہے اُس نے خود مجھےؑ بھی حیران کر رکھا ہے۔ تنہائی میں مجھؑ سے باتیں کرتا ہے...... پانچویں ماہ آپؑ نمازِ صبح کی تعقیبات پر بیٹھی تھیں میں نے باہر سے آپؑ کے گریہ کی آواز سُنی، میں دوڑ کر اندر آئی اور پوچھا! بی بیؑ کیا بات ہے خیریت تو ہے؟......بی بیؑ نے فرمایا! آج اِس بچے نے مجھے رُلا دیا ہے کہتا ہے...... "**اَلسَّلَامُ عَـلَيْكِ يَا اُمَّاهُ اَنَا وَلَدِكِ الْعَطْشَان**" ماں میراؑ اسلام ہو میں آپؑ کا پیاسا بیٹا ہوں......میں نے عرض کی: بی بیؑ آپ روئیں نہیں بلکہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے جا کر پوچھ لیں......بی بیؑ نے فرمایا! نہیں: اے اُمِّ ایمن ابھی کسی کو نہ بتانا......میںؑ تو پریشان ہوئی ہوں۔ باباؐ اور علیِ مرتضیٰؑ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی ...... جب ظہرین کی نماز سے فارغ ہو کر تعقیبات کے لئے بیٹھیں تو پھر بی بیؑ نے بے ساختہ رونا شروع کر دیا''۔ میرے پوچھنے پر بی بیؑ نے بتایا کہ اب اِس بچے نے صبح سے مختلف سلام کیا ہے۔ اب کہتا ہے **اَلسَّلَامُ عَـلَيْكِ يَـا اُمَّـاهُ اَنَا وَلَدَكِ الْعُرْيَان** ماں بے لباس بیٹے کا سلام ہو......میں نے عرض کی: بی بیؑ آپ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو بتائیں تو سہی......بی بیؑ نے فرمایا: اے امِّ ایمن کل بھی اگر اِسی طرح ہوا تو بتاؤں گی

...... جب مغربین کی نماز سے فارغ ہو کر تعقیبات کے لئے بیٹھیں تو بے ساختہ رو کر اُٹھ کھڑی ہوئیں اور فرمایا: اُمِّ ایمن اب مجھؑ سے صبر نہیں ہوسکتا۔ میرے ساتھ چلوٴ میںؑ بابا کے پاس جاتی ہوں' اُنہیں بتاتی ہوں' میں نے عرض کی! بی بیؑ اب کیا ہوا؟ بی بیؑ نے فرمایا: اے اُمِّ ایمن میریؑ پریشانی میں اضافہ نہ کر' جب بابا کو بتاؤں تو' تو بھی سُن لینا کہ اب کی بار اِس بچے نے کیا کہا ہے...... جب ہم آئے تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مسجد سے فارغ ہو کر گھر میں مسندِ نبوت پر تشریف فرما تھے۔ حجرۂ اُمُّ المؤمنین اُمِّ سلمہؓ کا تھا......آنحضرتؐ نے حسبِ معمول اُٹھ کر استقبال کیا۔ مسندِ نبوت پر اپنے سامنے بٹھایا۔ اور چہرۂ زہراءؑ دیکھ کر فرمایا: بیٹی! لگتا ہے آج تم روتی رہی ہو؟ بی بیؑ نے عرض کی' بابا جان ہاں روتی رہی ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: بیٹی خیریت تو ہے کس بات پر رونا آ گیا؟ فاطمۃُ الزّہرا علیہا السلام نے صبح سے عشاء تک کے تمام واقعات سُنائے اور عرض کی بابا تعقیبات مغرب کے وقت میرے بچے نے مجھےؑ یوں سلام کیا **اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّاهُ اَنَا وَلَدَكِ السُّحْقَانِ** ماں گھوڑوں کے سموں سے پامال بیٹے کا سلام ہو۔ آنحضرتؐ آبدیدہ ہوگئے۔ جنابِ سیدہؑ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور فرمایا: زہراؑ بس ایک ماہ تک یونہی سلام کرتا رہے گا۔ کوشش کرنا کہ تیری زندگی میں یہ بچہ (حسینؑ) کبھی پیاسا نہ رہے۔ اِس سے زیادہ میںؐ تجھے کچھ نہیں بتا سکتا...... چھٹے ماہ بی بی زہراؑ کی پیشانی میں روشنی اِتنی بڑھی کہ ہمیں تاریک رات میں کبھی چراغ کی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی۔

جب چھ (6) ماہ مکمل ہوئے تو آنحضرتؐ' جنابِ سیدہؑ کے پاس تشریف

لائے...... یہ ۴ھ ۲ رشعبان کا دن تھا...... آپؐ نے فرمایا بیٹی آج رات کسی وقت تیرے گھر میں جنت کی وہ حور آئے گی جس کا نام لعبہ ہے اور جو مسکراتی ہے تو پوری جنت مسکرانے لگتی ہے...... اللہ نے اُسے ستّر ہزار محلات دیئے ہیں...... ہر محل میں ستّر ہزار کنیزیں ہیں...... اللہ نے اُسے یہ عظمت اور حُسن و جمال صرف اِس لئے دیا ہے کہ وہ تیرے کل صبح کے مولود کی دایہ ہوگی...... ہاں بیٹی سُنا ہے کُفار حملہ کر رہے ہیں...... اگر میں کسی وجہ مصروف ہو جاؤں تو میرے آنے تک بچے کو نہ غسل دینا اور نہ دودھ...... اِس رات جنابِ اُمِّ سلمہؑ اُمُّ المؤمنین اور آنحضرتؐ کی پھوپھی جنابِ صفیہؑ بنت عبدالمطلب بھی جنابِ سیدہؑ کے پاس تھیں...... جب دو شعبان کی رات ڈھلی دخترِ رسولؐ بستر سے اُٹھیں...... تجدیدِ وضو کر کے مصلائے عبادت پر آئیں...... نمازِ شب پڑھیں اور مصروفِ تسبیح و تقدیس ہوئیں...... جنابِ اُمُّ المؤمنین اُمِّ سلمہؑ اور جنابِ صفیہؑ بھی اُٹھ گئیں تھیں۔ وہ بھی مصروفِ عبادت تھیں کہ یکا یک تمام مکان منور ہو گیا۔ اور حجرۂ جنابِ زہرا علیہا السلام میں ایک انتہائی حسین و جمیل نوجوان عورت داخل ہوئی...... جنابِ سیدہؑ کو تو چونکہ علم تھا اِس لئے بی بیؑ تو پریشان نہ ہوئیں البتہ جنابِ اُمُّ سلمہؑ اور جناب صفیہ گھبرا گئیں...... آنے والی مستور (حوریہ) نے آتے ہی کہا **اَلسَّلَامُ عَلَيۡكِ يَا بِنۡتَ خَاتِمَ الۡاَنۡبِيَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَيۡكِ يَا سَيِّدِةِ النِّسَاءِ اَنَا حُوۡرٌ مِنَ الۡجَنَّةِ اِسۡمِیۡ لُعُبهٗ جئت بحكم الرب لاساعدك** میرا نام لعبہ ہے میں جنت کی حور ہوں اور اللہ کے حکم سے آپؑ کے تعاون کو آئی ہوں...... میں نے یہی دیکھا کہ ہمارے اور جنابِ سیدہؑ کے مابین ایک حجاب سا حائل ہو گیا...... چند

لمحوں کے بعد حجاب ہٹا تو ہم نے دیکھا شہزادۂ کونین سبز لباس میں ملبوس دو زانو تھا...... انگشتِ شہادت سوئے آسمان بلند کر رکھی تھی اور کہہ رہا تھا **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ جَدِّىْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنَّ اَبِىْ وَاَخِىْ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنَّ اُمِّىْ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةَ** لعبہ نے آگے بڑھ کر اُٹھایا...... خوشبوئے جنت لگائی پیشانی کا بوسہ لیا اور جنابِ سیدہؑ کو مبارکباد دی...... تیسرے دن نبی کونینؐ تشریف لائے اور فرمایا! یا اُمِّ ایمن! **اِيْتِيْنِىْ يَابُنِى يَا اُمِّ اَيْمَنْ** اے اُمِّ ایمن میرا بیٹا میرے پاس لاؤ...... میرے بولنے سے پہلے جنابِ صفیہؓ نے کہا آپؐ کے حکم کے مطابق ابھی تک ہم نے بچے کو غسل نہیں دیا...... تھوڑا سا انتظار فرمالیں تا کہ ہم غسل دے لیں...... آنحضرتؐ نے فرمایا **عَمِىَّء اَنْتِ تَنْظِيْفُنِهٖ اِيْتِيْنِىْ بِهٖ قَدْ نَظَفَ اللّٰهُ الْمَلِكَ الْجَبَّارِ** پھوپھی اماں! کیا آپ میرےؐ بچے کو غسل دیں گی؟ یہاں لایئے اللہ نے میرےؐ بچے کو پاک و پاکیزہ بھیجا ہے...... جنابِ صفیہؓ نے ہاتھوں پر اُٹھایا آنحضرتؐ کے پاس لائیں...... آپؐ نے ہاتھوں پر لیا...... پیشانی پر بوسہ دیا...... گلا چوما اور زبانِ نبوت دہنِ حسینؑ میں دیدی...... جب حسینؑ سیر ہو گئے تو مجھے واپس کیا...... اور جب جانے لگے تو فرمایا! زہراؑ بیٹی بچے کو دودھ نہ پلانا حسینؑ کو میں ہی پالوں گا...... پھر آپؐ روزانہ تشریف لاتے تھے اور امامِ حسینؑ کو زبانِ رسالت چُساتے تھے...... کافی میں امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ امامِ حسین علیہ السلام نے اپنی ماں سمیت کسی عورت کا دودھ نہیں پیا تھا۔

(الدمعۃ الساکبہ اُردو جلد 2، ص 11-13، مولف آقائے محمد باقر دہدشتی بہبانی نجفی)

﴿2﴾ امامِ حسینؑ کا رونا اور جبرائیلؑ کا لوریاں دے کر بہلانا

کتاب "المسئلة الباهره فی تفضیل الزّهراءؑ الطاهره" میں ابو محمد حسن بن طاہر قائنی ہاشمی سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ جبرائیل امینؑ نازل ہوئے تو دیکھا کہ فاطمۃ الزّہراؑ سو رہی ہیں اور حسینؑ رو رہے ہیں جیسا کہ بچوں کی عادت ہے کہ وہ اپنی ماں کے لیے رونے لگتے ہیں۔ تو جبرائیل امینؑ اُنہیں بہلانے اور لوریاں دینے لگے۔ یہاں تک کہ فاطمۃ الزّہراؑ نیند سے بیدار ہوئیں۔ پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فاطمۃ الزّہراؑ کو یہ بات بتائی۔

(بحار الانوار اُردو جلد 10، ص 115-116، مولف علامہ مجلسیؒ)

﴿3﴾ حسینؑ کے رونے سے رسولؐ کو اذیت

ابو السعادت کی ''فضائلِ عشرہ'' میں مرقوم ہے کہ یزید بن ابی زیاد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم حجرۂ عائشہؓ سے نکل کر بیتِ فاطمۃ الزہراؑ کی طرف سے ہو کر کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ اندر سے حسینؑ کے رونے کی آواز سُنی تو فاطمۃ الزّہراؑ سے فرمایا: بیٹی! تمہیں نہیں معلوم کہ حسینؑ کے رونے سے مجھے اذیت ہوتی ہے۔

(بحار الانوار اُردو جلد 10، ص 112، مولف علامہ مجلسیؒ)

﴿4﴾ دامنِ قبا میں پائے حسینؑ کا اُلجھنا

ابنِ عمر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خطبہ ارشاد فرما رہے

تھے کہ حسینؑ گھر سے برآمد ہوئے اور مسجد میں داخل ہوئے اُن کی قبا کا دامن پاؤں میں اُلجھا تو وہ گر پڑے اور رونے لگے۔ یہ دیکھ کر نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فوراً منبر سے اُترے۔ اُنہیں اُٹھا کر گلے سے لگایا اور ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ شیطان لعین کو موت دے۔ اولاد واقعاً انسان کی آزمائش کے لیے ہوتی ہے''۔ (بحارالانوار اُردو جلد 10، ص 111، مولف علامہ مجلسیؒ)

﴿5﴾ حسینؑ کے آنسو رُخسار پر آنے سے پہلے ہرنی نے اپنا بچہ حسینؑ کو لا کر دیا

بعض روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک اعرابی نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہؐ! میں نے ایک ہرنی کا بچہ شکار کیا ہے اور آپؐ کے دونوں فرزندوں حسنؑ و حسینؑ کے لیے لایا ہوں۔

آپؐ نے اُس کا ہدیہ قبول فرمایا۔ اُسے دعا دی۔ اتفاق یہ کہ اُس وقت امامِ حسنؑ اپنے نانا کے پاس کھڑے تھے اُنہوں نے بچۂ آہو کی طرف رغبت سے دیکھا تو آنحضرتؐ نے وہ بچۂ آہو امامِ حسنؑ کو دے دیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ امامِ حسینؑ آ گئے اور دیکھا کہ بھائی کے پاس بچۂ آہو ہے اور وہ اُس سے کھیل رہے ہیں۔

امامِ حسینؑ نے پوچھا! اے اخی! یہ بچۂ آہو آپؑ کے پاس کہاں سے آیا ہے؟

اُنہوںؑ نے کہا! یہ مجھےؑ نانا جان نے دیا ہے۔

یہ سُن کر امامِ حسینؑ دوڑتے ہوئے ناناؐ کے پاس پہنچے اور عرض کی نانا جانؐ! آپؐ

نے بھائی کو بچۂ آہو دیا۔ مگر مجھےؑ نہیں دیا۔ وہ یہی بار بار کہتے رہے لیکن آنحضرتؐ خاموش تھے۔ جب حسینؑ کا اِصرار بڑھنے لگا اور قریب تھا کہ رونے لگیں کہ اِسی اثناء میں ہم لوگوں نے دروازۂ مسجد پر شور وغُل سُنا۔ نظر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ہرنی اپنے بچے کو لیے ہوئے آرہی ہے۔ اور اُس کے پیچھے ایک بھیڑیا ہے جو اُسے گھیر کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں لا رہا ہے۔ خدمتِ اقدس میں پہنچ کر اُس ہرنی نے بزبانِ فصیح عرض کی یارسول اللہؐ! میرے دو بچے تھے' ایک بچہ تو صیّاد آپؐ کی خدمت میں پکڑ کر لے آیا اور یہ دوسرا بچہ میرے پاس رہ گیا تھا جو میرے لیے باعثِ تسکین تھا۔ اور ابھی میں اِسے دودھ پلا رہی تھی کہ میں نے سُنا کہ کوئی آواز دے رہا ہے۔ اے ہرنی! اپنے اِس بچے کو لے کر رسول اللہؐ کی خدمت میں بہت جلد حاضر ہو کیونکہ حسینؑ اپنے نانا کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بضد ہو کر رونے لگیں۔ تمام ملائکہ اپنے اپنے مصلّائے عبادت سے سر اُٹھائے ہوئے اُنہیں دیکھ رہے ہیں۔ اگر حسینؑ نے رونا شروع کر دیا تو سارے ملائکہ بھی گریہ کناں ہو کر حسینؑ کا ساتھ دیں گے۔

میں نے یہ بھی سُنا کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے۔ اے ہرنی! جلدی کر اور حسینؑ کے چہرے پر آنسو بہنے سے پہلے پہنچ جا۔ اگر ایسا نہ کیا تو اِس بھیڑیے کو تجھ پر مسلّط کر دوں گا جو تجھے مع تیرے بچے کے کھا جائے گا۔

یارسول اللہؐ! میں اپنا بچہ آپؐ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئی ہوں۔ بہت دور

دراز علاقے سے آئی ہوں اللہ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا تاکہ میں حسینؑ کے چہرے پر آنسو بہنے سے قبل آپؐ کی خدمت میں اپنے بچے کو لے کر حاضر ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں حسینؑ کے چہرۂ پُرنور پر آنسو بہنے سے قبل ہی آ پہنچی۔

یہ سُن کر اصحابِ رسولؐ نے تکبیر و تہلیل کی آوازیں بلند کیں پھر آنحضرتؐ نے ہرنی کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ امامِ حسینؑ نے وہ بچہ لے لیا۔ اپنی مادرِ گرامی کے پاس آئے تو فاطمۃ الزہراؑ بھی اُسے دیکھ کر بے حد خوش ہوئیں۔

(بحارالانوار اُردو جلد 10، ص 141-142، مولف علامہ مجلسیؒ)

﴿6﴾ مکھی کے پَر کے برابر بھی آنسو نکلے تو گناہ معاف

سند متصل کے ساتھ شیخ صدوقؒ سے اُن کے والد سے عبداللہ بن جعفر حمیری سے احمد بن اسحاق بن سعد سے بکر بن محمد ازدی سے ابوعبداللہ جعفرِ صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فضیل سے فرمایا! کیا تم (ایک دوسرے کے ساتھ) بیٹھتے اور ہماریؑ حدیث کہتے ہو اُس نے کہا جی ہاں۔ آپؑ پر قربان جاؤں فرمایا: میںؑ اُن مجالس کو دوست رکھتا ہوں پس ہمارےؑ امر کا احیاء کرو۔ اے فضیل خدا رحم کرے اُس پر جو ہمارےؑ امر کا احیاء کرے۔ اے فضیل ہماراؑ ذکر کرے یا جس کے پاس ہماراؑ ذکر کیا جائے پس اُس کی آنکھ سے مکھی کے پَر کے برابر آنسو نکلے تو خدا اُس کے گناہوں کو بخش دے گا۔ اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

(نفسِ المهموم' اُردو' ص53-54' مولف رئیس المحدثین آقائی شیخ عباس قمیؒ)

﴿7﴾ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام امامِ حسینؑ کے عزاء داروں کو روتا دیکھ کر فرماتیں ہیں

"طُوْبٰى لَكُمْ يَا اَحِبَّائِىْ تَعَزُّوْنَ وَتَبْكُوْنَ عَلٰى وَلَدِىَ الْغَرِيْبِ الَّذِىْ لَيْسَ لَهٗ اَبَوَاهُ فِى الدُّنْيَا" خوشحال ہو تمہارا اے میرے دوستو......تم روتے ہو میرے ایسے فرزند پر جس کا دنیا میں نہ باپ ہے نہ ماں......وَاَنَــا اَشْــرَكُ مَــعَـكُمْ فِى الْعَـزَاءِ وَاَشْـفَـعُـكُـمْ فِى الْقِيَامَةِ اور میں بھی تمہارے ساتھ رونے اور پیٹنے میں شریک ہوں اور روزِ قیامت خدا سے تمہاری شفاعت خواں ہوں گی......(بحور الغمہ' اُردو' جلد 2' ص43' مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ)

﴿8﴾ محرم کا چاند دیکھ کر امام جعفرِ صادق علیہ السلام کا گریہ

رُوِىَ عَنِ الصَّادِق عَلَيْهِ السَّلَامِ اِذَا اَهَلَّ هِلَالَ عَاشُوْرَاءَ اِشْتَدَّ حُزْنُهٗ وَعَظُمَ بُكَائُهٗ عَلٰى مُصَابِ جَدِّهِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامِ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جنابِ امام جعفرِ صادق علیہ السلام جب محرم کا چاند دیکھتے تھے اپنے جد بزرگوار مظلوم کربلاؑ کی مصیبتوں پر بے اختیار روتے تھے اور آپؑ کا حُزن و غم بڑھتا جاتا تھا......وَالنَّاسُ يَاْتُوْنَ اِلَيْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَيَعُزُّوْنَهٗ بِالْحُسَيْنِ وَيَبْكُوْنَ مَعَهٗ وَيَنُوْحُوْنَ عَلٰى مُصَابِهٖ اور لوگ اپنے گھروں سے حضرتؑ کے پاس آ کر نوحہ و ماتم میں شریک ہوتے تھے اور پُرسہ دیتے تھے......آپؑ رو کر فرماتے تھے "اِعْلَمُوْا اَنَّ الْحُسَيْنؑ دَائِمًا يَنْظُرُ اِلٰى مَوْضِعِ عَسْكَرِهٖ وَمَنْ دَخَلَ فِيْهِ مِنَ الشُّهَدَاءِ"

اے لوگو! آگاہ ہو کہ امام حسین علیہ السلام اپنی لشکر گاہ کو اور اپنے ساتھ کے شہیدوں کو ملاحظہ فرماتے ہیں...... "وَیَنْظُرُ اِلٰی زُوَّارِہٖ وَالْبَاکِیْنَ عَلَیْہِ وَالْمُقِیْمِیْنَ عَلَیْہِ الْعَزَآءِ" اور اپنے زائرین کو اور رونے والوں کو اور اُن لوگوں کو جو آپؑ کی مجلس و ماتم برپا کرتے دیکھتے ہیں اور اُن سب کے ماں باپ کے ناموں سے واقف ہیں وہ درجے جو اُن کیلئے بہشت میں مقرر ہیں' جانتے ہیں...... "وَاِنَّہٗ لَیَرٰی مَنْ یَبْکِیْہِ فَیَسْتَغْفِرُلَہٗ" اور جسے امام حسینؑ روتا ہوا دیکھتے ہیں' پس اُس کے لئے استغفار کرتے ہیں...... "وَیَسْأَلُ جَدَّہٗ وَاَبَاہُ وَاُمَّہٗ وَاَخَاہُ اَنْ یَسْتَغْفِرُوْا لِلْبَاکِیْنَ عَلٰی مُصَابِہٖ وَالْمُقِیْمِیْنَ الْعَزَاءَ" بلکہ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم و جنابِ علی مرتضٰی علیہ السلام' جنابِ فاطمۃُ الزّہرا علیہا السلام اور جنابِ حسنِ مجتبیٰ علیہ السلام سے سفارش کرتے ہیں کہ آپ حضراتؑ بھی میرےؑ رونے والوں اور مجلس کرنے والوں کے واسطے دُعا کریں...... اللہ تعالیٰ اُن کے گناہوں کو بخش دے...... پھر فرماتے ہیں "لَوْ یَعْلَمُ زَائِرِیْ وَالْبَاکِیْ عَلَیَّ مَالَہٗ مِنَ الْاَجْرِ عِنْدَاللّٰہِ لَکَانَ فَرَحُہٗ اَکْثَرُ مِنْ جَزْعِہٖ" اگر میرے زوّار اور مجھؑ پر رونے والے اپنے اپنے درجوں سے واقف ہوں جو بہشت میں اُن کے لئے مقرر ہیں تو اُس رونے سے اُن کی بشاشت کہیں زیادہ ہو جائے...... "وَقَالَ یَقُوْمُ مِنْ مَجْلِسِہٖ اِلَّا وَمَا عَلَیْہِ ذَنْبٌ فَصَارَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ" اور جنابِ صادق آلِ محمد علیہ السلام نے فرمایا جو بندۂ مومن جنابِ امام حسینؑ کی مجلس سے اُٹھتا ہے تو کوئی گناہ اُس پر باقی نہیں رہتا۔ ایسا پاک و پاکیزہ ہو جاتا ہے گویا اُسی دن ماں کے پیٹ سے

پیدا ہوا ہے۔(بحور الغمہ ' اُردو' مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ ص441-442' جلد 1)

ہر مومن کو چاہیئے کہ فرش عزا کی عظمت کو جانے پہچانے اور اُس کا احترام کریں اور آغازِ مجلس سے فرش عزاء پر بیٹھیں اور فاطمۂ زہرا علیہا السلام کے ساتھ بلند آواز سے روئیں۔

﴿9﴾ فضیلتِ بُکَا......اور فرشِ عزاء پر کون کون آتے ہیں

"عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامِ قَالَ مَنْ بَكٰى عَلٰى الْحُسَيْنؑ فَاِنَّهُ اَحْسَنَ بِالنَّبِيِّ وَفَاطِمَةَ" حدیثِ صحیح میں مصحفِ ناطق حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو مومن امامِ حسین علیہ السلام کی مصیبت پر رویا' گویا اُس نے احسان اور نیکی کی رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور فاطمۃ الزّھرا علیہا السلام کے ساتھ......كُلُّ عَيْنٍ بَاكِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا عَيْنٌ بَكَتْ عَلَى الْحُسَيْنؑ فَاِنَّهَا ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشَرَةٌ بِنَعِيْمِ الْجَنَّةِ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا روزِ قیامت عجب روزِ ہولناک ہوگا کہ اُس روز تمام مخلوق کی آنکھیں ہولِ قیامت سے گریاں ہوں گی مگر وہ چشم جو نورِ چشمِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یعنی امامِ حسین علیہ السلام پر روئی ہوگی بلکہ وہ آنکھ اُس روز روشن وخنداں ہوگی اور صاحبِ چشم کو بشارت دی جائے گی ساتھ نعمت ہائے بہشت کے...... وَرُوِيَ اَنَّ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءُ بِخَيْئُ فِي مَجْلِسٍ يُذْكَرُ فِيْهَا مَصَآئِبُ الْحُسَيْنؑ اور روایت میں وارد ہوا ہے کہ جس گھر میں مجلسِ حسینِ مظلومؑ برپا ہوتی ہے اور مصائب اُس مظلوم کے بیان ہوتے ہیں تو اُس مکان میں جنابِ فاطمۃ الزّہراء علیہا السلام تشریف لاتی ہیں...... وَمَعَهَا مَرْيَمَ خَدِيْجَةَ وَاٰسِيَةُ اور ساتھ اُن مظلومہؑ کے جنابِ مریمؑ، مادرِ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام، اور جنابِ خدیجۃ الکبریٰؑ اور آسیہؒ زنِ فرعون ہوتی ہیں...... **وَفِیْ یَدِهَا خِرُقَةٌ تَمْسَحُ بِهَا دُمُوْعَ الْبَاكِیْنَ وَنَقُوْلُ** اور ہاتھ میں اُن مظلومہؑ کے ایک رومال ہوتا ہے کہ اُس سے آنسو رونے والوں کے پونچھ کر شفقت سے فرماتی ہیں...... **طُوْبٰی لَكُمْ یَا اَحِبَّائِیْ تَعَزُّوْنَ وَتَبْكُوْنَ عَلٰی وَلَدِیَ الْغَرِیْبِ الَّذِیْ لَیْسَ لَهٗ اَبَوَاهُ فِی الدُّنْیَا وَاَنَا اَشْرَكُ مَعَكُمْ فِی الْعَزَاءِ وَاَشْفَعُكُمْ فِی الْقِیَامَةِ** خوشحال ہو تمہارا اے میرے دوستو......تم روتے ہو میرےؑ ایسے فرزند پر جس کا دنیا میں نہ باپ ہے نہ ماں......اور میںؑ بھی تمہارے ساتھ رونے اور پیٹنے میں شریک ہوں اور روزِ قیامت خدا سے تمہاری شفاعت خواں ہوں گی۔ (بحور الغمہ' اُردو ج2'ص 42-43'مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ)

﴿10﴾ حُسَیْنؑ: قَتِیْلُ الْعَبَرَةِ ہیں جب بھی مومن مجھےؑ یاد کرے گا' روئے گا

(بحذف اسناد) بعض محدثین شیعہ سے اور اُنہوں نے امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے امامِ حسین علیہ السلام کی طرف نگاہ کی اور فرمایا: **یا عبرة کل مومن' فقال: انایا ابتاه' قال: نعم یا بنی** "اے ہر مومن کے آنسو' امامِ حسینؑ نے پوچھا بابا میں ہوں؟ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ہاں بیٹا تم ہو۔ (الٰہی عنایات' ترجمہ اُردو کامل الزیارات' ص 166' بحوالہ بحار الانوار ج 44' ص 280)

﴿11﴾ جس دن بھی امامِ جعفرِ صادقؑ کے سامنے نامِ حسینؑ آتا

(بحذف اسناد) ابوعمارہ منشد سے روایت کی ہے کہ جس دن بھی امام جعفرِ

صادق علیہ السلام کے سامنے امامِ حسین علیہ السلام کا ذکر ہوتا تھا اُس دن، رات تک امامؑ مسکراتے تک نہیں تھے اور فرماتے تھے حسین علیہ السلام ہر مومن کے آنسو ہیں۔یعنی یادِ حسینؑ ہر مومن کے لئے گریہ کا سبب ہے)

(الٰہی عنایات، ترجمہ اُردو، کامل الزیارات، ص 166، بحوالہ بحارالانوار ج 44، ص 280، مستدرک الوسائل ج 10 ص 312)

﴿12﴾ حسینؑ کشتۂ گریہ ہیں

(بحذف اسناد) امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امامِ حسین علیہ السلام نے فرمایا"انا قتيل العبرة لا يذكرني مومن الااستعبر" امامِ حسینؑ نے فرمایا میں کشتۂ گریہ ہوں کوئی بھی مومن مجھے یادنہیں کرے گا مگر یہ کہ روئے گا۔

(الٰہی عنایات، ترجمہ اُردو، کامل الزیارات، ص 167، بحوالہ بحارالانوار ج 44، ص 284، امالی صدوقؒ مجلس 28 نمبر 7)

نوٹ: اِن احادیثِ معصومین علیہم السلام سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ہر فرشِ عزاء کا لازمہ غربتِ حسینؑ پر گریہ، مولا فرماتے ہیں کون بول رہے مت دیکھو کیا بول رہا ہے دیکھو، اِس قول کے تحت حسینؑ کی مظلومی کا ذکر مرثیہ کی شکل میں ہو یا نوحہ ہو یا کوئی بھی عالم، ذاکر، ذکر کرے اگر آپ کا دشمن ہو تب بھی اُس کے سامنے بیٹھ کر حسینؑ کی مظلومی پر آنسو بہاؤ، بلند آواز سے رو، بہت بڑے پیمانے پر تحریک چل رہی ہے کہ غمِ حسینؑ میں مت رو، خونی ماتم مت کرو، علم مبارک وتعزیہ مت اِستاد کرو، نماز میں وہ تشہد مت پڑھو جو کہ امام جعفرِ صادق علیہ السلام کا بتایا ہوا ہے۔(جس تشہد میں علیؑ کی ولایت کا ذکر ہے وہ تشہد کتاب القطرہ، اُردو، جلد 2، ص 93، بحوالہ فقہ مجلسی ص 29 پر ملاحظہ ہو) یہ تمام تحریکیں

پہلے علی الاعلان اپنے کو اہلبیتؑ کا دشمن قرار دیتے ہوئے چلائی جاتی تھیں لیکن اب بنامِ شعیہ عربی زبان سے تھوڑی سی واقفیت حاصل کر کے بھولے بھالے مومنین کو گمراہ کرتے ہوئے چلائی جارہی ہیں۔ نوجوانوں سے معروضہ ہے کہ تم عقائدِ مذہبِ حقّہ کے محافظ ہو تم ایسے علماء و ذاکرین کے بیانات نہ سُنو جو بظاہر مولاؑ کی محبت کا دَم بھر کر پھر مولاؑ کے ہی خلاف بولتے ہیں۔ مولاؑ فرماتے ہیں یتیم وہ نہیں جسکے ماں باپ مرجائیں، بلکہ حقیقی یتیم وہ ہے جو ہماری احادیث سے محروم ہو۔

اپنی ذاتی دشمنی یا دوستی کو عنوان بنا کر مجالس و محافل میں شریک نہ ہو، بلکہ جو بھی قرآن واہلبیتؑ وولایتِ علیؑ، عزاءِ حسینِؑ مظلوم کربلا پر، گریہ اور خونی ماتم، و **عَلَمْ** مبارک کی تائید کررہا ہے اُس کا ہر رُخ سے ساتھ دو۔ ویسے مجالس و محافل میں شریک ہو۔

ایک عالم دین نے خواب میں امامِ حسینؑ کو دیکھا کہ امامِ حسینؑ کے جسم پر کوئی زخم نہیں اور ہر تھوڑی دیر سے ایک آہِ سرد بھرتے ہیں اُس عالمِ دین نے سوال کیا مولاؑ میں نے روایات میں دیکھا ہے کہ آپ کا سارا بدن اور آپ کا سارا چہرہ زخموں سے چور ہے لیکن مجھے کوئی زخم نظر نہیں آتا۔ امامِ حسینؑ نے کہا اے بھائی جہاں بھی فرشِ عزاء بچھتا ہے میریؑ ماں وہاں جا کر عزاء داروں کے آنسو اپنے رومال میں جمع کرتی ہیں اور وہ آنسو میرے زخموں کو لگاتی ہیں تب میرے سارے زخم مندمل ہوجاتے ہیں اور جب میرےؑ عزادار مجھؑ پر رونا چھوڑ دیتے ہیں تو میرےؑ زخم پھر سے ہرے ہوجاتے ہیں۔ عالمِ دین

نے پوچھا مولاؑ یہ آپؑ سینے پر ہاتھ کیوں رکھے ہیں؟ امامِ حسینؑ نے آہِ سرد کھینچی اور فرمایا میرےؑ دو زخم ایسے ہیں جو کبھی نہیں سوکھتے ایک علی اکبرؑ کا زخم ایک علی اصغرؑ کا زخم۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ امامِ حسینؑ کے زخم سوکھ جائیں تو ہر فرشِ عزاء پر بیٹھیں اور بلند آوازوں سے غربتِ حسینؑ مظلوم پر روئیں۔ امامِ زمانہؑ علی اصغرؑ پر اب تک خون کے آنسو بہاتے ہیں دشمنِ دین ہم سے سوال کرتے ہیں کہ کونسے امام خون بہائے۔ امامِ زمانہؑ اگر علی اصغرؑ پر روتے تب بھی کافی تھا لیکن امامِ زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ' علی اصغرؑ پر خون کے آنسو بہاتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو زیارتِ ناحیّہ)

﴿13﴾ آسمان' زمین' ملائکہ کا غربتِ حسینؑ پر رونا

"**فِی الْاَمَالِیْ عَنْ حُذَيْفَةِ الْيَمَانِیْ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِیَّ اَخَذَ بِيَدَیَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَهُوَ يَقُوْلُ**" کتاب ''امالی'' میں حُذیفہ یمانیؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حسینؑ ابن علیؑ کا ہاتھ تھامے ہوئے فرماتے تھے "**اَيُّهَا النَّاسُ هٰذَاالْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ فَاعْرِفُوْهُ**" ''اے گروہِ مردم! یہ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے اِسے پہچانو'' **فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ لَفِی الْجَنَّةِ وَمُحِبِّيْهِ فِی الْجَنَّةِ وَمُحَبِّیْ مُحِبِّيْهِ فِی الْجَنَّةِ**" قسم ہے اُس خالق کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ میراؐ فرزند اہلِ بہشت سے ہے اور جو کوئی اِسے دوست رکھے وہ بھی اہلِ جنت سے ہے' اور جو اِس کے دوستوں کو دوست رکھے گا وہ بھی

اہلِ بہشت سے ہے۔ معتبر سند کے ساتھ روایت ہے کہ مخبرِ صادق امام جعفرِ صادق علیہ السلام نے فرمایا: كَانَ الْحُسَيْنُ مَعَ اُمِّهٖ تَحْمِلُهٗ فَاَخَذَهُ النَّبِىُّ وَقَالَ ایک روز جنابِ فاطمۃ الزّہرا علیہا السلام، امامِ حسین علیہ السلام کو اپنی گود میں لیئے بیٹھیں تھیں کہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فاطمۃ الزّہراء علیہا السلام کی گود سے امامِ حسین علیہ السلام کو اپنی آغوش میں لے لیا اور فرمایا: لَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَكَ وَلَعَنَ اللّٰهُ سَالِبَكَ وَاَهْلَكَ اللّٰهُ الْمُتَوَازِرِيْنَ عَلَيْكَ وَ حَكَمَ اللّٰهُ بَيْنِىْ وَبَيْنَ مَنْ اَعَانَ عَلَيْكَ اے حسینؑ خدا لعنت کرے تیرے قاتل پر اور لعنت کرے اُن لعینوں پر جو بعدِ شہادت تجھےؑ بے لباس کریں اور خدا لعنت کرے اُن پر جو اعانت کریں تیرے قاتلوں کی، اور خدا حُکم کرے میرےؐ درمیان اور اُن کے، جو تیرے قاتلوں کی یاری کریں'' قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا اَبَتِ اَىَّ شَىْءٍ تَقُوْلُ'' جنابِ فاطمۃ الزّہرا علیہا السلام یہ خبرِ وحشت سُن کر پریشان ہوئیں اور عرض کی: بابا جان! میرےؑ حسینؑ کے حق میں کیا فرماتے ہیں؟

رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: اے فاطمہؑ! تمہیں وہ ظلم اور آزار، یاد آئے جو میرےؐ بعد تمہارےؑ اور حسینؑ پر اِس اُمّت کے ہاتھ سے پہنچیں گے۔ ایک دن وہ ہوگا کہ یہ فرزند بیچ میں کھڑا ہوگا اور چند انصار جان نثاری پر آمادہ، زندگی سے سیر، موت کے اشتیاق میں اِرد گرد کھڑے ہوں گے۔ اِس وقت وہ معرکہ میری آنکھوں میں پھر رہا ہے۔ گویا میںؐ دیکھتا ہوں کہ یہ لشکر گاہ ہے، وہ خیمہ گاہ ہے یہ وہ زمین ہے جہاں اِن کی قبر بنائی

جائے گی''، معصومہ علیہا السلام نے پوچھا! وہ کونسی جگہ ہے؟ فرمایا: ایک مقام جس کا نام کربلا ہے۔ **وَهِيَ دَارُ كَرْبٍ وَ بَلَاءٍ عَلَيْنَا وَعَلَى الْاَئِمَّةِ** اور وہ زمین ہم اہلبیت علیہم السلام کے لئے باعثِ اندوہ ہے''۔ **قَالَتْ يَا اَبَتِ فَيُقْتَلُ** جنابِ فاطمۃ الزّہراء علیہا السلام نے عرض کی: باباجان کیا میرا حسینؑ قتل کیا جائے گا؟ **قَالَ نَعَمْ وَمَا قُتِلَ قَتْلَةً اَحَدٌ كَانَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ**

رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: اے فاطمہؑ! تیرا حسینؑ شہید ہوگا اور ایسی مظلومیت سے شہید ہوگا کہ کوئی دنیا میں قتل نہ ہوا ہوگا اور اُس پر آسمان وزمین اور ملائکہ اور جانورانِ وحشی و ماہیانِ دریا اور پہاڑ روئیں گے۔ جنابِ فاطمہؑ **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ** کہہ کر بے اختیار حالِ حسینؑ پر رونے لگیں۔ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: اے بیٹی! کیا تم راضی نہیں کہ حسینؑ کی شہادت کے عوض تاجِ شفاعت اُمّتِ عاصیٔ اللہ تعالیٰ تمہارےؑ باپ کے سر پر رکھے اور کیا تم نہیں چاہتیں کہ جب تمام خلق تشنہ بلب ہو تو تمہاراؑ شوہر، ساقیِ کوثر ہو، اور کیا تم راضی نہیں کہ ملائکہ روزِ قیامت تمہارےؑ حکم کے منتظر کھڑے رہیں؟ اِس طرح کے کلمات جب حضرتؐ نے ارشاد فرمائے اُس وقت جنابِ فاطمۃ الزّہراء علیہا السلام نے عرض کی: باباجان! اگر میرےؑ فرزند کی شہادت میں یہ ثواب ہیں کہ روزِ قیامت ہمارےؑ ماننے والے بخشے جائیں گے۔ تو میںؑ خوب راضی ہوں، جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جنابِ سیدہ علیہا السلام کے آنسو پونچھ کر

شفقت سے پیشانی پر دستِ مبارک پھیرا۔ اور فرمایا: کہ ہمؐ علیؑ، تمؑ اور حسنینؑ اور تمہارےؑ سب شیعہ ایسے مکان میں ہوں گے۔ کہ اُن کے دیکھنے سے تمہاریؑ آنکھیں روشن اور تمہاراؑ دل ٹھنڈا ہوگا۔

مومنین ! خوشحال حال شیعیانِ علی علیہ السلام و غلامانِ سیدہ علیہا السلام کا خدا ہم عاصیوں کو اُن کی غلامی میں محسوب کرے''۔ غلامی کی علامت یہ ہے کہ جب مصائب اہلبیتؑ کا تذکرہ ہو تو بےساختہ آنکھوں سے اشک جاری ہوں''

(بحور الغمہ' اُردو' جلد 1 ص 145-147' مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ)

﴿14﴾ قالؐ: اللہ ایک گروہ کو ہماری حمایت کے لئے پیدا کرے گا میںؐ۔ حسینؑ کے ماتم داروں کو داغِ ماتم سے پہچان لوں گا

تفسیرِ فرات میں مخبرِ صادق امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک دن جنابِ زہرا علیہا السلام نے امامِ حسینؑ کو اُٹھایا ہوا تھا۔ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جنابِ سیدہ علیہا السلام سے، حسینؑ کو لے لیا۔ آپؐ (حسینؑ) کے گلے کا بوسہ لیا اور فرمایا: اللہ تیرےؑ قاتل پر لعنت کرے' اللہ تیرےؑ لباس اُتارنے والوں پر لعنت کرے' تیرےؑ خلاف فوج کشی کرنے والوں کو اللہ عذابِ الیم سے دوچار کرے۔ تیرےؑ قاتلوں اور ظالموں کا مقدمہ میںؐ خود دربارِ خالق میں پیش کروں گا' جنابِ سیدہ علیہا السلام نے عرض کی: بابا جان یہ آپؐ کیا فرمار ہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: بیٹی! مجھےؐ وہ وقت یاد آ گیا

ہے جب نہ میںؐ ہوں گا نہ تُو ہوگی نہ علیؑ ہوں گے اور نہ حسنؑ ہوگا۔تنہا حسینؑ ہوگا۔اُس کے چند ساتھی ہوں گے چند اقرباء ہوں گے اور گرد لاکھوں کی تعداد میں فوجیں ہوں گی۔ تیرےؑ حسینؑ اور اُس کے ساتھیوں کو میدانِ موت کی طرف لے جایا جائے گا' یہ اِسی طرح مینارِ ہدایت ہوں گے جس طرح تاریک رات میں چمکتے ستارے' میں اِس وقت بھی چشمِ نبوت سے اُنؑ کی لشکر گاہ' اُنؑ کے خیام کی ترتیب اور اُنؑ کی ایڑیوں کی رگڑ سے اُڑنے والی مٹی دیکھ رہا ہوں۔فاطمۃُ الزہّرؑا نے عرض کیا! بابا جان! یہ جگہ ہے کہاں جس کے متعلق آپؐ فرمارہے ہیں' آنحضرتؐ نے فرمایا: بیٹی اُس مقام کو کربلا کہتے ہیں' واقعاً ہے ہی کرب اور بلا' میریؐ اُمّت کے بدمعاش اُنؑ کے خلاف خروج کریں گے۔

اُن لوگوں میں سے کسی ایک کے لئے بھی جملہ اہلیانِ ارض وسماء مل کر شفاعت کریں گے تو اللہ قبول نہیں فرمائیں گا۔وہ لوگ ہمیشہ جہنم کا ایندھن ہوں گے۔بی بیؑ نے عرض کیا: بابا! کیا میرؑا یہ حسینؑ وہاں شہید ہوگا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: ہاں بیٹی' تیرؑا یہ حسینؑ وہیں شہید ہوگا اور اِس طرح شہید ہوگا کہ حسینؑ سے پہلے حسینؑ کی طرح کوئی شہید نہ ہوا ہوگا اور نہ کوئی بعد از حسینؑ اِس طرح شہید ہوگا۔شہادتِ حسینؑ پر ارض وسماء روئیں گے۔ جِن وملک گریہ کریں گے۔وُحوش وطُیور ماتم کریں گے۔پہاڑ اور سمندر غم زدہ ہوں گے پھر اللہ ہمارےؑ محبوں کا ایک گروہ پیدا کرے گا۔کرۂ ارض پر سے معرفتِ خدا اور ہمارےؑ حق کا تحفظ تنہا وہی جماعت کرے گی۔کرۂ ارض پر اُس مخصوص گروہ کے سِوا ہمارؑا نام تک

لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ وہ لوگ تاریکیِ ضلالت میں چراغِ ہدایت ہوں گے۔ اُن لوگوں کو حقِ شفاعت ہوگا۔ کل وہی میرےؐ حوض سے میرےؐ ہاتھوں پانی پی سکیں گے۔ **جب میرےؐ پاس آئیں گے تو میں اُن کو پیشانی کے نور اور سینہ پر داغِ ماتم کی علامت سے پہچان لوں گا۔**

بیٹی اِس جماعت کا کتنا مقام ہوگا کہ ہر فرقہ اپنے امام کی تلاش میں ہوگا۔ اور میںؐ (محمدؐ) ملائکہ کے ساتھ اُن کی تلاش میں ہوں گا اُنہی کی بدولت زمین قائم ہوگی، اُنہی کی بدولت آسمان سے بارش برسے گی۔ یہ سُن کر جنابِ سیدہؑ نے **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ** پڑھا اور ہائے بیٹا کر کے رونے لگیں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: بیٹی تیراؑ حق ہے تو رو، لیکن یہ تو تجھے معلوم ہے کہ اہلِ جنت میں سے افضل شُہداء ہی ہوں گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں اپنی جان اور مال راہِ خدا میں قربان کی۔ کچھ کو قتل کیا پھر خود راہِ خدا میں شہید ہوئے۔ بیٹی اِس دارِ دنیا سے دارِ آخرت کی طرف منتقل ہونے کی خاطر کوئی صورت تو ضروری ہے یا بستر کی موت، یا میدانِ جنگ کی موت۔ اے دخترِ نبیؑ! وہ کتنا عظیم وقت ہوگا جب میدانِ محشر میں تو حکم کرے گی اور تیرےؑ حکم کی اطاعت کی جائے گی۔ وہ کتنی عظمت کا مقام ہوگا جب تیراؑ یہی بیٹا حاملینِ عرش کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہوگا۔ تیرےؑ لئے کتنی عزّت کی گھڑی ہوگی جب آدمؑ سے عیسیٰؑ تک اور میریؐ اُمّت کا ہر فرد تیرے باپؐ کے پاس شفاعت کی درخواست کرے گا۔ مگر میںؐ اپنے حسینؑ کے قاتلوں سے انکار کر دوں گا۔ وہ کتنے فخر کا مقام ہوگا تیراؑ شوہرؑ اپنے موالیوں کو حوضِ کوثر

سے پانی پلائے گا اور دوسروں کو پرہ ڈھکیل رہا ہوگا۔ وہ کتنے مبارک لمحات ہوں گے جب تیرےؑ شوہرؑ کے حکم سے جہنم تیریؑ ذُریّت کے دشمنوں کو اپنے شعلوں کی لپیٹ میں لے رہی ہوگی۔ وہ کتنے سعید لمحات ہوں گے جب اللہ تجھؑ سے فرمائے گا میری زہراؑ کنیز اپنے محبوں اور موالیوں کو لے کر جنت میں چلی جا۔ زہراؑ تو دیکھے گی کہ تیرےؑ شوہرؑ نے اپنا مقدمہ دائر کر رکھا ہوگا۔ اللہ تیرےؑ اور تیرےؑ شوہر اور تیریؑ ذُریّت کے قاتلوں کو میدانِ محشر میں ایک صف میں کھڑا کرے گا اور مجرم وغیر مجرم اُن پر لعنت کر رہے ہوں گے۔ بیٹی کتنا عظیم تیراؑ حسینؑ ہے جس کی شہادت پر حور وغلمان اور ملائکہ گریہ کریں گے۔

بیٹی کتنی خوش نصیب ہے تو کہ قیامت میں تیرےؑ اور تیریؑ ذُریّت کے زائر اللہ کی ضمان اور امان میں ہوں گے۔ بیٹی کتنی خوش بخت ہے توؑ! کہ تیریؑ ذُریّت کے زائرین کو وہی اجر ملے گا جو بیتُ اللہ کے زائرین کو مل رہا ہوگا۔ بیٹی کتنی سعادت مند ہے توؑ! کہ تیراؑ اور تیریؑ ذُریّت کا مُوالی اپنے بستر پر بھی شہادت کی موت کا درجہ حاصل کرے گا۔ پھر آپؐ نے سیدہ علیہا السلام کی پیشانی اور سر پہ ہاتھ پھیر کر فرمایا: بیٹی میںؐ، تیراؑ شوہرؑ اور تیریؑ معصوم ذُریّت سب ہی شہید ہوں گے اور جنت میں ایک دوسرے کے پڑوسی ہوں گے۔ بی بی زہرا علیہا السلام نے آنسو صاف کر کے عرض کیا **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔**

(الدمعۃ الساکبہ اُردو جلد 2، ص 71-73، مولف آقائے باقر دہشتی بہبانی نجفی)

﴿15﴾ باباؐ میرے حسینؑ پر کون روئے گا؟

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ بَكٰى عَلٰى مُصَابِ الْحُسَيْنِ اَوْ تَذَكَّرَ اَوْ جَلَسَ فِى مَجْلِسٍ اَوْ خَدَمَ اَهْلَ الْعَزَآءِ كَاَنَّهٗ زَارَنِىْ عَلَى الْعَرْشِ اَرْبَعِيْنَ مَرَّةً مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍؑ" شفیع المذنبین، جنابِ سید المرسلین نے فرمایا: جو مومن میرے فرزند حسینؑ کی مصیبت پر رُوئے یا ذکر کرے اور مولاؑ کی مصیبتوں کو یاد کرے یا مجلسِ عزائے حسینؑ میں بیٹھے یا عزاداروں اور اہلِ مجلس کی خدمت کرے گا، گویا اُس نے عرشِ خدا پر علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ چالیس مرتبہ میریؐ زیارت کی یعنی اُس کو چالیس معراج کا ثواب ہوگا۔

"رُوِىَ اَنَّهٗ لَمَّا اَخْبَرَالنَّبِىُّ بِنْتَهٗ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِؑ بِقَتْلِ وَلِدِهَا الْحُسَيْنٌ وَمَا يَجْرِىْ عَلَيْهِ مِنَ الْمَحَنِ" منقول ہے کہ ایک روز جنابِ رسولِ خداؐ نے اپنی پارۂ جگر فاطمۃ الزّہراء علیہا السلام کو شہادتِ امامِ حسینؑ کی خبر دی اور جو مصیبتیں مظلومِ کربلا پر واقع ہونے والی تھیں بیان کیں، "فَبَكَتْ فَاطِمَةُ بُكَآءً شَدِيْدٌ" مادرِ حسینؑ جنابِ فاطمہ علیہا السلام بہت شدت سے روئیں اور عرض کی: اے بابا یہ واقعہ میرے حسینؑ کے ساتھ کب ہوگا؟ "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِىْ زَمَانٍ خَالٍ مِنِّىْ وَمِنْكَ وَمِنْ عَلِىٍّؑ" حضرتؐ نے فرمایا: افسوس! حسینؑ کی تنہائی کا کیا پوچھتے ہو؟ جب وہ مظلومؑ اِن

مصائب میں مبتلا ہوگا تو نہ میںؐ ہوں گا، نہ تمؑ ہوگی اور نہ علیؑ ہوں گے۔ یہ سُن کر جنابِ سیدہ علیہا السلام پہلے سے زیادہ بے قرار ہو کر روئیں اور کہنے لگیں "**يَا اَبَتِ فَمَنْ يَبْكِيْ عَلٰى وَلَدِيْ وَمَنْ يَلْتَزِمُ بِاِقَامَةِ الْعَزَاءِ**" بابا جب ہمؑ میں سے کوئی نہ ہوگا تو پھر میرےؑ حسینؑ پر کون روئے گا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا "**يَا فَاطِمَةُ اِنَّ نِسَآءَ اُمَّتِيْ يَبْكِيْنَ عَلٰى نِسَاءِ اَهْلِ بَيْتِيْ وَرِجَالَهُنَّ يَبْكُوْنَ عَلٰى رِجَالِ اَهْلِ بَيْتِيْ**" اے فاطمہ علیہا السلام! میریؐ اُمّت کی عورتیں زنانِ اہلبیتؑ کے حال پر روئیں گی اور میریؐ اُمّت کے مرد اہلبیتؑ کے مَردوں پر گریہ کریں گے۔

"**وَيُجَدِّدُوْنَ الْعَزَآءَ جِيْلًا بَعْدَ جِيْلٍ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ**" اور ہر سال تمہارے شیعہ اور دوست ایک گروہ بعد ایک گروہ کے عزاداریِ حسینؑ کا سامان کریں گے مجلس برپا کر کے ماتم کیا کریں گے۔ "**فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ تَشْفَعِيْنَ اَنْتَ فِي النِّسَآءِ وَاَنَا اَشْفَعُ فِي الرِّجَالِ**" جب روزِ قیامت ہوگا، تمؑ اُن عورتوں کی شفاعت کروگی اور اُن مردوں کی شفاعت میںؐ کروں گا۔

بہ تحقیق جو حالِ حسینؑ پر روئے گا: **اخذ ناه بيده وادخلناه ا لجنة** ''ہم اُس کا ہاتھ پکڑ کے داخلِ جنت کریں گے۔

(بحورالغمہ اُردو، جلد 1، ص 278-280، مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ)

﴿16﴾ غربتِ حسینؑ پر رونا قرآن سے ثابت ہے

قرآن: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَاكَانُوْا مُنْظَرِيْنَ پس نہ اُن پر آسمان رویا اور نہ زمین اور نہ اُن کو ڈھیل دی گئی۔

تفسیر: فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ تفسیر قمی میں ہے کہ جنابِ امیرالمؤمنین علیہ السلام کے سامنے سے ایک ایسا شخص گذرا کہ جو اللہ اور رسولؐ کا دشمن تھا تو حضرت علی علیہ السلام نے یہی آیت پڑھی فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَاكَانُوْا مُنْظَرِيْنَ پھر حضرت علی علیہ السلام کے سامنے سے آپ کے صاحبزادے امامِ حسین علیہ السلام گذرے تو آپؑ نے امامِ حسین علیہ السلام کو بتا کر کہا کہ یہ وہ شخص ہے جس پر آسمان و زمین ضرور روئیں گے۔ پھر فرمایا کہ آسمان و زمین تو حضرتِ یحییٰ بن زکریاؑ پر رو چکے ہیں، اور اب امام حسینؑ پر روئیں گے۔ تفسیر مجمع البیان میں مخبرِ صادق امامِ جعفرِ صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آسمان حضرت یحییٰ بن زکریاؑ اور حضرتِ امامِ حسین علیہ السلام ابن علیِ مرتضٰی علیہ السلام پر چالیس، چالیس دن رُویا ہے اور ان دونوں حضراتؑ کے سِوا اور کسی پر نہیں رویا۔ کسی نے عرض کی یا بن رسول اللہؐ اُس کے رونے کی علامت کیا تھی۔ فرمایا کہ طلوع و غروب کے وقت بہت ہی زیادہ سُرخی ہو جایا کرتی تھی۔ المناقب میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ آسمان امامِ حسینؑ پر چالیس روز خون سے رویا۔ اور جناب یحییٰؑ اُسی طرح ذبح کئے گئے تھے جس طرح جنابِ امامِ حسینؑ علیہ السلام......اور آسمان و زمین سِوائے اِن دو حضرات کے کسی پر نہیں روئے۔

(سورہ الدخان، سورہ نمبر 44، آیت 29، حاشیہ 1، ص 793، مقبول ترجمہ)

﴿17﴾ ملائکہ قبرِ حسینؑ پر، گریہ کرتے رہیں گے

ترجمہ روایت:......آپؑ نے فرمایا ہمؑ میں سے ہر ایک کے پاس ایک صحیفہ ہوتا ہے جس میں یہ تحریر ہوتا ہے کہ اِس کو اپنی مدّتِ حیواۃ میں یہ٬ یہ کام کرنا ہے چنانچہ جب اُس صحیفے میں جتنے کام اُن سے متعلق ہیں ختم ہو جاتے ہیں تو صاحبِ صحیفہ سمجھ لیتا ہے کہ اب اِس کی موت آنے والی ہے اور اُس کے پاس نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف لا کر اِس کی موت کی اطلاع دیدیتے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اُس کے لئے کیا ہے۔ جب امامِ حسینؑ نے وہ جو صحیفہ اُنہیں ملا تھا پڑھا تو دیکھا کہ اِس میں جو اُمور تحریر ہیں٬ اُن میں سے کچھ انجام پا چکے ہیں اور کچھ ابھی باقی ہیں٬ اِس لئے قتال کے لئے نکلے۔ اور جو اُمور باقی ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ملائکہ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ وہ اُن سب کو امامِ حسینؑ کی نصرت کی اجازت دے اور اللہ تعالیٰ نے اجازت بھی دے دی لیکن ملائکہ نے اُس کے لئے توقف کیا اور قتال کے لئے تیار ہونے لگے اور ادھر امامِ حسینؑ قتل کر دیئے گئے۔ اب ملائکہ آئے تو دیکھا کہ امامِ حسینؑ قتل ہو چکے ہیں اِس لئے کہ اُن کی مدّتِ حیواۃ ختم ہو چکی تھی۔ ملائکہ نے یہ دیکھ کر عرض کیا: پروردگارا! تو نے ہمیں نازل ہونے اور قتال کی اجازت عطا فرمائی تھی مگر جب ہم (سرزمینِ کربلا پر) اُترے تو اُس وقت تُو اُنؑ (حسینؑ) کی روح قبض کر چُکا تھا۔ (اب ہمارے لئے کیا حکم ہے؟) اللہ

تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اچھا اب تم اُنؑ (امامِ حسینؑ) کی قبر کے پاس رہو یہاں تک کہ وہ دوبارہ دنیا میں واپس آئیں۔ اور تم (اُس وقت) اُنؑ کی نصرت کرنا، اور نصرت کے نہ کرنے پر اُس وقت تک اُن پر بُکا و گریہ وزاری کرتے رہو۔

بس ہم نے تمہیں اُنؑ کی نصرت کے لئے اور اُنؑ کی مظلومیت پر گریہ وزاری کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ چنانچہ اُس وقت نصرتِ (حسینؑ) کے فوت ہو جانے کی وجہ سے ملائکہ مسلسل بُکا اور جزع وفزع کر رہے ہیں۔ پس جب امامِ حسینؑ رجعت وخروج کریں گے تو یہ ملائکہ اُن کے انصاروں میں ہوں گے۔

(بحارالانوار اُردو جلد 12، ص 659-660، علامہ مجلسیؒ، بحوالہ کامل الزیارت)

﴿18﴾ ولادتِ امامِ حسینؑ پر رسولِ خداؐ کا گریہ

اسماء کا بیان ہے کہ جب امامِ حسن علیہ السلام کی ولادت کو ایک سال گذرا تو امامِ حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف لائے۔ فرمایا! اے اسماء میرے فرزند کو میرےؐ پاس لاؤ۔ میں نے ایک پارچہ سفید میں لپیٹ کر آپؐ کو دیا۔ آپؐ نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور حسینؑ کو اپنی آغوش میں رکھ کر گریہ فرمانے لگے اسماء کا بیان ہے میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپؐ پر قربان آپؐ کیوں گریہ فرما رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں اپنے اِس فرزند پر گریہ کر رہا ہوں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہؐ! یہ بچہ تو ابھی پیدا ہوا ہے آپؐ نے فرمایا! ہاں۔ مگر

اِس کو میرےؑ بعد ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور اُس گروہ کو میریؐ شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ پھر آپؐ نے فرمایا! اےٴ اسماء: دیکھنا یہ بات تم فاطمہؑ کو نہ بتا دینا اِس لئے کہ اِس کے عنقریب ہی تو اِس بچے کی ولادت ہوئی ہے۔ (ابھی وہ زچہ ہے) (اِلٰی آخرہٖ)

(بحارالانوار اُردو جلد 10، ص 20، مولف علامہ مجلسیؒ بحوالہ عیون اخبار الرّضاؑ، صحیفہ الرّضاؑ)

﴿19﴾ امیرالمؤمنینؑ کا زمینِ نینویٰ (کربلا) پر شدید گریہ وزاری

شیخ ابن بابویہ نے کتابِ امالی میں ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ جب جنابِ امیرالمؤمنین علیہ السلام جنگِ صفین پر گئے اور زمینِ نینویٰ پر پہنچے جو کنارے دریائے فُرات کے واقع ہے تو حضرتؑ نے بآوازِ بلند پُکارا اےٴ پسرِ عباس آیا تم اِس مقام کو پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کیا امیرالمؤمنینؑ نہیں جانتا۔ حضرتؑ نے فرمایا! اےٴ ابنِ عباس اگر تم اِس زمین کو جانو جس طرح میںؑ جانتا ہوں تو تم نہ ہٹو گے یہاں سے مگر جب تک میریؑ طرح گریہ نہ کرو۔ اِس کے بعد جنابِ امیرالمؤمنینؑ رونے لگے یہاں تک کہ ریشِ مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی اور قطرے آنسوؤں کے محاسنِ شریف سے ٹپک ٹپک کر سینہ مبارک پر رواں ہوئے۔ ابنِ عباس کہتے ہیں کہ حضرت کو روتا دیکھ کر ہم بھی رونے لگے اِس کے بعد حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام نے فرمایا **اُوَهْ مَالِيَ وَلِاٰلِ اَبِىْ سُفْيَانِ مَالِيَ وَلِاٰلِ حَرْبِ حِزْبِ الشَّيْطَانِ وَاَوْلِيَاءِ الْكَفَرَةِ صَبْرًا يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِؑ فَقَدْ لَقِيَ اَبُوْكَ مِثْلَ الَّذِىْ تَلَقّٰى مِنْهُمْ** ۔ آہ آہ آلِ ابوسفیان و آلِ حرب سے مجھےؑ کیا

مطلب ہے جو لشکرِ شیطان اور سرگروہ کفر وعُدوان ہیں اِس کے بعد فرمایا صبر کرائے ! ابو عبداللہؑ کیونکہ تیرےؑ باپؑ کو بھی اِن اشقیاء کے ہاتھوں وہی صدمات گذرے ہیں جو تجھؑ کو پہنچنا ہے۔ پھر حضرتؑ نے پانی طلب کیا اور وضو کر کے مشغولِ نماز ہوئے اور بہت نمازیں پڑھیں اور نماز سے فارغ ہوئے پھر حضرت علی علیہ السلام اِسی قسم کی باتیں فرماتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ یہاں تک روتے روتے حضرتؑ کو نیند آ گئی جب بیدار ہوئے فرمایا! اے ابنِ عباس کہاں ہو' میں نے عرض کیا' یا مولاؑ میں حاضر ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا تم چاہو تو خبر دوں جو میں نے اِس وقت خواب دیکھا میں نے عرض کی یا مولاؑ ہمیشہ آنکھیں آپؑ کی ٹھنڈی رہیں جو خواب' آپؑ نے دیکھا ہے بہتر ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا میںؑ نے ابھی دیکھا گویا کئی اشخاص آسمان سے اِس صحرا میں نازل ہوئے جن کے ہاتھ میں سفید عَلَم اور گلے میں چمکتی تلواریں حمائل ہیں۔ پھر اُنہوں نے اِس زمین کے گرد ایک خط کھینچا' پھر دیکھا میںؑ نے کہ جو درخت اِس صحرا میں ہیں اُن کی تمام شاخیں زمین پر جھک گئیں اور یک بیک خونِ تازہ اِس صحرا میں موجیں مارنے لگا اور میںؑ نے اپنے پارۂ جگر حسینؑ کو دیکھا کہ اِس دریائے خون میں ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور فریاد کر رہا ہے کوئی اُس کی فریاد کو نہیں پہنچتا اور کچھ نورانی فرشتے آسمان سے نازل ہوئے ہیں اور وہ حسینؑ سے باآوازِ بلند کہہ رہے ہیں کہ صبر کرو۔ اے آلِ رسولؐ تم ہاتھ سے بدترین خلق کے قتل ہوں گے۔ اے ابوعبداللہؑ اب بہشت تمہاری مشتاق ہے۔ اِس کے بعد وہ فرشتے میرےؑ پاس

آئے اور مجھےؑ پُرسہ دے کر کہنے لگے۔ اے ابوالحسنؑ شاد ہوتم کہ حق تعالیٰ قیامت میں تمہاری آنکھوں کوشہادتِ حسین علیہ السلام کی وجہ سے روشن کرے گا۔ یہ دیکھ کر میںؑ بیدار ہوا۔اے ابنِ عباس میں قسم کھا تا ہوں اُس خدائے عزّ وجل کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ مجھے مخبرِ صادق ابوالقاسم محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خبر دی ہے کہ یا علیؑ تم اِس زمین پر سے اُس وقت گذرو گے جب اہلِ ظلم وستم سے مُحاربہ کرو گے یہ زمین کرب وبَلا ہے اِس زمینِ کربلا میں میراؑ حسینؑ مدفون ہوگا اور اِس کے ہمراہ سترہ (17) اشخاص میرےؑ فرزند اور فرزندانِ فاطمہؑ سے اِس زمین میں دفن ہوں گے اور یہ زمین ساتوں آسمانوں میں مشہور ہے اور اہلِ آسمان اِس کو کربلا کہتے ہیں جس طرح حرمِ کعبہ اور حرمِ مدینہ اور بیت المقدس کا نام لیتے ہیں۔(اِلیٰ آخرہٖ)

(بحارالانوار اُردو جلد 1، ص 92-94، مولف علامہ مجلسیؒ)

﴿20﴾ رونے والو! میریؑ طرح حسینؑ پر آنسو بہاؤ

عَنِ الرَّضَاؑ: قَالَ اِنَّ الْمُحَرَّمَ شَهْرٌ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يُحَرِّمُوْنَ فِيْهِ الْقِتَالَ حضرت امامِ رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ ماہِ محرم وہ مہینہ تھا کہ کافر تک اُس میں جنگ وجدال حرام سمجھتے تھے''۔ **فَاسْتُحِلَّتْ دِمَاؤُنَا وَهُتِكَتْ حَرِيْمُنَا وَ سُبِىَ فِيْهِ ذَرَارِيْنَا** اُس اُمّتِ رسولؐ نے جو اسلام کا دعویٰ کرتے تھے ہمارا خون حلال جانا اور ہماری ہتکِ حُرمت کی اور دخترانِ فاطمۃ الزّہراء علیہا السلام کو قید کیا۔خیموں میں آگ لگائی اور ہمارےؑ ساتھ نبیؐ کی نسبت سے رعایت نہ کی۔**اِنَّ يَوْمَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ اَقْرَحَ**

جُـفُـوْنَـنَـا وَاَسْبَلَ دُمُوْعَنَا وَ اَذَلَّ عَزِيْزَنَا روزِ شہادتِ امام حسینؑ وہ دن ہے کہ ہمارئؑ آنکھیں زخمی ہو گئیں اور ہمارےؑ آنسو بہے اور ہمارےؑ عزیزوں کو ذلیل کیا گیا۔ يَـا اَرْضَ كَـرْبَلَاءَ اَوْرَثْتِـنَـا الْكَرْبَ وَالْبَلَاءَ اے زمین کربلا! تو ہمارےؑ غم واندوہ اور مصیبت کی موجب بنی۔ پس رونے والو! میریؑ طرح حسینؑ پر آنسو بہاؤ۔ لِاَنَّ الْبُـكَـاءَ عَلَيْهِ يَحُطُّ الذُّنُوْبَ الْعِظَامَ کہ اُس مظلوم پر رونا کبیرہ گناہوں کو ختم کرتا ہے۔

(بحورالغمہ اُردو جلد 1، ص 99-100، مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ)

﴿21﴾ اصحابِ رسولؐ نے پوچھا!
یا حضرتؐ: اِس قدر رُونے کا سبب کیا ہے؟

منقول ہے کہ ایک جگہ آنحضرتؐ کا گھوڑا ٹھہر گیا۔ فَبَكٰـى رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ بُكَـاءً شَـدِيْدًا وَاسْتَرْجَعَ آنحضرتؐ بہت زیادہ روئے اور اِنَّـا لِـلّٰهِ وَاِنَّـا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اصحابِ رسولؐ نے عرض کی: یا حضرتؐ اِس مقام پر اِس قدر رونے کا سبب کیا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: جبرئیلؑ نے مجھےؐ ابھی خبر دی ہے کہ یہ وہی زمین ہے جس پر میراؐ نواسہ حسینؑ ذبح ہوگا اور اِسی زمین کا نام کربلا ہے۔ كَاَنِّيْ اُنْظُرُ اِلَيْهِ وَاِلٰى مَصْرَعِهٖ وَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ وَاِلٰى اَصْـحَـابِـهٖ حَـوْلَهٗ مَطْرُوْحِيْنَ گویا میںؐ اپنے نواسےؑ کو دیکھتا ہوں کہ بے سر درمیان میں خاک پر پڑا ہے اور اردگرد عزیز وانصار کے ٹکڑے ٹکڑے خون میں غلطاں پڑے ہیں۔ وَكَـاَنِّيْ اَنْـظُـرُ اِلٰـى السَّبَـايَـا عَلٰى اَقْتَابِ الْمَطَايَا اور گویا دیکھتا ہوں کہ میریؐ نواسیاں اور عترت کو

اُونٹوں پر بٹھا کر اور حسینؑ کا سر نیزے پر بلند کر کے شام کو روانہ ہوئے ہیں اور میرے حسینؑ کا سر یزید پلید کے لئے بطورِ تحفہ لئے جاتے ہیں۔ پس جو اُسے دیکھ کر خوش ہوگا' خدا اُسے جہنم میں داخل کرے گا پھر آنحضرتؐ اُس سفر سے مغموم واپس لوٹے۔ (بحور الغمہ' اُردو جلد 1'ص 100' مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ)

﴿22﴾ زمینِ کربلا پر انبیاءؑ کے خون کا بہنا

☆ بحار کے مطابق **حضرتِ آدم علیہ السلام** فراقِ جنابِ حوّا علیہا السلام کے زمانہ میں تلاشِ جنابِ حوّا علیہا السلام میں آئے تو آپ اِسی خطۂ زمین سے گذرے۔ جب مقتل فرزندِ رسولؐ پر آئے تو آپ کے قدم ڈگمگا گئے۔ ٹھوکر لگی اور گر گئے۔ پاؤں سے خون بہنے لگا آدمؑ نے عرض کیا: بارِالٰہا! بہت سے روئے عرض کی خاک چھان چکا ہوں جیسی تکلیف اِس وادی میں پہنچی ہے ایسی کہیں اور نہیں پہنچی۔ ذاتِ احدیت کی طرف سے جواب ملا اِسی جگہ تیرا ایک فرزند ظلم و جور سے شہید ہوگا۔ جس کی مثال پوری تاریخ میں نہیں ملے گی۔

☆ **جناب ابراہیم علیہ السلام** گھوڑے پر سوار اِس وادی (کربلا) سے گذرے گھوڑے کو ٹھوکر لگی آپؑ گھوڑے سے گر گئے سر میں چوٹ آئی خون بہنے لگا۔ عرض کیا: بارِالٰہا! کس ترکِ اولیٰ کی پاداش میں' میں یہاں گرا ہوں؟ جبرائیلؑ نے آکر بتایا کوئی ترکِ اولیٰ نہیں ہوا۔ اِسی جگہ خاتم الانبیاءؐ کا فرزند (حسینؑ) زینِ ذوالجناح سے زخموں سے چور حالت میں زمین پر آئے گا اور تین گھنٹے تک تیروں پر معلق رہے گا۔ اِسی کی یاد تازہ کرنے کی خاطر آپؑ کا گھوڑا ٹھوکر کھا گیا اور آپؑ کا خون بہہ پڑا ہے۔

☆ **جنابِ موسیٰ علیہ السلام** اپنے ایک سفر کے درمیان کربلا سے گذرے آپ کا جوتا ٹوٹ گیا اور پاؤں میں کانٹا چُبھ گیا جس سے خون بہنے لگا۔ عرض کیا بارِالہا! کیا کوئی غلطی ہوئی ہے۔ ارشاد ہوا! غلطی نہیں ہوئی اِسی جگہ میرا حسینؑ مظلوم شہید ہوگا۔ تیرا ذرا سا خون اِس جگہ گرا ہے تاکہ تجھے اِس کی یاد دلا دی جائے۔

☆ **جنابِ اسماعیل علیہ السلام** کی بکریاں فُرات کے کنارے چرتی تھیں۔ آپ کو آپ کے چرواہے نے اطلاع دی کہ دریائے سے بکریاں پانی نہیں پیتی ہیں۔ جنابِ اسماعیل علیہ السلام نے ذاتِ احدیت کی خدمت میں عرض کیا: بارِالہا! میری بکریاں بیمار تو نہیں؟ اگر بیمار ہیں تو اِنہیں شِفا دے۔ ذاتِ احدیت کی طرف سے جواب ملا کوئی بکری بیمار نہیں ہے تم خود بکریوں سے پانی نہ پینے کی وجہ پوچھ لو۔ جب جنابِ اسماعیل علیہ السلام نے بکریوں سے پوچھا تو اُنہوں نے فصیح عربی میں جواب دیا۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپؑ کا ایک فرزند (حسینؑ) اِسی دریا کے کنارے تین دن کا پیاسا شہید ہوگا جو پانی آپؑ کی اولاد کو میسر نہ آئے ہم اِس سے ایک قطرہ بھی نہیں پئیں گے۔

☆ **جنابِ نوح علیہ السلام** جب کشتی میں سوار تھے اور کشتی حدودِ کربلا میں داخل ہوئی تو سخت آندھی چلی پانی میں تلاطم ہوا، کشتی چکرا گئی، آپ کے ساتھی واویلا کرنے لگے کہ ہم کہیں غرق ہو نہ جائیں، جب حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا بارِالہا! تقریباً پورہ کرۂ ارض کا چکر میری کشتی لگا چکی ہے کہیں ایسا طوفان نہیں آیا یہاں کیا بات ہے؟ ذات

احدیت نے فرمایا: گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، یہ وہ مقام ہے جہاں فرزند خاتم الانبیاءؐ تین دن کا تشنہ شہید ہوگا۔ جنابِ نوح علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں نے قاتلان امامِ حسین علیہ السلام پر لعنت کی تو کشتی تھم گئی اور طوفان ختم ہو گیا۔

☆ **جناب عیسیٰ علیہ السلام** اپنے ایک سفر میں حواریوں کے ساتھ وادیٔ کربلا سے گزرے جب مقام شہادت فرزندِ رسولؐ پر آئے تو دیکھا کہ ایک شیر نے راستہ روک رکھا ہے، جناب عیسیٰ علیہ السلام نے شیر کو مخاطب کر کے فرمایا، کیا بات ہے تو گزرنے والوں کا راستہ کیوں روک رہا ہے؟ شیر نے فصیح عربی میں جواب دیا ہر ایک کا راستہ نہیں روکتا، بس آپ کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ آپؑ نے فرمایا! کیا بات ہے، ایک طرف ہو جا' تا کہ ہم گزر جائیں، شیر نے عرض کیا، ایک طرف تو ہو جاؤں گا لیکن ایک شرط پر، جنابِ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا! بتا کیا بات ہے۔ شیر نے عرض کیا، جب تک آپ فرزندِ رسولؐ شہزادہ بتولؑ کے قاتلوں پر لعنت نہیں کریں گے۔ اُس وقت تک راستہ نہیں ملے گا، یہی وہ خطہ ہے جہاں فرزندِ رسولؐ تین دن کا پیاسا شہید ہوگا۔

(معالیُ السِّبطین فی احوال الحسن والحسین علیهما السلام' اردو، ص416-419' جلد 1، مولف آقائی سید محمد مہدی مازندرانی اعلی اللہ مقامہٗ)

﴿23﴾ نامِ حسینؑ اور حسینؑ سے منسوب ہر چیز پر گریہ

امامِ حسین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے میں کُشتہ عبرت ہوں جو مومن اور مومنہ مجھے یاد کریں گے، بے ساختہ وہ رو دیں گے، علامہ شوستری نے خصائص حسینیہ میں لکھا ہے کہ کائنات عالم میں امامِ حسین علیہ السلام اور اِن سے تمام متعلقہ اُمور تا قیامت موجب غم

واندوہ رہیں گے۔ جب ہم امامِ حسین علیہ السلام کا نام لیتے ہیں تو غیر شعوری طور پر غم کی لہر ہمارے دل میں سرایت کر جاتی ہے، حضرتِ آدم علیہ السلام نے عرض کیا تھا! بارالہا! اِس کی کیا وجہ ہے کہ جب میں نامِ حسینؑ لیتا ہوں تو میرا دل بیٹھ جاتا ہے، اور آنسو بہنے لگتے ہیں، اِس سے بھی زیادہ، درد اُس وقت پیدا ہوا جب حضرت آدم علیہ السلام کی پانچ انگلیوں میں ذات احدیت نے خمسہ نُجباء علیہم السلام کے انوارِ عالیہ ودیعت فرمائے۔ نورِ امامِ حسینؑ حضرتِ آدمؑ کے انگوٹھے میں سپرد کیا گیا۔ جب جنابِ آدم علیہ السلام بھی انگوٹھے کی طرف دیکھتے تھے تو آپ پر رِقت اور غم طاری ہو جاتا تھا۔ آج تک اولادِ آدمؑ میں یہ اثر باقی ہے آج بھی جو شخص بہت زیادہ ہنس رہا ہو، اگر اپنے انگوٹھے کی پشت دیکھ لے تو اگر وہ غمگین نہ بھی ہوگا تو کم از کم اُس کی ہنسی از خود رُک جائے گی۔ جو چیز امامِ حسین علیہ السلام سے منسوب ہوگی اُس سے غم واندوہ ٹپک پڑیں گے۔ جیسا کہ جنابِ نوح علیہ السلام کی حکایت میں ہے جب جبرئیلؑ نے کشتی میں نصب کرنے کے لئے پانچ کیل لا کر دیئے، جب جنابِ نوح علیہ السلام جبرئیلؑ سے ایک ایک کیل وصول کرنے لگے، اور دیکھا کہ ہر کیل نُجبائے خمسہ میں سے ایک سے منسوب ہے تو جناب سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے لے کر امام حسن علیہ السلام تک جو کیل بھی لئے اُس سے نور کی ایک ایسی کرن پھوٹی کہ جنابِ نوح علیہ السلام کی آنکھیں خیرہ ہونے لگیں، جب امامِ حسین علیہ السلام سے منسوب کیل لئے تو اُس سے خون ٹپکنے لگا، جنابِ نوح علیہ السلام کے ہاتھ خون آلود

ہو گئے ۔ جنابِ نوح علیہ السلام نے جبرئیلؑ سے اُس کی وجہ پوچھی جنابِ جبرئیلؑ نے واقعات کربلا مختصر اُسنا دیئے۔ امامِ حسین علیہ السلام کے چہرہ کو دیکھنا بھی باعث حزن والم تھا۔ اُس کے شواہد جنابِ سیدہؑ اور جنابِ سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور جناب امیرالمؤمنینؑ کی حیواۃ مبارکہ میں بکثرت موجود ہیں۔ امامِ حسین علیہ السلام کی ولادت پر سرورِکونین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بے ساختہ گریہ کیا۔ امامِ حسینؑ کو دیکھ کر جنابِ سیدہ علیہا السلام و علی مرتضٰی علیہ السلام نے بھی گریہ کیا۔ سرورکونین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے متعلق تو تاریخ اِس حد تک بتاتی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب بھی امامِ حسین کو دیکھتے تو آپؐ پر بے ساختہ گریہ طاری ہو جاتا تھا۔ جو چیز بھی امامِ حسین علیہ السلام سے منسوب ہوتی تھی اُسے دیکھ بھی لیتے تو آپؐ روتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام کی نظر جب بھی امامِ حسین علیہ السلام پر پڑتی تھی تو رُو کر فرماتے تھے **يَا عَبَرَةَ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ**۔ اے ہر مومن اور مومنہ کے لئے باعث گریہ بیٹے۔ امامِ حسین علیہ السلام کی مزار اور آپ کے مقتل کو دیکھ لینا بھی باعث گریہ وبُکا ہوتا ہے۔ امام جعفرِ صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کے فرزندِ رسولؐ کُشتۂ عبرت میں غریب ہیں۔ جو بھی زیارت قبر کرے گا بے ساختہ رُو دے گا جو زیارتِ قبرِ حسینؑ کے لئے جانے کی قدرت نہیں رکھتا وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر رُو دے گا۔ اور اُس کا دل یادِ قبرِ مظلوم میں جلتا رہے گا۔ آپؑ کی قبر پر جانے والا خواہ کتنا ہی سنگدل کیوں نہ ہو جب وہ آپؑ کے حرم میں جا کر آپؑ کے قدموں میں آپؑ کے دونوں

جوان اور کمسن شہید بیٹوں کو دفن دیکھے گا اُس کے آنسو ٹپک پڑیں گے۔ جب امامِ حسین علیہ السلام کا ماہِ شہادت آتا ہے تو ہر مومن اور مومنہ کا دل غم و اندوہ سے لبریز ہو جاتا ہے اور بالآخر وہ غم آنکھوں کے ذریعہ آنسوؤں کی صورت میں ٹپکنے لگتا ہے۔ سرزمین کربلا میں قدم رکھنے سے غم کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اِس کے شواہد تاریخ میں اُن انبیاء کے واقعات میں سے ملتے ہیں۔ جنہیں مقدر اِس خطہ کی طرف لے آئے۔ آپؑ کے مقامِ دفن کا نام سُنتے ہی آنسو بے ساختہ بہہ پڑتے ہیں۔ یعنی صرف کربلا کا نام سُن کر ہی رونا آجاتا ہے۔ **جیسا کہ تاریخ میں موجود ہے کہ خود امامِ حسین علیہ السلام بھی نام کربلا سُن کر رو دیتے تھے۔** لُہوف میں ابنِ طاؤس نے لکھا ہے کہ جب کربلا میں خیمے لگا دیئے گئے تو امامِ حسین علیہ السلام اپنے خیمہ میں بیٹھ کر تلوار صاف کرنے لگے اور یہ اشعار بھی پڑھنے لگے۔ اے زمانہ افسوس ہے تیرے اِس سلوک پر جو دوستوں سے ہوتا ہے، تو کتنی مرتبہ چمکتا ہے اور کتنی مرتبہ تاریکیاں پھیلاتا ہے۔ **من طالب وصا حب قتیل ٗ والدّھر لایقنع بالبدیل ٗ** کچھ تلاش کرنے والے ہیں اور کچھ مقتول ہیں، اے زمانہ پھر کسی معاوضہ پر بھی قناعت نہیں کرتا ۔**وکلّ حی سالك سبیل ٗ مااقرب الوعد من الرحیل** ۔ ہر زندہ کا راستہ موت ہے، کوچ کا وعدہ کتنا قریب ہے۔ **مااقرب الوعد من الرحیل ٗ وانما الاموالی الجلیل**، کوچ کا وعدہ کتنا جلدی قریب آجاتا ہے ٗ انجامِ کار اللہ کے ہاں ہی جانا ہے۔ دخترِ علیؑ نے جب یہ اشعار سُنے تو! عرض کیا: بھیا! ایسی باتیں تو وہ کرتے ہیں جنہیں اپنی موت کا

یقین ہو چکا ہو۔ امامِ حسینؑ نے فرمایا مجھے اپنی شہادت کا یقین ہی تو اِس جگہ تک لے آیا ہے ۔ بنتِ زھراؑ نے ماتم کرتے ہوئے فرمایا دنیا کا واحد انسان تُو ہے اے حسینؑ، جس نے اپنی خبرِ موت اپنی زبان سے دی ہے۔ تمام ہاشمیات نے بین کرنا شروع کیئے اور تمام خیامِ حسینی میں ہائے حسینؑ ہائے حسنؑ ہائے محمدؐ ہائے زھراؑ اور ہائے حمزہؑ سے گریہ شروع ہوگیا۔ امامِ حسینؑ نے فرمایا زینبؑ بہن ! بھلا یہ بتا کہ آج تک کوئی اور بھی زندہ رہا ہے؟ بنتِ زھراؑ آپؑ یہ تو بتائیں کہ کبھی کسی بھائی نے اپنی بہن کو یہ بھی بتایا ہے کہ میں شہید ہونے والا ہوں۔ یہ کہہ کر دخترِ زھراؑ نے ماتم کرنا شروع کر دیا۔ امامِ حسینؑ کی آنکھوں سے بھی آنسو ٹپکنے لگے بنتِ زھراؑ ماتم کرتے کرتے غش کھا گئیں۔

(معالی السّبطین فی احوال الحسنِ والحسین علیہما السلام' اردو جلد 1 ص 426 تا 430 مولف آقائی سید محمد مہدی مازندرانی اعلیٰ اللہ مقامہ)

﴿24﴾ ہندہ کا المناک خواب اور رسولِ خداؐ کا شدّت سے گریہ کرنا

ابنِ شہر آشوب نے کتاب مناقب میں ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ ہندہ مادرِ معاویہ لعنۃ اللہ علیہا نے عائشہؓ سے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے چاہتی ہوں پیغمبرؐ سے عرض کروں، تم حضرتؐ سے اجازت لو۔ عائشہؓ نے پیامِ ہندہ عرض کیا حضرتؐ نے اجازت دی وہ حضرتؐ کے پاس حاضر ہوئی عرض کیا یا حضرتؐ میں نے خواب میں دیکھا کہ آفتاب نے میرے سر پر طلوع کیا اُس آفتاب سے ایک چھوٹا آفتاب پیدا ہوا اور ایک

سیاہ چاند میرے بطن سے نکلا اُس سے ایک سیاہ ستارہ پیدا ہوا۔ ستارۂ سیاہ نے آفتابِ خورد پر حملہ کر دیا اور اُس کو نگل گیا پس ستارہ ہائے آسمان سیاہ و تاریک ہو گئے۔ اُس کے بعد میں نے دیکھا کہ بہت ستارے آسمان پر ظاہر ہوئے اور ستارہ سیاہ زمین پر نمودار ہوئے اور وہ تمام روئے زمین پر منتشر ہو گئے۔ اُنہوں نے آفاق کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ اِس خواب کو سُنتے ہی حضرتؑ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوئے اور دو مرتبہ مادرِ معاویہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا دُور ہو۔ اے دُشمنِ خدا تو نے میرےؐ غم کو تازہ کر دیا۔ میرےؐ دوستوں کی سُنانی لے کر آئی ہے' ہندہ وہاں سے دفع ہوئی۔ حضرتؐ نے فرمایا خداوند العنت کرا اِس ملعونہ پر' سب نے حضرتؐ سے اِس کی تعبیر پوچھی ارشاد کیا وہ آفتاب جو پہلے طالع ہوا۔ خورشیدِ بُرجِ اِمامت علی ابن ابی طالبؑ ہے اور آفتابِ خورد حسینؑ ابن علیؑ ہے اور ماہِ سیاہ جو اِس ملعونہ کے بطن سے نکلا معاویہ ہے' وہ ستارۂ سیاہ جو ماہِ سیاہ سے نکلا اور آفتابِ خورد کو نگل گیا یزید پسرِ معاویہ **لعنۃ اللّٰہ علیھما** ہے جو حسینؑ سے لڑے گا اور اُنہیں شہید کرے گا جس دن وہ شہید ہوں گے اُس دن آفتاب سیاہ ہو جائے گا اور ستارہ ہائے آسمان تیرہ و تار ہو جائیں گے۔ ظلمت' کفر و ضلالت تمام جہان کو گھیر لے گی۔ ستارہ ہائے تاریک جو زمین پر نمودار ہوئے اور تمام روئے زمین پر منتشر ہو گئے وہ بنی اُمیہ ہیں' سب زمین کو گھیر لیں گے۔

(بحارالانوار' اُردو' جلد 1' ص 102-103' مولف علامہ مجلسیؒ)

﴿25﴾ ''غربتِ حسینؑ''

حضرتِ مسلمؑ سے پہلے کسی ایلچی (سفیر) کا قتل نہیں ہوا، حضرتِ مسلمؑ پر مؤمنوں کی آنکھیں روئیں گی

عَنِ الصَّادِقؑ شِیۡعَتُنَا لَقَدۡ شَارَکُوۡنَا فِی الۡمُصِیۡبَةِ بِطُوۡلِ الۡحُزۡنِ وَالۡحَسۡرَةِ عَلٰی مُصَائِبِ الۡحُسَیۡنؑ

مصحفِ ناطق جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا خدا رحم کرے ہمارے شیعوں پر کہ اُنہوں نے ہمارے جدّ بزرگوار سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے ماتم میں حُزن وملال کو طول دے کر ہمارا ساتھ دیا۔ یعنی جس طرح ہم اُن (حسینؑ) کو یاد کر کے روتے ہیں اِسی طرح ہی ہمارے شیعہ بھی اُنہیں یاد کر کے رویا کرتے ہیں۔ ابنِ عباس سے منقول ہے۔ **قَالَ عَلِیٌّ لِرَسُوۡلِ اللّٰهِ اِنَّکَ لَتُحِبُّ عَقِیۡلًا**۔ ایک دن جناب امیر علیہ السلام نے خدمتِ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں عرض کی: آپؐ عقیلؑ کو دوست رکھتے ہیں۔ فرمایا واللہ! میںؐ عقیلؑ کو دو محبتوں سے دوست رکھتا ہوں، ایک تو اُس کی محبت ہے اور دوسری محبت عقیلؑ سے عمِ بزرگوار ابی طالب علیہ السلام کے سبب سے ہے **وَاِنَّ وَلَدَهٗ مَقۡتُوۡلٌ فِیۡ مُحَبَّةِ وَلَدِکَ** اے علی علیہ السلام! بہ تحقیق کہ مسلم فرزندِ عقیلؑ تمہارے فرزند کی محبت میں قتل کیا جائے گا۔ یعنی اعدائے دین، حسینؑ کو مکر ودغا

سے وطن سے جُدا کر کے ایک جنگل میں دریا کے کنارے تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کریں گے اور سب سے پہلے جو اِس غریب پر اپنی جانِ عزیز کو نثار کرے گا وہ مسلمؑ بن عقیلؑ ہوگا۔ **فَتَدْمَعَ عَلَيْهِ عُيُوْنُ الْمُؤْمِنِيْنَ** مسلمؑ اِس مظلومی سے پردیس میں یکہ وتنہا قتل کیا جائے گا کہ قیامت تک مومنوں کی آنکھیں اُس کی مصیبت پر رویا کریں گی۔

یہ فرما کر خود بھی اِس شدت سے روئے کہ آنسو ریشِ مبارک سے سینہ اقدس پر ٹپکنے لگے۔ پھر ارشاد فرمایا: خدا سے اُن مصیبتوں کا شکوہ کرتا ہوں جو میرے بعد میری عترت پر اُمّت کے ہاتھ سے گزرنے والے ہیں۔ مومنین! رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پیروی کیجئے اور رویئے اُس بے وطن پر جو امام حسین علیہ السلام کے عزیز انصار میں سے پہلا شہید ہوا۔ اور اُس ایلچی (سفیر) پر جس کے سوا کسی کا کوئی ایلچی کبھی قتل نہ کیا گیا۔

(بحور الغمہ، اُردو جلد 1 ص 121 تا 122 مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ)

﴿26﴾ واقعہ کربلا کے بعد چار بیبیوں کا گریہ کرنا
یہ بیبیاں عمر بھر سایہ میں نہ بیٹھیں اور نہ ہی ٹھنڈا پانی پیا
اُن کی آوازِ گریہ سُن کر انسان تو انسان، حیوان بھی گریاں تھے

کچھ بیبیاں ہیں جو کبھی بعدِ کربلا سائے میں نہ بیٹھیں۔ ایک حسینؑ کی بہن زینبؑ دوسری بی بی اُمُّ البنینؑ کہ جس کے چار بیٹے مارے گئے۔ تیسری بی بیؑ جو فقط ایک ہی سال زندہ رہیں، اُمِ ربابؑ اور چوتھی بی بی اُمِّ لیلیٰؑ، مادرِ علی اکبرؑ جو کبھی سائے میں نہ بیٹھیں۔ صبح

سے شام ہو جاتی اور نوحہ کرتی۔ گر یہ و ماتم کرتی رہتیں۔ راوی کہتا ہے کہ میرا ناقہ رُک گیا۔ میں نے تازیانہ لگایا لیکن وہ نہ بڑھا۔ میں اُس کے آگے گیا دیکھا تو میرا ناقہ رو رہا تھا۔ اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے غور کیا تو ایک مکان سے آواز آ رہی ہے: "وَلَدِیْ عَلِیٌّ الْاَکْبَرُؑ" میرے لال علی اکبرؑ۔ مکان کا پردہ ہٹا تو ایک کنیز باہر نکلی، میں نے اُس سے پوچھا: یہ کون بی بی رو رہی ہے؟ کنیز نے کہا: کیا تو نووارد ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اُس نے کہا: تو نہیں جانتا یہ اُمِّ لیلیٰؑ ہیں۔ یہ مادرِ علی اکبرؑ ہیں۔ اپنے نوجوان بیٹے کی مظلومانہ موت اور پیاس کو یاد کر رہی ہیں۔

(کتاب روایاتِ عزاء مجلس علامہ رشید ترابیؒ، ص 88، مولف علامہ عابد عسکری، فاضل قم)

﴿27﴾ فَضَائِلِ بُكَآءَ عَلَى الْحُسَيْنٌ

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ كُلُّ الْجَزْعِ وَالْبُكَاءِ مَكْرُوْهٌ سِوَى الْجَزْعِ وَالْبُكَاءِ عَلَى الْحُسَيْنِ، مخبرِ صادق امام جعفرِ صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سب رونا اور بے قراری کرنا مکروہ ہے، مگر امامِ حسین علیہ السلام کے غم میں رونا اور بے قراری کرنا ثوابِ عظیم پر مشتمل ہے۔ **وَقَالَ مَنْ ذُكِرْنَا عِنْدَهٗ فَفَاضَ مِنْ عَيْنَيْهِ وَلَوْمِثْلَ رَاسِ الذُّبَابَةِ**، اور فرمایا کہ جس کے سامنے ہمارا ذکرِ مصائب ہوا اور اُس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری ہوں۔ **غَفَرَاللّٰهُ ذُنُوْبَهٗ وَلَوْكَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ**، تو خداوندِ کریم اُس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے، اگرچہ کفِ دریا کے برابر ہی کیوں

نہ ہوں مسمع بن عبد الملک نے جناب امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرتؑ نے مجھ سے پوچھا: اسے مسمع! تو اہل عراق سے ہے، زیارت امام حسین علیہ السلام کو بھی جا تا ہے؟ **فَقُلْتُ لَا اَنَا رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ**' میں نے عرض کی: یا مولاؑ میں اہل عراق میں نہیں رہتا، بصرہ کا رہنے والا ہوں، اور میرے پاس کچھ ناصبی ہوا خواہ خلیفہ رہتے ہیں۔ اِسی سبب سے میں زیارت سے محروم رہتا ہوں۔ **قَالَ اَتَذْكُرُ مَا صُنِعَ بِهٖ قُلْتُ بَلٰى**۔ حضرتؑ نے فرمایا! جو میرےؑ جدّ پر مصائب گزرے ہیں۔ اُنہیں یاد بھی کرتا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ **قَالَ اَفَتَجْزَعُ قُلْتُ اِنِّیْ وَاللّٰهُ**' حضرتؑ نے ارشاد فرمایا: تو پھر روتا بھی ہے؟ میں نے عرض کی: خدا کی قسم! میں روتا بھی ہوں۔ **وَاسْتَعْبِرُ لِذٰلِكَ حَتّٰى يَرٰى اَهْلِیْ اَثَرَ ذٰلِكَ عَلَیَّ**' اِس قدر رنج وصدمہ دل پر گزرتا ہے کہ میرے اہل وعیال اثرِ حُزن مجھ میں پاتے ہیں اور کھانا اور پانی مجھے ناگوار ہو جاتا ہے اور غم واندوہ میرے چہرے پر نمایاں ہوتا ہے۔ **قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ دَمَّعَكَ اَمَا اَنَّكَ مِنَ الَّذِيْنَ يُعَدُّوْنَ فِیْ اَهْلِ الْجَزْعِ لَنَا**' حضرتؑ نے فرمایا: خدا رحم کرے تیرے رونے پر اے مسمع، تو ہمارے رونے والوں میں شمار کیا جائے گا۔ مسمع! قریب ہے کہ تیرے وقت موت ہمارےؑ آبائے طاہرین علیہم السلام تشریف لائیں گے اور تیری ملک الموت سے سفارش کریں گے اور تجھے ایسی بشارت دیں گے کہ تیری آنکھیں روشن ہوں گی۔ **فَمَلَكُ الْمَوْتِ اَرَءَ فُ وَاَشَدُّ رَحْمَةً لَكَ مِنَ الْاُمِّ الشَّفِيْقَةِ عَلٰى**

وَلَدِهَا پس ملک الموت تجھ پر شفیق ماں کی مانند مہربان ہوں گے۔ **وَمَا رَقَأَتْ دُمُوْعُ الْمَلٰئِكَةِ مُنْذُ قَتْلِنَا** ''اور جس روز سے ہم اہل بیت علیہم السلام شہید ہوئے ہیں، فرشتوں کا رونا موقوف نہیں ہوا۔ **فَاِذَا سَالَ دُمُوْعُهٗ عَلٰى خَدِّهٖ فَلَوْ اِنَّ قَطْرَةً مِنْ دُمُوْعِهٖ سُقِطَتْ فِیْ جَهَنَّمَ لَاَطْفَاءَتْ حَرَّهَا** جسکی آنکھوں سے اشک ہماری مصیبت سُن کر رخساروں پر رواں ہوں، اُن آنسوؤں کا یہ رُتبہ ہے کہ اگر ایک قطرہ آتشِ جہنم میں ڈال دیا جائے تو حرارتِ آتش ٹھنڈی ہو جائے گی۔

(بحور الغمہ، اُردو جلد 1 ص 153 تا 155 مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ)

﴿28﴾ دنیا کے پانچ مشہور رونے والے

سہیل بحرانی نے مخبرِ صادق امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے ایک مرفوع روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا میں کثرت سے رونے والے پانچ گزرے ہیں۔

(۱) حضرت آدم علیہ السلام (۲) حضرت یعقوب علیہ السلام (۳) حضرت یوسف علیہ السلام (۴) جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام (۵) حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام۔ حضرت آدم علیہ السلام فراق جنت میں اِتنا روئے کہ آپ کے رُخساروں پر نہروں کی طرح نشانات پڑ گئے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی جُدائی میں اِس قدر روئے کہ آپ کی آنکھوں کی بصارت جاتی رہی یہاں تک کہ اُن سے کہا گیا (جس کا ذکر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اِس طرح نقل فرمایا ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُ تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْتَكُوْنُ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ بیٹوں نے کہا بخدا آپ ہمیشہ یوسف ہی کی یاد میں پڑے رہیں گے یہاں تک آپ بیمار ہوجائیں یا مرجائیں۔(سورہ یوسف، پارہ 12 آیت نمبر 85)

اِسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام بھی فراقِ پدر میں اِتنا روئے کہ قید خانے کے دوسرے قیدی آپ کے رونے سے پریشان ہوگئے اور کہنے لگے کہ آپ رونے کے لئے دن رات میں سے کوئی وقت مقرر کر لیجئے، چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اُن لوگوں کی بات مان لی، حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام بھی اپنے پدرِ بزرگوار جنابِ محمدِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی جُدائی میں اِتنا روئیں کہ اہلِ مدینہ نے آپؑ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ آپؑ کے ہر وقت رونے سے ہم لوگ بہت تنگ آ گئے ہیں، آپ اِس کے بعد مقابر شہداء میں جا کر رویا کرتی تھیں۔ رئیس البُکائین حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام اپنے پدرِ عالی قدر سید الشہداء قَتِيْلُ الْعَبَرَةِ امامِ حسین علیہ السلام پر تمام عمر روتے ہی رہے۔ جب بھی آپؑ کے سامنے پانی کھانا رکھا جاتا، آپ گریہ فرماتے تھے یہاں تک کہ ایک دن آپؑ کے غلام نے آپؑ سے کہا مجھے خوف ہے کہ روتے روتے آپؑ کی جان نہ چلی جائے آپؑ نے فرمایا کہ میںؑ اپنے رنج وغم کی شکایت اللہ سے کرتا ہوں، اور میںؑ اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ مجھےؑ جب بھی بنی فاطمہؑ کا مقتل یاد آتا ہے گریہ گلوگیر ہوجاتا ہے۔

(شیخ صدوقؒ کی امالی میں بھی اس قسم کی روایت ہے" بحارالانوار، اُردو، جلد 3 ص 180 تا 181 مولف علامہ مجلسیؒ، بحوالہ خصال شیخ صدوقؒ)

﴿29﴾ امامِ حسین علیہ السلام کی شہادت پر رونے کا ثواب

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص کی آنکھوں سے سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی خاطر اشک جاری ہو کر رخساروں پر گریں تو اللہ تعالیٰ اُس کے عوض (جنت کے) بالا خانہ میں جگہ عطا کرے گا، جہاں یہ سالہا سال سکونت اختیار کرے گا، اِس دنیا میں ہمارے دشمنوں کی طرف سے ہمیںؑ ہونے والی اذیت پر جو مومن روئے گا اور اُس کے آنسو رخساروں پر جاری ہوں گے تو اللہ تعالیٰ بہشت میں مقام صدق پر اُسے جگہ عنایت فرمائے گا، جو مومن ہماریؑ خاطر تکلیف برداشت کرے اور ہماریؑ راہ میں دکھنے والی مصیبت کی وجہ سے اِس کا دل غمگین ہوا ہو، آنکھیں روئیں ہوں اشک رخساروں پر پہنچے ہوں، تو اللہ اذیتوں کو اُس کے چہرے سے دور کرے گا اور قیامت والے دن اذیتوں اور عذاب سے محفوظ رکھے گا۔

(نسیم بہشت' اُردو، ترجمہ ثواب الاعمال، ص 179 مولف شیخ صدوقؒ)

﴿30﴾ امامِ حسینؑ کے لئے شعر کہنا رُلانا' رونا اور رونے کی کوشش کرنے کا ثواب

راوی کہتا ہے کہ حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا، ابو ہارون' سید الشہداء امام حسینؑ کے لئے شعر سناؤ۔ میں نے چند اشعار پڑھے۔ فرمایا: اِس طرح مجھے سُناؤں جس طرح سُنایا جاتا ہے یعنی رِقت کے ساتھ سُناؤ' میں نے پڑھا۔

اُمْرُرْ عَلٰی جَدَثِ الْحُسَیْنؑ فَقُلْ لِأَعْظُمِهِ الزَکِیَّةِ

جب حسینؑ کی قبر سے گذرو تو اُس کی پاک ہڈیوں سے کہو، حضرتؑ بہت روئے اُس وقت فرمایا اور پڑھو، میں نے ایک مرثیہ اور پڑھا تو حضرتؑ بہت روئے میں نے پسِ پردہ (بھی) رونے کی آواز سُنی جب میں شعر پڑھ چکا تو فرمایا: اے ابوہارون جو حسینؑ کے شعر پڑھ کر روئے اور دس لوگوں کو رُلائے تو اللہ سب کو جنت دے گا، جو امام حسینؑ کے لئے شعر پڑھ کر روئے اور پانچ آدمیوں کو بھی رُلائے تو سب کو بھی جنت ملے گی، جو شخص مولا حسینؑ کے لئے شعر پڑھ کر روئے اور ایک آدمی کو رُلائے تو دونوں پر جنت واجب ہے، جو کسی کے سامنے ذکرِ حسینؑ بیان کرے اور اُس کی آنکھ سے مکھی کے پر کے برابر اشک جاری ہوں اُس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، اور اللہ جنت دیئے بغیر راضی نہ ہوگا۔

(نسیم بہشت اُردو ترجمہ ثواب الاعمال، ص 179 تا 181 مولف شیخ صدوقؒ)

﴿31﴾ غربتِ حسینؑ پر رونے والوں کے لئے جنت واجب جو اِس غم پر محزون نہ ہو وہ ہمارا شیعہ نہیں

"عَنِ الصَّادِقِؑ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ بَکٰی اَوْ اَبْکٰی ثَلاثِیْنَ فَلَهُ الْجَنَّةُ"

مصحفِ ناطق امام جعفرِ صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو مومن مصائبِ اہلبیت علیہم السلام بیان کر کے خود رُوئے یا تین آدمیوں کو رُلائے، اللہ تعالیٰ اُس پر بہشت واجب فرماتا ہے۔ **وَمَنْ بَکٰی اَوْ اَبْکٰی عَشْرَةً فَلَهُ الْجَنَّةُ**۔ پھر فرمایا: اور جو رُوئے یا دس

آدمیوں کو رُلائے اُس پر بھی اللہ تعالیٰ بہشت واجب فرماتا ہے، **وَمَنْ بَكٰى اَوْ اَبْكٰى وَاحِدًا فَلَهُ الْجَنَّةُ** پھر ارشاد فرمایا: اور جو رُوئے یا ایک آدمی کو رُلائے اللہ تعالیٰ اُس پر بھی بہشت واجب فرماتا ہے۔ **وَمَنْ تَبَاكٰى فَلَهُ الْجَنَّةُ۔** اور جو رونے کی کوشش کرے اُس پر بھی جنت واجب ہے۔ **فَاِنَّ مَنْ لَمْ يَحْزَنْ عَلٰى مُصَابِنَا فَلَيْسَ مِنَّا** پس جس کا دل ہمارےؑ مصائب سُن کر محزون، غم زدہ نہ ہو وہ ہمارےؑ شیعوں میں سے نہیں'

(بحور الغمہ، اُردو، جلد 1 ص 185، مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ)

﴿32﴾ مظلومِ کربلا کے عزاداروں کے لئے خوشخبری

"قَالَ الصَّادِقُ مَامِنْ عَبْدٍ يُحْشَرُ اِلَّا وَعَيْنَاهُ بَاكِيَةٌ، اِلَّا لُبَاكِيْنَ عَلٰى جَدِّيَ الْحُسَيْنٌ فَاِنَّهٗ يُحْشَرُ وَعَيْنَاهُ قَرِيْرَةٌ وَ السُّرُوْرُ عَلٰى وَجْهِهٖ "

مخبرِ صادق امام جعفرِ صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر شخص روزِ قیامت ہولِ قیامت سے گریاں ہوگا مگر وہ شخص جو دارِ دنیا میں میرےؑ جدّ مظلوم امامِ حسین علیہ السلام کی مصیبت پر رویا ہوگا وہ شخص باروئے خنداں و دیدہ خنک محشور ہوگا۔ **وَالْخَلْقُ فِى الْفَزَعِ وَهُمْ آمِنُوْنَ وَهُمْ حُدَّاثُ الْحُسَيْنٌ تَحْتَ الْعَرْشِ وَالنَّاسِ يُعْرِضُوْنَ۔** اور آپؑ نے فرمایا کہ تمام اہلِ محشر ہولِ قیامت سے خائف وترساں اور بید کی طرح لرزاں سب معرضِ حساب میں مبتلا وگرفتار ہوں گے' مگر عزادار وماتم دارانِ مظلومِ کربلا فرزند رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم عرشِ خدا کے زیرِ سایۂ جگر گوشہ فاطمہ زہرؑا کی خدمت میں

سعادت حضوری سے بہرہ یاب اور افادات حسنیہ سے مستفید وکامیاب ہوں گے۔ **فَيُقَالُ لَهُمُ ادْخُلُوْا الْجَنَّةُ۔** اور اِس حالتِ سرور میں ایک سمت رحمت کے ملائکہ ماتم دارانِ امام حسینؑ سے کہیں گے! اے عزادارانِ حسینؑ! تمہیں خوشخبری اور بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت کی نعمتیں تمہارے لئے مہیا کی ہیں۔ اب چلو جنت میں داخل ہو جاؤ **هَنِيْئًا لَكُمْ رُوْحُ الْجِنَانِ وَطِيْبُهَا نَعِيْمًا مُقِيْمًا دَائِمًا يَتَجَدَّدُ** ۔ اے عزادارانِ وماتم دارانِ جنابِ سیدالشُّہداءؑ! تمہیں جنت کے باغات کی سیر مبارک ہو۔ بہشت کی خوشبو اور عطریات لگاؤ اور تمہیں فردوس کی ایسی نعمتیں مبارک ہوں جن کو دوام اور قیام ہے اور یہ نعمتیں کبھی تم سے منقطع نہ ہوں گی اور ہمیشہ اِس میں لذت تازہ اور بے اندازہ لطف پاؤ گے۔ (بحورالغمہ ،اُردو جلد 1 ص 537 تا 538 مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ)

﴿33﴾ ایّامِ عزا میں اپنے مرحومین پر فاتحہ نہ پڑھنے کا فائدہ دیکھئے

منقول ہے کہ کسی شہر میں ایک زنِ نادار اہلبیتِ اطہار علیہم السلام کی محبّ تھی' اُس مومنہ کو جو کچھ حاصل ہوتا تھا، اُس کو خامسِ آلِ عباؑ کی مجلسِ عزاء برپا کر کے صرف کرتی اور جب کچھ میسر نہ ہوتا تو دوسری مجلس میں بیٹھ کر روتی پیٹتی تھی۔ اگر کہیں مجلس عزاء نہ ملتی تو امامِ تشنۂ کام کے نام پر پانی کی سبیل لگا کر پیاسوں کو سیراب کرتی تھی۔ غرضیکہ اُس کو ہمیشہ ایسا ہی مشغلہ تھا، جس میں مظلوم کربلا کی یاد رہے۔ ایک روز چند زنانِ محلّہ کے ساتھ قبرستان کی طرف گئی۔ سب عورتیں اپنے اپنے اقارب کی قبروں پر فاتحہ پڑھنے لگیں مگر یہ

مومنہ مشکیزۂ آب کاندھے پر رکھ کر ہر طرف پھرنے لگی اور کہتی تھی یہ امام تشنۂ لب کی نذر ہے جو پیاسا ہو پانی پی لے۔ کسی نے کہا کہ تو اِس جگہ کس لئے آئی ہے؟ اپنے عزیزوں کی زیارت نہیں کرتی، وہ کہتی تھی کہ میرا کوئی عزیز دوسرا امامِ حسینؑ کے سوا نہیں۔ آقا یا عزیز جو کچھ ہیں یہی ہیں۔ آہ جب میرے آقا شہید ہوئے تو کوئی اُن (حسینؑ) کی لاش پر رونے والا اور فاتحہ خوان نہ تھا۔ میں سوائے حسینِ مظلوم کے کس کی فاتحہ خوانی کروں؟ اِسی طرح وہ مومنہ ایک ایک کو پانی پلاتی تھی۔ ناگہاں اُس مقبرے کی طرف جہاں اُس کے اقرباء کی قبریں تھیں، گزر ہوا۔ کیا دیکھتی ہے کہ ایک مخدومہ اجنبی نورانی صورت قبروں پر فاتحہ پڑھتی ہیں۔ متحیر ہو کر کہنے لگی۔ اے بی بی! تم تو میری قوم وقبیلہ کی نہیں معلوم ہوتیں، کون ہو؟ کیا سبب ہے جو میرے عزیزوں پر فاتحہ پڑھتی ہو؟ تمہیں کچھ غلط فہمی ہوئی ہے جو یہاں فاتحہ پڑھتی ہو؟ اُنہوں نے فرمایا تو کس کے نام پر پانی پلاتی ہے اور رُوتی ہے؟ وہ مومنہ بولی، میں اپنے آقا امامِ حسینؑ کی خدمت گزاری میں مشغول ہوں، یہ سُنتے ہی اُن مخدومہ نے ایک آہِ سرد کھینچ کر کہا! میں اُسی مظلوم تشنۂ کام کی ماں فاطمۃُ الزّہرؑا ہوں، تو اپنے عزیزوں کی فاتحہ خوانی چھوڑ کر میرے فرزند کی خدمت میں مصروف ہے اِس لئے تیرے عزیزوں کی قبروں پر فاتحہ پڑھتی ہوں، اُس مومنہ نے چاہا کہ جُھک کر قدمِ مبارک کے بوسے لوں مگر وہ خاتونِ معظّمہ نظروں سے غائب ہو گئیں اور یہ رُوتی پیٹتی رہ گئی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جنابِ سیدہؑ نے چلتے وقت ایک نوشتہ اُس مؤمنہ کو

دے کر فرمایا یہ تیرے لئے نجات دوزخ کی سند ہے۔ وہ مومنہ کاغذ لئے ہوئے اپنے گھر چلی۔ اثنائے راہ میں ایک نقاب پوش سوار نمودار ہوا اور اُس ضعیفہ کے قریب آ کر کہنے لگا مادرِ حسینؑ نے جو تحریر تجھ کو دی ہے، کہاں ہے؟ مجھے دے کہ میں بھی اُسی پر اپنی گواہی کر دوں وہ متحیر ہو کر بولی: آپ کون ہیں؟ جو بی بی کی تحریر پر اپنی گواہی دینا چاہتے ہیں؟ اُس سوار نے کہا: میں جنت و نار کا تقسیم کرنے والا' مظلوم حسینؑ کا باپ ہوں۔ میں بھی تیرے خلوص اور خدمت گذاری کا گواہ ہوں۔ یہ فرما کر آپؑ نے بھی اُس کاغذ پر اپنے دستِ مبارک سے گواہی لکھ دی۔ مومنین! جنابِ سیدہؑ اور جنابِ امیرا مومنینؑ کی شفقت کو آپ نے ملاحظہ کیا جو وہ عاشقانِ حسینؑ کے ساتھ رکھتے ہیں، پس خوشا حال اُن لوگوں کا جو برابر مجالس عزاء میں شریک ہوتے ہیں اور اُس مظلوم کی مصیبت پر رُوتے ہیں، جو اعداء کے ظلم سے رُلا رُلا کر شہید کیا گیا، جس کے خیمے جلائے گئے جس کے اہلبیتؑ لوٹے گئے، یہاں تک کہ اُنؑ کے فرزندِ علیل پر بھی کسی نے رحم نہ کھایا۔

(بحور الغمہ، اُردو جلد 1 ص 680 تا 681 مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ)

﴿34﴾ قتلِ حسینؑ پر آسمان کا چالیس دن تک خون کے آنسو رونا

عَنْ زُرَارَةَ اَنَّهٗ قَالَ! قَالَ لِيْ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ يَا زُرَارَةُ اِنَّ السَّمٰاءَ بَكَتْ عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا بِالدَّمِ

منقول ہے کہ جنابِ امام جعفرِ صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: بہ تحقیق کہ

میرے جدّ بزرگوار جنابِ امامِ حسینؑ کی مصیبت پر چالیس روز آسمان خون کے آنسوؤں سے رویا۔ **اِنَّ الْاَرْضَ بَكَتْ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا بِالسَّوَادِ** ۔زمین چالیس دن تک روئی کہ دنیا تیرو تار ہوگئی۔ **وَاِنَّ الشَّمْسَ بَكَتْ عَلَيْهِ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا بِالْكُسُوْفِ وَالْحُمْرَةِ** اور آفتاب اِس غریب پر اِس طرح رویا کہ خونی رنگ ہوگیا اور چالیس دن تک گہن لگا رہا۔ **وَاِنَّ الْجِبَالَ تَقَطَّعَتْ وَاِنَّ الْبِحَارَ تَفَجَّرَتْ وَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ بَكَوْا اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا عَلَى الْحُسَيْنِؑ** ۔اور پہاڑ اِس غم میں ٹکرے ٹکرے ہوگئے۔دریا جوش وخروش میں آئے فرشتے چالیس دن برابر رُوتے رہے۔اے زرارہ جب میرے جدّ بزرگوار شہید ہوئے تو مستوراتِ ہاشمی سے کسی نے ہاتھ پاؤں میں مہندی نہ لگائی،سروں میں تیل نہ ڈالا ، بالوں میں کنگھی نہ کی ، جب تک عبیداللہ ابن زیاد ملعون کا سر کاٹ کر ہمارے پاس نہ لایا گیا۔اے زرارہ! ہم سب امامِ حسینؑ کے غم میں ہمیشہ رُویا کرتے ہیں۔

(بحورالغمہ ،اُردو جلد 1 ص763 تا 764 مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ)

﴿35﴾ غمِ حسینؑ میں مغموم رہنا، رونا ثوابِ عظیم باقی غموں میں رونا مکروہ

شیخ جلیل جعفر بن قولو یہ نے کامل میں ابن خارجہ سے ایک روایت نقل کی ہے۔، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دن حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام کی خدمتِ بابرکت میں حاضر تھے۔سرکارِ صادقِ آلِ محمدؐ بہت رُو رہے تھے اور ہم بھی رُوتے رہے، اِس کے

بعد آنجنابؑ نے سرِ مبارک اُٹھا کر فرمایا۔ سیّد الشُّہد اءحضرت امامِ حسین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے میں قتیلِ عبرت ہوں۔ کوئی مومن ایسا نہیں جو میرا ؑذکر سُنے اور نہ رُوئے۔ شیخ طوسیؒ اور شیخِ مفیدؒ ہر دو نے ابان بن تغلبؒ سے روایت کی ہے کہ مخبرِ صادق امام جعفرِ صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ہماریؑ مظلومیت سے متاثر ہو کر کسی کا مہموم و مغموم ہونا تسبیح پروردگار ہے۔ اور ہمارےؑ غم واندوہ کا احساس عبادتِ خدا ہے۔ اور ہمارےؑ اَسرار کو غیروں سے پوشیدہ رکھنا راہِ خدا میں جہاد کرنا ہے۔ پھر امامِ علیہ السلام فرمانے لگے واجب ہے کہ اِس حدیث کو حروفِ زریں میں لکھا جائے۔ نیز صادقِ آلِ محمد علیہ السلام نے اپنے جدِّ مظلوم امامِ حسین علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا! **عن ابی عبدالله انه قال کل الجزع والبکا مکروه سوی الجزء والبکاعلی الحسین وقال من ذکر نا عنده فضاض من عینیه ولومثل راس الذبابة غفرالله ذنوبه ولو کانت مثل ذبد البحر**۔ حضرت ابی عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا سب گریہ وزاری اپنی اولاد ماں، باپ، بھائی، بہن، وغیرہ کے مرنے پر کرنا مکروہ سوائے گریہ وزاری مظلومِ کربلا حضرت امامِ حسین علیہ السلام پر کہ یہ ثوابِ عظیم پر مشتمل ہے اور فرمایا جس کے سامنے ہمارا ؑذکرِ مصائب ہو اور آنسو پَرِ مگس (مکھی) کے برابر باہر آئے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے گناہوں کو بخش دیتا ہیں اگر چہ وہ کثرت میں دریا کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ (جلاء العیون، اُردو جلد 2 ص 40 مولف علامہ مجلسیؒ بحوالہ امالی شیخ صدوقؒ)

﴿36﴾ تعزیہ داری......غمِ حسینؑ مظلوم میں

انسانی ذہن کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ جب کسی چیز کو زیادہ عرصہ گذر جائے تو انسان اُس چیز کو اپنے ذہن سے اُتار دیتا ہے۔﴿**اَلْاِنْسَانُ مُرَکَبٌ خَطَا وَالنِّسْیَان**۔ انسان مرکب ہے خطا کا اور بھول چوک کا﴾ اور وہ چیز بھول جاتا ہے، یہ انسان کی بھلائی کے لئے ہے۔ کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ جو چیزیں وہ خواہ خوشی کی ہوں یا غم کی سب کسی نہ کسی وجہ سے پیدا کی گئی ہیں۔ اور جو چیزیں قدرت نے فطرتِ انسانی میں داخل کردی ہیں وہ ضروری طور پر کسی نہ کسی بھلائی پر مبنی ہوتی ہیں کیونکہ کسی چیز کو بُھلانے کا مادہ قدرت کی طرف سے ودیعت کیا گیا ہے۔ اِس لئے اِس میں بھی قدرت کو انسان کی بھلائی منظور ہے۔ (سوائے اہلبیتِؑ اطہار کی خوشی وغم کے' مومن ہر خوشی وغم کو بھول جاتا ہے ورنہ ہلاکت کا اندیشہ ہے یا جنون کا) اور وہ یہ کہ انسان اِس طرح اپنے دماغ کو اُن تمام چیزوں کی یادداشت سے محفوظ رکھتا ہے جنہیں انسان کے لئے یاد رکھنا ضروری نہیں ہے۔ لیکن بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کو یاد رکھنا بہت ضروری ہے اور انسان خود محسوس کرتا ہے کہ اُسے اُن چیزوں کو یاد رکھنا چاہیے ہمیشہ کے لئے۔ اُس کے ساتھ ساتھ اُس میں وہ قدرتی بات بھی ہوتی ہے جو انسان کو چیزوں کو بھلا دینے کی طرف کھینچتی ہے۔ قدرت کی اِس دی ہوئی چیز کے ساتھ جنگ تو نہیں کرسکتا ہے۔ البتہ چند ایسے ذرائع اختیار کرتا ہے جن کی مدد سے وہ اُن چیزوں کو یاد رکھ سکے۔ چنانچہ چند ذریعوں میں سے ایک ذریعہ یہ ہے کہ انسان اُس

چیز کو اپنے سامنے بار بار لائے تا کہ اُس چیز کو بھولنے نہ پائے۔انسانیت اور اسلام کی خاطر حضرتِ امام حسین علیہ السلام کی قربانی ایک ایسی چیز ہے جس کو دنیا اِس کو ایسا واقعہ قرار دیتی ہے جسے ہر انسان کو انسانیت کی بقاء کی خاطر ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔تعزیہ علم مبارک، شبیہہ گہوارۂ علی اصغر علیہ السلام، شبیہہ ذوالجناح حضرت امامِ حسین علیہ السلام ایسی ہی نشانیاں ہیں جو ذہنِ انسانی میں رہ کر ہمہ وقت، انسانیت کے سب سے بڑے محسن کی یاد تازہ کر دیتی ہے۔

﴿قرآن : **فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ**﴾ (سورہ مدثر 49-50) اب اُنہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ نصیحت سے اِس طرح روگردانی کرنے والے ہیں گویا وہ وحشی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگتے ہیں۔ **فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ** ۔ کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اِس آیت میں تذکرۃ سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہے، اور تفسیر قمیؒ میں ہے کہ اِس سے مراد ہر وہ چیز جو جنابِ امیر المؤمنین علیہ السلام کی ولایت کو یاد دلائے۔

(نہج الاخبار ین انتہائی مختصر علیؑ نامہ، جلد 1 ص 1 منقبت 1)

نیز قرآن مجید سے بھی یہ ظاہر ہے کہ گذشتہ اُمّتیں، محسنین انسانیت کی تشبیہہ برائے یادگار بنا کر رکھا کرتیں تھیں ملاحظہ ہو، **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَايَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ** (سورہ سبا، آیت 13) وہ (سلیمانؑ) جو کچھ چاہتے یہ جنات اُن کے لئے بناتے رہتے تھے محراب وتماثیل۔کہ محاریب جمع ہے محراب کی کہ وہ اُونچی عمارت کو کہتے ہیں جس پر سیڑھی سے چڑھا جائے تماثیل جمع ہے تمثال کی اور وہ کسی

اصل شئے کی مثل اور تشبیہہ بنانے کا نام ہے۔یعنی تانبے کی یا کچھ پتھر کی (الیٰ آخرہٖ)

نیز علامہ شوکانی لکھتے ہیں کہ محراب' مکانِ رفیع اور بلند کو کہتے ہیں۔کہ "**یرفع ویعظم**" اُن کی تعظیم کی جاتی ہے اور دل میں اُن کی رفعت ہوتی ہے۔زیرآیت **لَهٗ مَايَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ** الیٰ آخرہٖ۔تفسیر فتح القدیر جلد چہارم ص۳۰۔اچھی طرح معلوم کہ محاریب سے مُراد مقاماتِ مقدسہ ومتبرکۂ مجید،بزرگوں کی جگہیں یادگاریں اور روضۂ مقدس امامِ حسین علیہ السلام محراب ہے۔جس کی تمثال تعزیہ مبارک ہے اور اسی لئے سورہ آلِ عمران میں بیت المقدس کو محراب کہا گیا ہے۔قرآن تو کُھلے الفاظ میں اِس کے جواز کا فتویٰ ہی صادر نہیں کررہا بلکہ ہروقت بابانگ دُھل اعلانِ عزاداری کررہا ہے اور اُمّتِ محمدیہ میں آج تک بلکہ قیامت تک مخالفینِ عزاداری میں بھی مقاماتِ مقدسہ کی جگہیں بنائی جاتی ہیں بنائی جاتی رہیں گی۔جیسا کہ مسجد جو کہ لوگوں کے گھروں کی طرح ایک گھر ہوتا ہے جس کو معمار (مزدور) بناتے ہیں خدا جانے وہ متقی وپرہیزگار،نمازی دیانتدار بھی ہوتے ہیں یا نہیں،اور جس اینٹ گارے سے بناتے ہیں وہ پانی مباح وطاہر بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ اینٹیں غصب کی ہوتی ہے یا پاکیزہ آمدنی کی جس روپیہ سے بن رہی ہے وہ روپیہ بینک کا سودی ہوتا ہے یا طیّب کمائی کا۔بنانے والے مسلم ہیں یا وہ مزدور عیسائی،مسلم شیخ ہیں' غرضیکہ کوئی تمیز نہیں کی جاتی۔جب وہ گھر بن جاتا ہے اور اُس میں بیت اللہ کی شبیہہ قائم کردی جاتی ہے جس کو محراب وغیرہ کہتے ہیں اب وہ مسجد کہلاتی ہے جو کہ اپنے ہاتھوں سے

بنائی ہوئی ہے۔ اِس جگہ میں جُنب کی حالت میں، حالتِ حیض ونفاس میں جانا حرام، اِس کی توہین کرنا کفر اور اِس کو نجس کرنا عینِ کفر ہے۔ یہ سب مرتبے اِس گھر کو اِس میں بیتُ اللہ کی تشبیہ کے قائم ہونے سے ملے۔ تو جب یہ بیت اللہ کی نقل بنا کر اِس کا احترام کرنا واجب اور توہین کرنا کُفر ہے۔ بس اِسی طرح **عَلَم** مبارک گہوارۂ علی اصغر علیہ السلام، تعزیہ مبارک اور ذوالجناح کی شبیہہ بنا کر تعظیم وتکریم واجب اور اُس کی توہین کرنا عینِ کُفر ہے۔ نیز کسی قبر کی شبیہہ بنانے کے متعلق فرمانِ رسول ملاحظ ہو۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہِ اقدس میں ایک سائل نے آ کر عرض کیا! یا حضرتؐ میں نے جنت کی چوکھٹ اور حورالعین کی پیشانی چومنے کی قسم کھائی ہے، حضرتؐ نے فرمایا ماں کے پاؤں اور باپ کی پیشانی چوم لے۔ سائل نے پھر عرض کیا! حضورؐ اگر ماں باپ نہ ہوں؟ مر چکے ہوں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اُن کی قبروں پر بوسے دے۔ سائل نے پھر عرض کیا! حضرتؐ اگر ماں باپ کی قبریں بھی معلوم نہ ہوں، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بزبان وحی ترجمان نے خطاب فرمایا دو لکیر کھینچ کر ایک کو ماں کی قبر دوسری کو باپ کی قبر تصور کر کے بوسے دے لو۔ مشہور کتاب اہلسنت فتاویٰ عالمگیر، جبکہ محض خیالی چیز بنا کر اُس کا بوسہ دینا جائز ہے تو واقعی چیز کی نقل بنا کر بوسہ دینا کیوں جائز نہیں اور جبکہ اِن کے بنانے کا مقصد لوگوں میں روحِ اسلام کو زندہ کرنا ہے، قرآن مجید بھی اِس کے جواز کا اعلان کر رہا ہے اہلِ اسلام کے سب سے بڑے علامہ مفسرِ قرآن، فخر الدین رازی نے بھی تفسیر کبیر میں (**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ**

الرَّحِيْمِ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَايَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ)پارہ۲۲ سورہ سباءآیت ۱۳ کی آیت کے تحت حاشیہ فرمایا۔یعنی ملائکہ اور انبیاء کی تصویریں مساجد میں رکھی جاتی تھیں تا کہ لوگ اُن کو دیکھیں ، اُن جیسی عبادت کریں ۔ (بحوالہ علامہ ابوالمسعود حاشیہ تفسیر کبیر فخر الدین رازی) اور یہی مقصد ہے شبیہہ عَلَم حضرت عباس علیہ السلام اور شبیہہ گہوارۂ علی اصغر علیہ السلام اور شبیہہ ضریح اقدس امام حسین علیہ السلام اور شبیہہ ذوالجناح امام حسین علیہ السلام کا یہ تمام یادگاریں (نشانیاں) تین دن کی بھوک و پیاس میں اپنے خون سے شجرِ اسلام کو سینچنے والوں کی یاد دلاتی ہیں ۔عَلَم مبارک اُس سالار کی یاد تازہ کرتا ہے جس نے قیامت تک ہونے والے افواجِ اسلام کے سپہ سالاروں کو یہ درس دیا کہ جسم ، نیزوں تلواروں ، تیروں ، سے چھلنی اور ٹکڑے ہو جائے سر شگافتہ ہو ، بازو کٹ جائیں ، لیکن پرچمِ اسلام جھکنے نہ پائے ۔ گہوارۂ علی اصغر علیہ السلام میں رنگین قمیض اُس معصوم بچے کی یاد تازہ کرتی ہے جس نے وارثِ انبیاء و پنجتنِ پاک حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہاتھوں پر سہ شعبہ تیرِ ستم کھا کر ہمیشہ کے لئے اُن ظالموں کا منہ بند کر دیا جو یہ کہہ رہے تھے کہ امام حسین علیہ السلام ملک گیری کے لئے مدینہ سے یزیدِ لعین سے جنگ کی خاطر چلے تھے ، اور ذوالجناح کی وہ صورت جس میں وہ برآمد کیا جاتا ہے امامؑ مظلوم کے گھوڑے کی وہ صورت ظاہر کرتا ہے جبکہ وہ اپنے سوار کے قتل کے بعد مقتل سے خیمہ گاہ کی طرف قتلِ امامؑ کی خبر لے کر گیا ۔ جب امامؑ قتل ہوئے تو آپ یکہ و تنہا تھے ۔ اِس اسپِ باوفا کے سِوا ' مظلومِ کربلا

کے قتل کی خبر دینے والا کوئی نہ تھا۔ اُس وفا شعار نے اپنا ماتھا خون سے رنگا اور خیمہ گاہ کی طرف دوڑا جب دور سے اہلبیتؑ نے اُس خالی زین کو آتے دیکھا تو سمجھ گئے کہ ہمارے والی ووارث اور اُس بے زبان کے سوار کی خیریت نہیں ہے۔ اِسی لئے ذوالجناح برآمد ہوتا ہے تو مومنین یہی سمجھتے ہیں کہ اِس راہوار کا سوار نصرت وحفاظتِ اسلام کی خاطر شہید کر دیا گیا۔ اور آنکھوں کے سامنے کربلا کا خوں چکاں منظر پھر جاتا ہے۔ گھوڑے پر تیروں کی کثرت، یزیدی فوج کی کثرت اور امامؑ مظلوم کی تنہائی کا ثبوت دیتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یک وتنہا نے لاکھوں کو ماردیا۔ اور بظاہر مغلوب ہو کر حقیقت میں باطل کی اکثریت پر قیامت تک کے لئے غالب ہو گیا۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اہلِ ایمان کی اقلیت کو باطل کی اکثریت سے مقابلہ کرنے کا درس دے گیا۔ یہ شبیہیں انسانوں کو ہمیشہ یادرکھنے والی چیز کا درس دیتی ہیں اور بھولے ہوئے انسانوں کو یہ درس یاد دلاتی ہے کہ کُفر کتنی ہی کثرت سے ہو صاحبانِ ایمان کو ڈرنے کی ضرورت نہیں اور ایسے ہی تعزیہ مبارک ہر سال ہم کو اُس محسنِ انسانیت کی یاد تازہ کراتا ہے۔ جس نے اسلام کی بقاء کے لئے اپنا گھر کا گھر لوٹا دیا۔ خود ایک ہزار نوسو پچاس (1,950) زخم کھا کر گھوڑے سے زمین پر آیا جس نے بارگاہِ الٰہی میں وہ سجدہٴ آخر کیا کہ پیشانی کو سجدہ میں خود رکھا لیکن خود نہ اُٹھایا بلکہ شمرِ ملعون کے نجس ہاتھوں نے اُٹھایا۔ یہ اُس مظلوم کی یادگار ہے۔ میدانِ کربلا میں تیروں کے سِوا جس کا جنازہ اُٹھانے والا کوئی نہ تھا۔ اے تاجدارِ انسانیت، اسلام کے

محسنِ اعظم اگر چہ کربلا کے میدان میں تیرا جنازہ کسی نے نہ اُٹھایا لیکن ہم آج دنیا کے کونے کونے سے تیری شبیہہ تابوت اُٹھا رہے ہیں۔ لہٰذا غلامانِ آلِ محمدؐ اِن تشبیہات کو قرآن وسُنت کی روشنی میں بناتے اور نکالتے ہیں۔ اب وہ لوگ جو دعویٰ مسلمانی کریں اُن کو اِن پر معترض ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (جلاء العیون اُردو جلد 2، ص 45 تا 49، علامہ مجلسیؒ)

﴿37﴾ رئیسُ البُکّائین سیّدُ السّاجدینؑ کا اپنے باباؑ پر گریہ

ایک دن آپ کے غلام نے کہا فرزندِ رسولؐ! میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ اِس غم میں فوت نہ ہو جائیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ میں اپنی اِس بے قراری اور رنج کی شکایت خدا ہی سے کرتا ہوں اور خدا کی طرف سے جو باتیں میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے، جب بھی مجھےؑ بنی فاطمہؑ کے مقتل کی یاد آتی ہے تو میریؑ آواز گلوگیر ہو جاتی ہے اور گریہ شروع ہو جاتا ہے۔ دوسری روایت میں اِس طرح وارد ہوا ہے کہ امام علیہ السلام سے کہنے والے نے کہا آپؑ کا یہ رنج و غم کبھی ختم ہو گا یا نہیں؟ امامؑ عالی مقام نے فرمایا! افسوس کہ حضرتِ یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے ایک ہی اُن کی نظروں سے غائب ہو گئے تھے تو حضرتِ یعقوبؑ کی آنکھیں رُوتے رُوتے سفید ہو گئی تھیں اور اس غم سے کمر خمیدہ ہو گئی تھی حالانکہ اُنہیں عِلم تھا کہ یوسفؑ زندہ ہیں اور میںؑ نے تو اپنے پدرِ بزرگوار، بھائی، چچا، اور سترہ جوانانِ اہلبیتؑ کو قتل ہوئے دیکھا ہے۔ پھر بھلا میراؑ یہ غم کس

طرح ختم ہوسکتا ہے۔حلیۃ الاولیاء میں بھی اِسی طرح مذکور ہے،مزید یہ بھی کہا گیا ہے کہ غمِ سید الشہدؑا میں امام زین العابدین علیہ السلام کے رونے کی حالت یہ تھی کہ بینائی جانے کا خوف ہوگیا تھا۔جب امام زین العابدین علیہ السلام کے سامنے پانی کا برتن آتا تو اُسے دیکھ کر اِس قدر روتے تھے کہ وہ برتن آنسوؤں سے بھر جاتا تھا۔چنانچہ لوگوں نے امامؑ سے کہا کہ آپؑ زیادہ نہ رویئے۔آپؑ فرماتے تھے کہ کیسے نہ روؤں وہ پانی' درند و چرند سب پیتے تھے۔میرےؑ باباؑ کو اُس کا ایک قطرہ نہ دیا گیا اور اُن پر پانی بند کردیا گیا۔سید الساجدین علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپؑ عمر بھر روئیں گے،اگر آپؑ اپنی جان کو ختم بھی کردیں گے تو یہ کوئی زیادہ بات نہ ہوگی۔آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ میںؑ نے اپنے نفس کو ہی ختم کردیا ہے اور اِسی پر میراؑ گریہ ہے۔(بحارالانوار،اُردو،جلد6ص118تا119مولف علامہ مجلسیؒ)

﴿38﴾ ہمارےؑ غم میں غم،اور ہماریؑ خوشی میں خوشی کرو

اے فرزندِ شبیب اگر تجھے اِس بات سے خوشی ہوتی ہے کہ جنت کے بلند درجات میں تو ہمارےؑ ساتھ ہو تو' ہمارےؑ غم واندوہ میں محزون ہو اور ہماریؑ خوشی میں خوشی وشادمان ہو اور تجھ پر لازم ہے ہم سے محبت ودوستی رکھنا کیونکہ اگر کوئی شخص کسی پتھر سے بھی محبت کرے تو خدا اُسے اُس پتھر کے ساتھ قیامت میں محشور کرے گا۔

(نفس المھموم،اُردو،ص45تا46مولف شیخ عباس قمیؒ)

﴿39﴾ حضرتِ زکریاؑ کا نامِ حسینؑ پر گریہ

سند متصل کے ساتھ شیخ احقہ محقق سے محمد بن عبداللہ بن زہرہ حلبی سے ابن شہر آشوب سے احمد بن ابوطالب طبرسی سے کتاب احتجاج کی ایک طویل حدیث کے ضمن میں سعد بن عبداللہ الشعری سے حضرت مہدی سلام اللہ علیہ کے حضور میں شرفیاب ہونے کی حکایت میں ہے کہ (سعد نے) کہا مجھے **كٓهٰيٰعٓصٓ** کی تاویل کے بارے میں خبر دیجئے تو حضرتؑ نے فرمایا یہ حروف' اخبارِ غیب میں سے ہیں کہ جن پر خدا نے اپنے بندے زکریاؑ کو آگاہ کیا اور اُس کی حکایت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے بیان کی اور یہ واقعہ اِس طرح ہے کہ حضرت زکریاؑ نے خدا سے درخواست کی کہ اُنہیں پنجتنِ پاک کے ناموں کی تعلیم دے۔ جبرئیلؑ اُن پر نازل ہوئے اور اُنہیں وہ نام سکھلائے اور حضرت زکریاؑ جس وقت محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ کے نام لیتے تو اُن کا غم واندوہ برطرف اور زائل ہوجاتا، اور جب حسین علیہ السلام کا نام لیتے تو گریہ اُنہیں گلوگیر ہوجاتا۔ اور اُن کی سانس اُکھڑنے لگتی۔ ایک دن اُنھوں نے کہا! اے میرے پروردگار کیا بات ہے جب اُنہی ناموں میں سے چار نام لیتا ہوں تو غم واندوہ سے مجھے تسلی ہوتی ہے اور جب میں حسین علیہ السلام کو یاد کرتا ہوں تو میرے آنسو گرنے لگتے ہیں اور فریاد و نالہ بلند ہوجاتا ہے، تو خدائے تعالیٰ نے اُنہیں خبر دی اور فرمایا! **كٓهٰيٰعٓصٓ** پس کاف نام ہے کربلا کا، اور 'ھا' عترتؑ کی ہلاکت وتباہی کا' اور یا یزید ہے کہ جس نے حسینؑ پر ظلم وستم کیا، اور عین یعنی عطش و پیاس ہے اور صاد صبرِ حسینؑ ہے۔ جب حضرت زکریاؑ نے یہ سُنا تو تین دن تک اپنی مسجد' عبادت گاہ سے باہر نہ

آئے اور لوگوں کو اپنے پاس آنے سے روک دیا اور گریہ وفریاد ونالہ کرتے رہے۔ اور اُن کا مرثیہ پڑھے کہ خداوندا کیا تو اپنے بہترین خلق کو اُس کے فرزند کو مصیبت میں مبتلا کرے گا، کیا اُس قسم کی بلا ومصیبت اُس کے گھر پر نازل کرے گا کیا علیؑ و فاطمہ علیہا السلام کو سوگواری کا لباس پہنائے گا اور اِس کا غم واندوہ اُن کی منزل میں لے آئے گا؟ پھر کہتے ہیں کہ اے میرے اللہ! مجھے ایک بیٹا عطا کر کہ جس سے بڑھاپے میں میری آنکھ ٹھنڈی اور روشن ہو، جب مجھے فرزند دے تو مجھے اُس کی محبت میں مبتلا کر دے اور پھر اُس کی موت سے مجھے اندوہناک کر جیسا کہ تو نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن کے فرزند کی وجہ سے اندوہناک کیا ہے۔ پس خدا نے حضرت یحییٰؑ اُنہیں عطا کیا اور اُن کی مصیبت میں اُنہیں مبتلا کیا اور حضرت یحییٰؑ کی مدتِ حمل چھ ماہ تھی جیسا کہ حسین ابن علی علیہ السلام کی مدتِ حمل بھی چھ ماہ تھی۔ (نفس المهموم، اُردو، ص60 تا 62 مولف شیخ عباس قمیؒ)

﴿40﴾ وَفَدَیْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ کی تفسیر

(بحذفِ اسناد) فضل بن شاذان کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سُنا، اُنہوں نے فرمایا! جب اللہ تعالیٰ نے حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں دُنبہ بھیجا اور ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اسماعیل علیہ السلام کی جگہ اِس دنبہ کو ذبح کریں تو حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کو ایک قلق سا محسوس ہوا اور اُنہوں نے خواہش کی کہ کاش اِس دُنبہ کی جگہ وہ اپنے جگر گوشہ کو ذبح کرتے تو اِس کے ذریعہ سے اُنہیں بہت بڑا

درجہ نصیب ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف وحی فرمائی۔ اے ابراہیمؑ! میری تمام مخلوق میں سے تمہیں کس سے زیادہ محبت ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی! پردودگار! تیری تمام مخلوق میں سے مجھے محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کی! یہ بتاؤ تمہیں اپنے آپ سے زیادہ محبت ہے یا محمدِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ محبت ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی! محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ اللہ تعالیٰ وحی کی! اچھا یہ بتاؤ تمہیں اُن کے بیٹے سے زیادہ محبت ہے یا اپنے بیٹے سے زیادہ محبت ہے؟ اب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی! مجھے اُن کے بیٹے سے زیادہ محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اچھا یہ بتاؤ کہ اُن کا بیٹا دشمنوں کے ہاتھوں ظلم سے شہید ہوجائے تو تمہارے دل کو زیادہ تکلیف ہوگی یا تمہارا بیٹا میری اطاعت میں تمہارے اپنے ہاتھ سے ذبح ہو اِس سے تمہارے دل کو زیادہ تکلیف ہوگی؟ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی! پروردگار اُن کے بیٹے کا دشمنوں کے ہاتھوں ظلم سے شہید ہوجانا میرے دل کے لئے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ابراہیمؑ! ایک گروہ جو اپنے کو اُمّتِ محمدؐ سمجھتا ہوگا وہ اُن کے فرزندِ حسینؑ کو اُن کے بعد ظلم وستم سے دُنبے کی طرح ذبح کرے گا۔ اُس کی وجہ سے وہ میرے غضب کے حقدار بن جائیں گے۔ یہ سُن کر ابراہیم علیہ السلام چلّا نے لگے اور اُن کے دل میں درد کی ایک لہر اُٹھی اور رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر وحی فرمائی! اے ابراہیمؑ! میں نے اسماعیلؑ کے بجائے تمہیں غمِ حسینؑ دیا ہے اور اگر تم اپنے فرزند کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرتے تو بھی تمہیں اتنا قلق نہ ہوتا جتنا کہ حسینؑ کی شہادت کا تمہیں

قلق ہوا، اِسی لئے میں نے اہلِ مصائب کے بلندترین درجات کا تمہیں مستحق ٹھہرایا، اور **وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ** ہم نے اِس کا فدیہ ذبحِ عظیم سے دیا' کا بھی یہی مطلب ہے، **وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمِ۔**

(عیونِ اخبارالرّضاؑ اُردو، جلد 1، ص 367-368، مولف شیخ صدوقؒ)

﴿41﴾ مومن کا قلب میرےؑ مصائب پر محزون ہوگا

عَنِ الصَّادِقِ اَنَّهٗ قَالَ الْحُسَيْنِ اَنَا قَتِيْلُ الْعَبْرَةِ مَا ذُكِرْتُ عِنْدَ كُلِّ مُؤْمِنٍ اِلَّا بَكٰى وَاغْتَمَّ قَلْبُهٗ لِمُصَابِيْ۔ کُتب احادیث میں مخبرِ صادق امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ میرےؑ جدّ مظلوم امامِ حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ میںؑ وہ کشتۂ گریہ ہوں کہ جس مؤمن کے سامنے میریؑ مصیبت مذکور ہوگی، وہ ضرور میریؑ غربت وبیکسی پر روئے گا۔ اور اُس مؤمن کا قلب میرےؑ مصائب پر ضرور مغموم ومحزون ہوگا۔ فی الحقیقت! اے برادرانِ ایمانی! آپ میں سے کون ایسا ہے جس کے سامنے امامِ حسین علیہ السلام کی مصیبتیں بیاں ہوا اور اُس کا دل نہ جلے اور درد میں نہ آئے۔ بہ تحقیق کہ آپؑ (حسینؑ) پر وہ مصیبتیں پڑی ہیں اگر پہاڑوں پر پڑتیں تو پہاڑ ٹکڑے ہوکر خاکستر ہو جاتے اور اگر دِنوں پر پڑتیں تو وہ شبِ تاریک کی طرح ہوجاتے۔ ہمارے آقا پر وہ مصیبتیں پڑیں کہ کوئی شمار نہیں کرسکتا۔ **وَمِنْهَا اَنَّهٗ قُتِلَ بَيْنَ يَدَيْهِ اَصْحَابُهٗ وَ اَقْرِبَائُهٗ حَتّٰى ذُبِحَ فِيْ حِجْرِهٖ طِفْلُهُ الرَّضِيْعُ عَطْشَانًا** اُن مصیبتوں میں سے ایک یہ ہے کہ سب بھائی، بھتیجے بھانجے، بیٹے و دوست آپؑ کی آنکھوں کے سامنے قتل

ہوئے۔ یہاں تک کہ تین دن کا پیاسا چھ (6) ماہ کا بچہ بھی گود میں شہید ہوا۔ یہ وہ ظلم ہے کہ ابتدائے خلقت سے آج تک کسی پر نہ ہوا۔ (بحورالغمہ' اُردو' جلد 1' ص 478' مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ)

﴿42﴾ جو چیزیں نظر آتی ہیں یا نظر نہیں آتیں' سب نے حسینؑ پر گریہ کیا' سِوائے تین چیزوں کے

شیخ ابوجعفر طوسی قدس سرہ نے مفیدؒ سے احمد بن ولید سے اُن کے والد سے صفاد سے ابن عیسیٰ سے ابن ابی عمیر سے حسین بن ساختہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اور ابوسلمہ سراج یونس بن یعقوب اور فضیل بن یسار ابوعبداللہ جعفر بن محمد علیہ السلام کے پاس تھے۔ میں نے آپؑ سے عرض کیا آپؑ پر قربان جاؤں اِس قوم کی مجلسوں میں جاتا ہوں تو دل میں آپؑ حضرات کا ذکر اور آپؑ کو یاد کرتا ہوں تو میں اُس وقت کیا کہوں؟ تو آپؑ نے فرمایا: اے حسین! تم اُن کی مجلس وجلسوں میں جاؤ تو کہو" **اللّٰھمّ ارنا الرّخاء والسرور**" خدایا! ہمیں کشائش اور خوشی وسرور دکھا' تم جو چاہتے ہو وہ ملے گا'' وہ کہتا ہے میں نے کہا آپؑ پر قربان جاؤں میں حسین علیہ السلام کو یاد کرتا ہوں تو اُس وقت میں کیا کہوں؟ جب اُنہیںؑ یاد کروں' تو فرمایا: **صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ** اِس کا تین مرتبہ تکرار کرو۔ پھر آپؑ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ابوعبداللہ الحسینؑ جب شہید ہوئے تو آپؑ پر سات آسمانوں' سات زمینوں' اور جو کچھ اِن میں یا اِن کے درمیان ہے

اور جو جنت و جہنم میں ٹوٹتا اور پوٹتا اور جو چیزیں نظر آتی ہیں یا نظر نہیں آتیں سب نے اُنؑ (حسینؑ) پر گریہ وبُکا کیا۔ سِوائے تین چیزوں کے جو آپؑ (حسینؑ) پر نہیں روئیں، تو میں نے عرض کیا آپؑ پر قربان جاؤں وہ تین چیزیں کونسی ہیں؟ کہ جنہوں نے مظلومِ کربلا پر گریہ نہیں کیا۔ فرمایا: بصرہ، دمشق اور حکم بن ابو العاص کی آل واولاد۔ شیخِ صدوقؒ نے جبلہ المکیہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے میثم تمّارؒ کو کہتے سُنا! خدا کی قسم! یہ اُمّت اپنے نبیؐ کے بیٹے کو محرم کی دس تاریخ کو قتل کرے گی اور دشمنانِ خدا، اُس دن کو برکت کا دن قرار دیں گے اور یہ ہو کہ رہے گا اور یہ اللہ تعالیٰ ذکرہ کے علم میں آچکا ہے۔ اِس کو میں ایک عہد کے طور پر جانتا ہوں جو میرے مولا امیرالمؤمنین علیہ السلام نے مجھ سے کیا ہے اور آپؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ آپؑ (حسینؑ) پر ہر چیز گریہ کرے گی یہاں تک کہ وحشی جانور جنگلوں میں اور مچھلیاں دریاؤں میں اور پرندے آسمان کی فضاء میں اور آپؑ (حسینؑ) پر سورج، چاند، ستارے، آسمان، زمین، انسانوں اور جنّات میں مومنین، اور تمام آسمانوں اور زمینوں کے فرشتے (رضوانِ خُلد) مالک اور حاملینِ عرش اور آسمان خون وراکھ کی بارش برسائے گا۔ یہاں تک کہ میثمؒ نے فرمایا: اے جبلہ جب تم سورج کو سُرخ حالت میں دیکھو کہ گویا وہ تازہ خون ہے تو بس جان لو کہ امام حسینؑ شہید ہو چکے ہیں۔ جبلہ کہتا ہے پس میں ایک دن نکلا تو دیواروں پر سورج کی

روشنی پڑ رہی تھی گویا کہ سُرخ طاف ہیں پس میں نے چیخ وپُکار کی اور رونے لگا اور میں نے کہا خدا کی قسم! ہمارے سید و سردار حسینؑ بن علی علیہ السلام شہید ہو گئے۔

(نفس المهموم' اُردو'ص668-670' مولف شیخ عباس قمیؒ)

﴿43﴾ ایک پیشہ ور طوائف کی نجات

مقتل طریحی میں مدینہ کی ایک طوائف اور اُس کے پڑوسیوں سے منقول ہے کہ میں پیشہ ور طوائف تھی اور میرے پڑوس میں ایک شیعہ عزادار کا گھر تھا۔ عزادار کے مکان میں بالعموم صفِ ماتم کا انتظام رہتا تھا۔ گرمی کے موسم میں ایک ایسا ہی دن تھا عزادار کے مکان میں صفِ ماتم بچھی تھی۔ باہر سے آئے ہوئے چند شعراء (ذاکر) مصائب پڑھ رہے تھے۔ صاحبِ خانہ نے اُن ذاکروں اور مجلس عزا میں شریک افراد کے لیے نیاز پکانے کا حکم دے رکھا تھا۔ نیاز کی دیگ چولہے پر تھی اور وہ مصروفِ عزاداری تھے۔ مجھے آگ کی ضرورت ہوئی میں آگ لینے کی خاطر عزادار کے گھر آئی۔ دیکھا تو آگ تقریباً بُجھ چکی تھی۔ میں نے چنگاریوں کو پھونکنا شروع کیا میرے منہ اور سر پر راکھ پڑ گئی میرے ہاتھ سیاہ ہو گئے۔ آگ جل گئی میں آگ لے کر چلی گئی اور دیگ کے نیچے آگ جل رہی تھی۔ میں نے گھر آ کر اپنا کام کیا اور دوپہر کو قیلولہ کے لیے سو گئی۔ عالمِ خواب میں میدان محشر دیکھا۔ ہر طرف **العطش العطش** کی صدائیں تھیں۔ کچھ ملائکہ آئے اُنہوں نے مجھے بازوؤں سے پکڑا اور جہنم کی طرف لے جانے لگے میں فریاد کرنے لگی لیکن وہاں میری فریاد

سُننے والا کون تھا۔ جب وہ ملائکہ جہنم کے کنارے پر پہنچ گئے۔تو پیچھے سے ایک آواز آئی ٹھہر جاؤ اُسے جہنم میں نہ ڈالنا۔

ملائکہ رُک گئے اُنہوں نے پلٹ کر دیکھا تو ایک انتہائی حسین وجمیل اور خوش پوش شخص دوڑتا آرہا تھا ملائکہ نے عرض کیا کہ اے فرزندِ رسولؐ ! کیا آپؑ نے اس کی شفاعت کی ہے؟ اُنہوں نے کہا: ہاں کی ہے۔ ملائکہ نے کہا: کیا شفاعت قبول ہوگئی ہے؟ اُنہوں نے کہا: کیا شفاعت قبول ہونے کے بغیر میں تمہیں روک سکتا ہوں۔ ملائکہ نے عرض کیا: قبلہ! ہمیں بتانے کی ضرورت تو نہیں کہ یہ عورت کون ہے؟ کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ آپؑ نے اِس کی شفاعت کیوں کی؟ اُنہوں نے کہا: تم اِس کے ہاتھ دیکھو راکھ سے سیاہ ہیں۔ اِس کا سر دیکھو راکھ سے اٹا ہوا ہے۔ اور اس کا چہرہ دیکھو راکھ سے آلودہ ہے۔ ملائکہ نے عرض کیا قبلہ یہ سب کچھ تو ہے لیکن اِس کا اِس کی شفاعت سے کیا تعلق ہے؟ اُنہوں نے کہا: اِس کے پڑوس میں میرے فلاں عزادار کا مکان ہے اس نے صفِ ماتم بچھا رکھی تھی۔ اور نیاز پکا رہا تھا وہ میرےؑ ماتم میں مصروف ہوگئے اور آگ بُجھ گئی۔ نیاز ابھی تک پکی نہ تھی۔ اِس کو آگ کی ضرورت ہوئی یہ آگ لینے کی خاطر پڑوسی عزادار کے گھر گئی۔ اِس نے آگ دوبارہ جلائی۔ اِس کے آگ جلانے سے نیاز میں جو خامی تھی وہ دفع ہوگئی۔ اگر چہ اُس نے آگ اپنی خاطر جلائی تھی لیکن میرےؑ نام پکنے والی نیاز کو جو فائدہ ہوا ہے وہ اسی کی آگ جلانے سے ہوا ہے اور میں کسی کا قرض نہیں رکھنا چاہتا۔

یہ سُن کر ملائکہ نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں اُس شخص سے مخاطب ہوئی اور عرض کیا آپ نے اِس کڑے وقت میں مجھ پر احسان کیا ہے۔ آپ کون ہیں؟ اُنہوں نے کہا میں حضرت علیؑ و فاطمہ زہراؑ کا فرزند' حسینؑ مظلوم ہوں۔

میں اُسی وقت آپ کے قدموں میں گِر گئی اور عرض کی۔ قبلہ جو بدکاری کر چکی ہوں وہ آج کے دن آپ نے معاف کرادی ہے آج کے بعد میں بدکاری سے توبہ کرتی ہوں کیونکہ آپ جیسے کریم کی زیارت کے بعد کسی بدمعاش سے بات کرنا بھی میری توہین ہوگی۔ میں نیند سے بیدار ہوئی۔ دیکھا تو ابھی تک مجلس عزا بحال تھی۔ میں فوراً وہاں آئی اور اُن سوگواروں کو تمام واقعہ سُنایا گریہ اور نوحہ وبُکا دہ چند ہوگیا۔ پھر میں اُن تمام کے سامنے اپنے جرم بدکاری سے توبہ کی۔ (الدمعۃ الساکبہ' اُردو' جلد 2' ص 120-121' مولف آقائے محمد باقر دہشتی بیہبانی نجفیؒ)

﴿44﴾ ایک غیر شیعہ کا شیعہ ہونا' اور عزاداریٔ امامِ حسینؑ کے لئے بیٹی کو فروخت کر دینا

سید اظہر علی کربلائی زاد العاقبت میں شیخ مفیدؒ کی کتابِ ارشاد سے بروایت ابو الہشام لکھتے ہیں وہ کہتا ہے ایک روز میں حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں مشرف ہوا۔ دیکھا ایک شخص ایک لڑکی ساتھ لئے حاضر ہے۔ میں نے عرض کی یا بن رسول اللہؐ یہ دونوں کون ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا: اُنہی سے پوچھ لے میں نے پوچھا اُس شخص نے کہا میں شہرِ قُم کا رہنا والا ہوں (20) برس تک آلِ رسولؐ کی محبت میرے دل

میں کچھ بھی نہ تھی۔ فاسد عقیدہ کے سبب سے ہمسایہ اور اہلِ شہر مجھ پر طعن و تشنیع کرتے تھے یہاں تک کہ میں تنگ آ کر خراسان کی اقامت کے قصد سے سفر اختیار کیا۔ جب اِس قدر قریب پہنچا کہ قبرِ مبارک امام رضا علیہ السلام دیکھائی دینے لگی۔ ناگہاں! ایک شیرِ نر آ کر سَدِّ راہ ہوا اور چاہا کہ مجھے ہلاک کرے اُس وقت میں نہایت مضطر و پریشان ہوا اور کہنے لگا کیا کروں کدھر بھاگوں کیوں کر نجات پاؤں۔ ایک آوازِ غائب آئی اُس صاحبِ روضہ سے کیوں نہیں پناہ لیتا۔ فوراً میں نے استغاثہ کیا' اے شیرِ خدا کے پوتے! اِس شیر کے پنجے میں گرفتار ہوں جلد مدد کیجئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ خراسان کی طرف سے ایک بزرگوار نورانی صورت نمودار ہوئے کہ اُن کی ہیبت اور رُعب سے وہ شیرِ روباہ صفت گریزاں ہوا اور وہ بزرگ بھی میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ جب میں نے اُس آفت سے نجات پائی صدقِ دل سے خاندانِ رسالت ؐ کا معتقد ہوا اور مشہدِ مقدس میں پہنچ کر شرفِ زیارت حاصل کیا۔ بعد اُس کے پھر اپنے وطن میں آیا اور اُسی سال سے عزاداریٔ جنابِ سید الشہداؑء میں نے شروع کی اور ساٹھ (60) برس تک یوں ہی ہر سال محرم تا اربعین مصروفِ عزاء رہا مگر ایک سال انقلابِ زمانہ سے ایسا تنگ دست اور نادار ہو گیا کہ سامانِ ماتم داری ممکن نہ ہوا اور ایامِ عزاء جیسے جیسے قریب آتے تھے میں اپنی محرومی سعادت سے زیادہ مغموم ومحزون ہوتا تھا ایک روز میری زوجہ نے سبب افسردگی پوچھا میں نے بیان کیا وہ بولی اگر تو دختر کی مفارقت گوارا کر سکے تو مجھے بہ خوشی منظور ہے اُسے راہِ حسینؑ میں بیچ کے قیمت سے سامانِ عزا مہیا کر۔ سنتے ہی میں اُٹھ کھڑا ہوا لڑکی کو ساتھ لے کر بازارِ بردہ فروش میں آیا۔

ایک ملازم شاہی کے ہاتھ (جو معتقدِ آئمہ معصومینؑ کا نہ تھا) سو(۱۰۰) دینار پر بیچا نصف شب کو قیمت لے کر اپنے گھر آیا اُسی شب کو محرم کا چاند بھی دیکھائی دیا۔ مجلس میں روٹی تقسیم کرنے کے واسطے آٹا خرید کر لایا مگر خمیر کرنا اور روٹی کا پکانا ممکن نہ ہوا۔ رات زیادہ ہوگئی تھی سو گیا خواب میں، میں نے دیکھا دو بزرگوار نورانی صورت تشریف لائے اور آٹا خمیر کر کے روٹیاں پکائیں اور چلے گئے۔ صبح کو جب بیدار ہوا تمام گھر کو معطر پایا اور سب سامانِ عزاء دیکھا۔ حسبِ دستور مومنین مجلس میں جمع ہونے لگے۔ ناگہاں حاکم شہر اپنے عزیز و اقارب اور اپنے ملازم خریدار اور میری لڑکی کو ساتھ لیے ہوئے آیا اور مجھ سے کہنے لگا آج شب کو میں نے عالمِ رُویا (خواب) میں دیکھا کہ ایک خاتون معظّمہ نورانی صورت تختِ نور پر سوار بہت سی حوریں ساتھ لئے میرے یہاں آئیں اور جس مقام پر یہ لڑکی سوئی تھی وہاں جا کر کہنے لگیں! اے میری بیٹی خوشا حال تیرے ماں باپ کا میرےؑ فرزند حسینؑ کی راہ میں تجھے بیچا میرےؑ پدرِ بزرگوار رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے بھائی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو ساتھ لے کر سامانِ عزاء درست کرنے کو تیرے گھر گئے ہیں اور میں یہاں تجھ کو دیکھنے کو آئی ہوں۔ اور پھر وہ خاتون معظّمہ مجھ سے مخاطب ہوئیں اور ارشاد فرمایا: اِس لڑکی کو شب بھر بآرام رکھنا۔ صبح کو بعزت وحرمت اِس کے ماں باپ کے پاس پُہنچا دینا۔ دفعتہً میری آنکھ کُھل گئی اپنے گھر کو نور سے معمور پایا۔ بعد اِس کے اِس لڑکی کی خوابگاہ میں جو گیا تو اُس کو جاگتا پایا اور اُس نے بھی مثلِ میرے خواب کے اپنا خواب بیان کیا اے شخص اب اِس دختر کو اپنی لے، اور مجھے دین اپنا تعلیم کر، غرض وہ حاکم مع اپنے عزیز و رفقاء

کے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے شیعیانِ خاص سے ہوا۔ اے ابو الہشام چونکہ جنابِ سیدہؑ نے اِس لڑکی کو اپنی بیٹی کہا ہے اب میں لایا ہوں کہ یہ امامؑ کی کنیزی میں رہے۔

(بحور الغمہ 'اُردو' جلد 2 'ص 43-44 'مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ)

﴾45﴿ مادرِ حسینؑ نے کہا:
میرے حسینؑ پر رونا ہر عمل سے افضل ہے

بحار میں سید حُسینی سے مروی ہے کہ میں ایک دستہ کے ساتھ مشہد میں امام رضاؑ کے پڑوس میں رہ رہا تھا۔ محرم کے ایّام تھے۔ روزانہ مجلسِ عزا ہوتی تھی میرے ہی ساتھیوں میں سے ایک شخص ذاکر تھا جو مجلس پڑھتا تھا یومِ عاشور اُس ذاکر نے امام محمدِ باقرؑ کی یہ روایت پڑھی کہ: عزائے مظلوم زہراؑ میں اگر مچھر کے پر کے برابر بھی آنسو آ جائے تو اگر چہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں گے اللہ اُسے معاف فرما دے گا۔ میرے اُنہی ساتھیوں میں ایک مولوی تھا جو **صرف و نحو** تو شاید بہت پڑھا ہوا تھا لیکن معرفت سے خالی تھا۔ اُس نے کہا کہ یہ روایت خلاف عقل ہے میں نہیں مانتا بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اتنے بڑے گناہ صرف ایک آنسو سے ہی معاف ہو جائیں۔ ہماری کافی بحث وتکرار ہوئی لیکن وہ نہ مانا۔ ہماری مجلسِ عزا' محفلِ تکرار بن گئی۔ سب لوگ بے لطف ہو کر اُٹھ گئے۔ شام کے وقت وہی عالم نما جاہل قیام گاہ پر آ گیا۔ اور ہم سب سے اُس نے پہلے فرداً فرداً اپنی اِس غلطی کی معافی مانگی پھر بارگاہِ خالق میں توبہ کی۔ ہم نے پوچھا: آخر وجہ کیا

ہے؟ صبح تو اتنا گرم تھا کہ راوی اور روایت کو دیوار پر مار رہا تھا اور اب اتنا نرم ہے کہ ہم سے بھی معافی مانگتا ہے اور دربارِ خالق میں بھی توبہ کرتا ہے۔ اُس مولوی نے کہا: جب مجلس برخاست ہوئی آپ لوگوں کی طرح میں بھی پریشان تھا۔ آپ لوگ میرے انکار سے پریشان تھے اور میں آپ کے اِس اصرار سے پریشان تھا۔ میں اُٹھا اور حرم امامِ رضاؑ کے باہر فلاں جگہ تنہائی دیکھ کر لیٹ گیا۔ مجھے پتہ بھی نہ چلا کہ مجھے نیند آ گئی۔ عالمِ خواب میں' میں نے دیکھا محشر بپا ہے۔ بڑا وسیع میدان ہے ایک طرف آگ دہک رہی ہے اُس پر ایک پُل بنا ہے ایک طرف میزان نصب ہے لوگوں کے نامۂ ہائے اعمال تُل رہے ہیں۔ ہر ایک پیاس سے بدحال ہے میں بھی پیاس سے جان بلب تھا۔ کہیں پانی نظر نہ آ رہا تھا۔ بہت دور مجھے ایک جگہ پانی کی چمک دکھائی دی۔ میں اُس طرف دوڑا جب قریب گیا تو ایک بہت بڑا حوض تھا۔ اُس پر دو مرد اور ایک برقعہ پوش مستور تھیں۔ میں نے کسی سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ اُس نے جواب دیا: یہ حوض کوثر ہے اور مرد حضرت رسول اکرمؐ اور حضرت علیؑ ہیں۔ اور عورت' دخترِ رسولؐ ہے۔ یہ سُن کر میں خوش ہوگیا۔ جب حوض کے قریب گیا تو دیکھا حضرت نبیؐ اور حضرت علیؑ کے لباس سیاہ تھے اور اُن کی صورت ایسی پُر ہیبت تھی کہ مجھے اُن سے پانی مانگنے کی جراُت نہ ہوسکی۔ میں نے سر جھکا کے جنابِ سیدہؑ کی خدمت میں عرض کی بی بیؑ مجھے ایک گھونٹ پانی پلا دو۔ میں بہت پیاسا ہوں۔

مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے بی بیؑ رو رہی ہوں۔ دخترِ رسولؐ نے فرمایا: جب تو

اِس بات سے انکار کرتا ہے کہ حسینؑ پر گریہ کے ایک آنسو کے عوض اللہ جنت نہیں دیتا تو پھر پانی کسی بات پر مانگتا ہے تجھے کیا معلوم کہ حسینؑ مجھے کتنا عزیز تھا۔ حسینؑ رسولِ خداؐ کو کتنا پیارا تھا۔ اور حسینؑ، علیؑ کا کتنا محبوب تھا تو میرےؑ حسینؑ کی مظلومیت کو اپنی عقل پر تولتا ہے۔ اللہ میرےؑ حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کرے۔ تجھے کیا معلوم کہ میرا حسینؑ کس غربت اور کس مظلومیت سے شہید ہوا ہے۔ تو کیا جانے کہ میرےؑ حسینؑ پر گریہ کو روکنے کی خاطر ظالموں نے کتنی پابندیاں لگائی ہیں۔ یاد رکھ کہ میرے حسینؑ پر رونا ہر عمل سے افضل و اشرف ہے اور آئندہ میرےؑ مظلوم بیٹے کے گریہ کو کسی عمل سے تولنے کی کوشش نہ کرنا۔ یہ سُن کر میں گھبرا گیا اور گھبرا کر بیدار ہو گیا میں وہاں بیٹھ کر اپنی فکر پر پشیمان ہوتا رہا۔ استغفار پڑھتا رہا اور اب آپ لوگوں کو اپنی توبہ کا گواہ بنانے آیا ہوں۔

(الدمعۃ الساکبہ، جلد 2، ص 122-123، مولف آقائے محمد باقر دہشتی بہبہانی نجفیؒ)

﴿46﴾ دشمن میرےؑ حال پر روتے تھے تو مومنین کیوں کر نہ روئیں گے؟

فِی الْبِحَارِ عَنْ اِبْنِ خَارِجَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَهٗ فَذَكَرْنَا الْحُسَيْنَؑ بْنَ عَلِيٍّؑ۔ کتاب بحارالانوار میں ابنِ خارجہ سے منقول ہے کہ میں کئی اشخاص کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ جنابِ امامِ حسین علیہ السلام کا کچھ ذکر ہوا۔ **فَبَكٰى اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ وَبَكَيْنَا قَالَ ثُمَّ رَفَعَ رَاسَهٗ وَقَالَ۔** ہم

سب بھی اور حضرتؑ بھی بے اختیار رونے لگے۔ پھر آپؑ نے سر اُٹھا کر فرمایا: **قَالَ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ اَنَا قَتِيْلُ الْعَبْرَةِ لَا يَذْكُرُنِيْ مُؤْمِنٌ اِلَّا بَكٰى** یعنی میرےؑ جدِّ بزرگوار مظلومؑ کربلا نے فرمایا کہ میں وہ کشتۂ گریہ ہوں کہ کوئی مؤمن میرا ذکر نہ کرے گا مگر یہ کہ روئے گا۔ علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ **قَتِيْلُ الْعَبْرَةِ** کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ میں منسوب **اِلَى الْعَبْرَةِ** اور سببِ گریہ ہوں یعنی جو بھی میرا حال سُنے گا رونے لگے گا دوسرے یہ کہ میں گریہ وبُکا کے ساتھ قتل ہوا یعنی ظالموں نے مجھے رُلا رُلا کر قتل کیا۔ کبھی دوستوں اور عزیزوں کی لاشوں پر اور کبھی بہنوں سے، بیٹیوں سے رُخصت کے وقت رُلایا گیا۔ صاحبِ مجالسِ علویہ نے تین توجیہات اور بھی کی ہیں۔ ایک یہ کہ میں ایسا مقتول ہوں کہ میرےؑ قتل ہونے سے پہلے انبیائے گذشتہ خصوصاً میرےؑ نانا رسولِ خداؐ اور پدرِ بزرگوار علیِ مرتضیٰ علیہ السلام مجھ پر اِس طرح روئے ہیں گویا میںؑ اُن کے سامنے شہید ہو چکا تھا۔ پھر جو مؤمن شہادت کے بعد میراؑ حال سُنے گا وہ کیوں کر نہ روئے گا۔ دوسرے یہ کہ وہ **مَقْتُوْلٌ مَعَ الْعَبْرَةِ** ہوں کہ قاتل بھی مجھؑ پر رویا، یعنی مجھےؑ قتل بھی کرتے جاتے تھے اور میریؑ مظلومی پر روتے بھی جاتے تھے اِس لئے کہ میرےؑ مراتب کو جانتے تھے کہ میںؑ کون ہوں؟ مجھےؑ کوئی نادانستہ قتل نہیں کیا۔ پس دشمن تک میرےؑ حال پر روتے تھے تو مؤمنین کیوں کر نہ روئیں گے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ میں **قَتِيْلُ الْعَبْرَةِ** ہوں یعنی مجھےؑ بار بار کے رونے، نے قتل کر ڈالا تھا۔ تلواروں کی، نیزوں کی، تیروں کی، کچھ احتیاج نہ تھی، ایسے، ایسے

میرےؑ آغوش کے پالے، گودیوں کے کھلائے آنکھوں کے سامنے دم توڑ توڑ کر مر گئے کہ اُن کے غم نے مجھےؑ مار ڈالا اور اہلبیتؑ کے بار بار رونے، نے مجھےؑ قتل کیا۔ جو مؤمن میرےؑ مصائب سُنے گا وہ بے اختیار روئے گا۔ کیونکہ بھائیوں کا، بیٹوں کا قتل ہونا اور بیواؤں کا یتیموں کا رونا مجھےؑ اپنے قتل سے زیادہ مشکل تھا۔

فی الحقیقت! کونسا مؤمن ہوگا جو جناب سیّدالشُہداءِ مظلومِ کربلاؑ **قَتِيْلُ الْعَبْرَةِ قَتِيْلُ الْعَطْشَانِ** کے مصائب سُنے گا اور نہ روئے گا۔ اِس لئے کہ اُس مظلوم پر وہ مصیبتیں پڑی ہیں کہ آدمؑ کی ابتداء سے نہ کسی پر گذری ہیں اور نہ گذریں گی۔ وہ مصیبتیں اُنؑ پر پڑی ہیں کہ رئیس البُکا ئین امام زین العابدین علیہ السلام جب تک زندہ رہے روتے ہی رہے۔ اور ایک صاحبزادی خوردسال (سکینہؑ بنتُ الحسینؑ) تو اپنے پدرِ مظلوم کی بیکسی پر اِس قدر روئی کہ روتے روتے زندانِ شام میں قضا کر گئی۔ (بحورالغمہ، اُردو، جلد 1، ص 723-724، مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ)

﴿47﴾ امامِ قائمؑ کے ساتھ عَلَمْ ہوگا، امامؑ کے ناصرین حُصولِ برکت۔ و۔ قوت کے لئے امامؑ کی زین کو بُو سے دیں گے

امامِ قائم علیہ السلام کے ساتھ طالقان کا ایک خزانہ ہوگا جو سونے چاندی کا نہیں ہوگا اور وہ **عَلَم** ہوگا کہ جب سے لپیٹا گیا ہے ابھی تک نہیں کھولا گیا۔ کچھ مرد ہوں گے جن کے دل گویا فولاد کے بنے ہوئے ہوں گے۔ جن میں شک کا شائبہ بھی نہ ہوگا اور وہ اللہ کے معاملہ میں (فی سبیل اللہ) پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوں گے وہ ایسے (ہمت والے) ہوں

گے کہ اگر پہاڑوں پر بھی حملہ آور ہوں تو اُنہیں بھی اُن کی جگہ سے ہٹا دیں اور جس شہر کا بھی رُخ کریں گے اُس کو تہس نہس کر دیں گے۔ اور حصولِ برکت اور دل میں قوت پیدا کرنے کے لئے امامِ قائم علیہ السلام کی زین کو بوسہ دیتے جائیں گے۔ آپؑ اُن لوگوں سے جو توقع رکھیں گے وہ اُسے پورا کر دیں گے وہ ایسے مرد ہوں گے کہ راتوں کو نہ سوئیں گے نمازوں میں مشغول رہیں گے۔ اُن کی تلاوت کی آوازیں اِس طرح سُنائی دیں گی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ، کھڑے کھڑے رات بسر کریں گے اور صبح کو اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جائیں گے رات کو راہب و زاہد ہوں گے اور دن کو شیروں کی طرح شیر نر ہوں گے۔ ایک کنیز اپنے آقا کی جتنی اطاعت کرتی ہے اُس سے بھی زیادہ یہ اپنے امامؑ کے مطیع ہوں گے۔ اُن کے قلوب (ایمان کے لحاظ سے) مثل اُن قندیلوں کے ہوں گے جن میں چراغ روشن ہوں وہ اللہ سے ڈرتے ہوں گے وہ شہادت کو دعوت دیں گے اُنہیں تمنا ہوگی کہ راہِ خدا میں قتل ہو جائیں۔ اُن کا نعرہ ہوگا" **يَا لَثَارَاتِ الْحُسَيْنِؑ**" ہے کوئی جو خونِ حسینؑ کا انتقام لے"۔ جب کسی طرف کوچ کریں تو اُن کا رُعب ایک ماہ کی مسافت تک آگے آگے (دور دور تک) ہوگا اِن ہی کہ ذریعہ سے اللہ تعالیٰ امامِ حقؑ کی نصرت کرے گا۔

(بحار الانوار اُردو ج 12، ص 287-288، مولف علامہ مجلسیؒ)

نوٹ: اِس روایت سے **عَلَم** مبارک، ذوالجناح، تابوت وغیرہ (ہر منسوب چیز جو امامِ حسینؑ سے ہے) کو بوسے دینے کا جواز ملتا ہے۔ قوت وحصولِ برکت کے ساتھ۔

﴿48﴾ خانۂ کعبہ نے کربلا پر فخر کیا
اللہ نے کہا اے کعبہ چُپ ہو جا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور فرمایا: اے مفضل! ایک مرتبہ زمین کے مختلف خطّوں نے آپس میں تفاخر کیا' چنانچہ کعبہ بیت الحرام نے سرزمینِ کربلا کے مقابلہ پر فخر کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس (کعبہ) کی جانب وحی ہوئی کہ ''اے کعبہ بیت الحرام! چُپ ہو جا' کربلا کے مقابلے میں فخر کی بات نہ کر۔ یہ وہ مبارک سرزمین ہے جس میں موسیٰؑ کو شجرۂ مبارکہ نے آواز دی تھی۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں مریمؑ اور مسیحؑ نے پناہ لی تھی۔ یہاں پانی کا وہ گھاٹ ہے جس میں حسین علیہ السلام کے سر کو دھویا گیا تھا۔ وہیں مریمؑ نے عیسیٰؑ کو غسلِ ولادت دیا تھا۔ اور خود غسل کیا تھا۔ یہ وہی بہترین سرزمین ہے جہاں سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم معراج پر تشریف لے گئے۔ اور اس سرزمین میں ظہورِ امام قائم علیہ السلام تک ہمارے شیعوں کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے۔ (بحارالانوار اُردو ج12' ص489-490' مولف علامہ مجلسیؒ)

﴿49﴾ (اعترافاتِ صحیح بخاری) شہید پر رونا جائز ہے

'' جابر ابن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ جب میرے والد شہید کر دیئے گئے تو میں رونے لگا اور اُن کے چہرے سے کپڑا ہٹایا' لوگوں نے مجھے روکا لیکن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے منع نہیں فرمایا' میری پھوپھی فاطمہ بھی رونے لگیں' رسول اللہ صلّی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: تم روؤ یا نہ روؤ، فرشتے اُن پر اپنے پروں سے سایہ فگن ہیں جب تم نے اُسے اُٹھایا'' (اعترافاتِ صحیح بخاری، اُردو، ص 56، مولف مولانا سید عباس ارشاد نقوی صاحب قبلہ لکھنوی، بحوالہ صحیح بخاری جلد 1، کتاب الجنائز، باب 786، حدیث 1144، ص 482)

﴿50﴾ (اعترافاتِ صحیح بخاری) رسولؐ روئے بھی اور نوحہ بھی پڑھے

''انس بن مالک روایت کرتے ہیں ہم رسول اللہؐ کے ہمراہ ابو یوسف لوہار کے گھر گئے جو جناب ابراہیم (فرزندِ رسولؐ) کی انّا کا شوہر تھا۔ رسول اللہؐ نے ابراہیمؑ کو لیکر پیار کیا اُنہیں سونگھا بعد ازاں ابو یوسف لوہار کے پاس گئے اور ابراہیم دم توڑ رہے تھے رسولؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے عبدالرحمٰن ابن عوف بولے، اللہ کے رسولؐ آپ رو رہے ہیں فرمایاؐ: اے عوف کے بیٹے! یہ تو رحمت و شفقت ہے پھر آئے تو رسولؐ نے فرمایا آنکھ اشکبار اور دل غمزدہ ہے مگر زبان سے وہی کہیں گے جس سے ہمارا، رب راضی ہے اے ابراہیم! تمہارے ہجر میں ہم غمگین ہیں۔ (اعترافاتِ صحیح بخاری، اُردو، ص 57-58، مولف مولانا سید عباس ارشاد نقوی صاحب قبلہ لکھنوی، بحوالہ صحیح بخاری جلد 1، کتاب الجنائز، باب 826، حدیث 1219، ص 499)

﴿51﴾ (اعترافاتِ صحیح بخاری) نسبت کا احترام

ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے حجۃ الوداع میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کیا اور لاٹھی کے ذریعہ حَجر اسود کو بوسہ دیا۔ (اعترافاتِ صحیح بخاری، اُردو، ص 62، مولف مولانا سید عباس ارشاد نقوی صاحب قبلہ لکھنوی، بحوالہ صحیح بخاری جلد 1، کتاب المناسک، باب 1018، حدیث 1506، ص 597)

نوٹ: اللہ نے رسولِ خداؐ کو خلق فرما کر ناز کیا۔ یعنی اشرف مخلوق نے خانہ کعبہ کا بوسہ لاٹھی کے ذریعہ لیا یہ ہے نسبت کا احترام۔

﴿52﴾ (اعترافاتِ صحیح بخاری) رسول اللہؐ کا علمِ غیب اور گریہ

انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے حضرت جعفرؑ اور حضرت زیدؓ کی خبر آنے سے پہلے اُن کی شہادت کے بارے میں بتا دیا اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (اعترافاتِ صحیح بخاری، اُردو، ص 102، مولف مولانا سید عباس ارشاد نقوی صاحب قبلہ لکھنوی، بحوالہ صحیح بخاری جلد 2، کتاب المناقب، باب 378، حدیث 832، ص 368)

﴿53﴾ خونی ماتم پر بے پناہ واضح نص

نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر 119 کا ایک جُز خونی ماتم پر نص کے لئے پیش کرتے ہیں۔ " **اُولٰٓئِكَ اِخْوَانِىَ الذَّاهِبُوْنَ فَحَقٌّ لَنَا اَنْ نَظْمَآءَ اِلَيْهِمْ وَنَعَضَّ الْاَيْدِىَ عَلٰى فِرَاقِهِمْ** " یہ میرےؐ وہ بھائی تھے جو (دنیا سے) گذر گئے۔ اب ہم حق بجانب ہیں اگر اُن کی دید کے پیاسے ہوں اور اُن کے فراق میں اپنی بوٹیاں کاٹیں۔

(تعلیم الاخبارین للاطفال ص 337، مولف سید رضی الدین حیدر جعفری اخباری، بحوالہ نہج البلاغہ اُردو جلد 1، خ 119، ص 337، سطر 3-4، مولف سید رضیؒ)

﴿54﴾ خونی ماتم پر نص

منقول ہے کہ سب شہیدوں کے سروں کے آگے جنابِ امام حسینؑ کا فرقِ مُطہر لئے ہوئے تھے۔ ہوا سے ریشِ مقدس کبھی دائیں کبھی بائیں طرف اُڑتی تھی۔ شیعوں کی

جانیں فدا ہوں جونہی جنابِ زینب علیہا السلام کی نظر اپنے بھائی کے سر پر پڑی بے اختیار اپنا سر چوبِ محمل پر دے مارا۔ پیشانی سے خون جاری ہو گیا۔ عجب درد سے آپؑ (زینبؑ) نے نوحہ پڑھا کہ سُننے والوں کے جگر شق ہونے لگے۔ فرماتی تھیں **اَخِيْ يَـا اَخِيْ اَيَّ الْمَصَائِبَ اَشْتَكِيْ فِرَاقَكَ اَمْ هَتْكِيْ وَذُلِّيْ وَغُرْبَتِيْ** اے بھائی! کونسی مصیبتوں کی شکایت کروں؟ آپؐ کی جدائی کا صدمہ بیان کروں یا اپنی ہتکِ حُرمت و ذلّت و غربت کا اظہار کروں۔ (بحور الغمہ، اُردو، جلد 1، ص 589، مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ)

﴿55﴾ عزاداریٔ غریبِ زہراؑ میں خرچ

مقتل طریحی میں مروی ہے کہ جناب موسیٰؑ نے ایک مرتبہ مناجات میں عرض کیا۔ بار الہٰا! تُو نے اُمّتِ محمدؐ کو کس بنا پر دیگر اُمّتوں سے افضل قرار دیا ہے۔ ذاتِ احدیت نے یہ جواب دیا کہ اُمّتِ محمدؐ کے پاس دس ایسی خصوصیات ہوں گی جو اور کسی نبی کی اُمّت میں بھی نہیں ہیں۔ جناب موسیٰؑ نے عرض کیا: وہ دس خصوصیات کونسی ہیں؟ ذاتِ احدیت نے فرمایا! (۱) نماز (۲) زکوۃ (۳) روزہ (۴) حج (۵) جہاد (۶) جمعہ (۷) جماعت (۸) قرآن (۹) علم (۱۰) عاشور

جناب موسیٰؑ نے عرض کیا: بارِ الہٰا! دوسری نو چیزوں سے تو میں متعارف ہوں لیکن یہ عاشور کیا ہے؟ ذاتِ احدیت نے فرمایا! عاشور سبطِ رسولؐ (حسینؑ) پر رونا اور رُلانا۔ فرزندِ مصطفیٰؐ کے غم میں نوحہ اور ماتم کرنا ہے۔ اے موسیٰؑ! اُس زمانہ میں میرے

بندوں میں سے جس نے بھی ذُرّیّت محمدؐ کے غم میں سوگ منایا۔ صفِ ماتم بچھائی اور نوحہ و بُکاء کیا میں اُسے بلا حساب داخل جنت کردوں گا۔

اے موسیٰؑ ! اُمّت محمدؐ میں سے جس نے فرزندِ مصطفیٰؐ کے غم میں کسی کو کھانا کھلایا۔ یا مراسم عزا میں ایک درہم خرچ کیا میں دنیا میں اُس کے مال میں ستّر گُنا برکت دوں گا۔ بلا حساب داخل جنت کردوں گا اور اُس کے تمام گناہ معاف کردوں گا۔ اے موسیٰؑ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے اگر فرزندِ مصطفیٰؐ کے غم میں یومِ عاشور یا سال کے کسی دن کسی نے ایک آنسو بھی بہایا میں اُسے سو شہید کا ثواب دوں گا۔

(الدمعۃ الساکبہ اُردو جلد دوم ص120 مولف آقائے محمد باقر دہشتی بہبہانی نجفی)

﴿56﴾ ذوالجناح کا جواز قرآن سے

ذوالجناح وغیرہ کے بنانے اور نکالنے کا جواز قرآن سے ثابت ہے اور سورہ سبا (34) کی آیت 13 دلیل ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَايَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ (سورہ سبا34، آیت13) یعنی بنی جان حضرت سلیمانؑ کو محراب ہائے عبادت انبیائے سابقین اور اُن کی تماثلیں بنا کر دیا کرتے تھے اور حضرت سلیمانؑ بغرض تذکرہ بنوایا کرتے تھے۔ اِس آیتِ قرآنی سے ثابت ہوتا ہے کہ تذکرہ (یاد) کی غرض سے تماثلیں وغیرہ بنوانا جائز ہے اور فعلِ پیغمبر ہے۔ لہٰذا ذوالجناح بنانا یا شبیہہ روضۂ امام حسین علیہ السلام وغیرہ بنانا جائز ہے۔ مگر غرض

وہی ہونی چاہئے جو پیغمبر کی تھی یعنی محض تذکرہ کی غرض سے بنائی جائیں نہ کہ عبادت کے واسطے۔ مطلب صرف یہ ہو کہ اُن کی یاد تازہ ہو اور ہماری ساری توجہ کربلا کی طرف منعطف اور اُس خونی منظر کی اصلی تصویر آنکھوں میں پھر جائے۔ (مواعظ حسنہ اُردو ص 101، مولف عبدالعلی الہرویؒ)

﴿57﴾ مسئلہ تعظیم قرآن سے ثابت ہے

اب رہا یہ امر کہ جن چیزوں کو بغرضِ تذکرہ بنایا جاتا ہے اُن کی تعظیم بھی جائز ہے یا نہیں؟ ہاں صاحبِ خیر و برکت اشیاء کی تعظیم جائز ہے۔ اور قرآن اِس پر شاہد ہے جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ بے شک کوہِ صفاء و مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں (سورہ البقرۃ 2، آیت 158)۔ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ قربانی کے اونٹ کو ہم نے شعائر سے قرار دیا ہے (سورہ حج 22، آیت 36)۔ پھر فرماتا ہے وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ یعنی جو شعائر اللہ کی تعظیم کرے تو یہ بات اُس کے دلی تقویٰ کی نشانی ہے۔ (سورہ حج 22، آیت 32)۔

(مواعظ حسنہ اُردو ص 102، شیخ عبدالعلی الہرویؒ)

﴿58﴾ مَس کرنا اور بوسہ دینا

جس طرح اشیاءِ متبرکہ کی تعظیم جائز ہے اُسی طرح اُن کو مَس کرنا، بوسہ دینا بھی نا مشروع نہیں ہے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم عَلَى الصُّبْحَ اصطبل میں تشریف لے

جاتے تھے اور گھوڑوں کی پیشانی پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے " اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ یعنی گھوڑوں کی پیشانی سے تا قیامت خیر وابستہ ہے۔ پس جس میں خیر و برکت ہو اُس کی تقبیل اور اُس پر ذکرِ خدا کرنا منع نہیں۔ حضرت سلیمانؑ جب جہاد پر گھوڑے بھیجتے تھے تو اُن کی گردنوں اور ٹانگوں وغیرہ پر ہاتھ پھیرتے تھے اور مَس کرتے تھے۔ اِذْ عُرِضَ عَلَیْهِ بِالْعَشِیِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِیَادُ فَقَالَ اِنِّیْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ رُدُّوْهَا عَلَیَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ایک ایک گھوڑا حضرت سلیمانؑ پر پیش کیا جاتا تھا اور حضرتؑ اُن کی گردن اور ٹانگوں پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ غرض با خیر و برکت اشیاء کو مَس کرنا درست اور مباح ہے اور فعلِ انبیاء علیہم السلام ہے۔ بوسہ دینا یا تو بوجہ محبت ہوتا ہے۔ جیسا کہ ماں باپ بیٹے کا مُنہ چومتے ہیں اُس کی تعظیم کے لئے ایسا نہیں کرتے بلکہ بوجہ محبت اور کبھی بوسہ تبرّکاً دیا جاتا ہے جس طرح کہ قرآن اور جِلدِ قرآن کو بوسہ دیتے ہیں جِلدِ قرآن معمولی چمڑہ ہوتا ہے مگر قرآن کی جِلد کہلانے اور قرآن کے ساتھ ملحق ہونے سے وہ بھی بابرکت ہوگیا کہ اُس کو چومتے اور بوسہ دیتے ہیں۔ اِسی طرح غلاف، خانۂ کعبہ سے ملحق ہونے سے بابرکت ہوگیا۔ اور اُس کو بوسہ دینا مَس کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ خانۂ کعبہ محلِ خاص نزولِ رحمتِ پروردگار ہے۔ بلکہ اشیاءِ متبرّک کہ ایک اثر بھی رکھتی ہیں۔ اور ایسے ہی اُن کو مَس کرنا و بوسہ دینا۔ دیکھو قصّہ سامری۔

سامری قومِ فرعون سے تھا۔ جب قوم کے غرق ہونے کا حکم ہوا۔ اور بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ وہ دریا سے گزر جائیں اور دریا شق ہو گیا ایک سوار بنی اسرائیل کے آگے آگے چلنے لگا تا کہ خائف نہ ہوں۔ سامری نے دیکھا اُس سوار کے گھوڑے کے سُموں کے نیچے کی خاک متحرک ہے اور ایک کیفیتِ خاص رکھتی ہے۔ سمجھا کہ اِس میں کچھ اَسرار ہیں اور اُس سوار کے گھوڑے کے سُموں کے نیچے کی کچھ خاک اُٹھا کر اپنے پاس رکھ لی۔ اور بنی اسرائیل دریا سے گزر گئے۔ پھر جب اُس کے نفس نے بہکایا۔ اور حضرت موسٰیؑ کی غیبت میں اُس نے ایک سونے کا بچھڑا بنایا۔ اور اُس میں وہی خاک ڈالی تو اُس سے ایک آواز پیدا ہو گئی۔ "عِجَلًا جَسَدًالَهٗ خوار" اور جب اُس سے دریافت کیا گیا کہ یہ گوسالہ متحرک کیوں ہے؟ اور بولتا کیوں ہے؟ تو اُس نے جواب دیا۔ "قَبَضْتُ قَبْضَةً مِنْ اَثَرَا الرَّسُوْل" کہ میں نے رسول (قاصد مراد جبرائیل) کے نشانِ قدم کی خاک ایک مُٹھی بھر کر اُٹھالی تھی اُس کو میں نے اس میں ڈال دیا۔ تو یہ بولنے لگا۔ یعنی وہ سوار جو بنی اسرائیل کے آگے تھا۔ حضرت جبرائیلؑ تھے اور اُن کے گھوڑے کے سُموں کے نیچے کی خاک متحرک تھی۔ اور اُس کا یہ اثر ہوا کہ دھات کا جسم بولنے لگا گویا یہ اثر تھا برکتِ قدمِ حضرتِ جبرائیلؑ کا۔ اِس سے ثابت ہوا کہ جو چیزیں کسی باخیر و برکت شئے سے منسوب و ملحق ہوتی ہیں وہ بھی باعثِ خیر و برکت و صاحبِ اثر ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا وہ چیزیں جو پیغمبر خاتم النبیینؐ و افضل المرسلینؐ اور اُنؐ کی اولادِ طاہرین مخدوم جبرائیلِ امینؑ کی طرف

منسوب اور اُن سے ملحق ہیں وہ کیوں باعثِ خیر و برکت وصاحبِ اثر نہ ہوں گی۔ جب جبرائیلؑ کے گھوڑے کے پیر کی خاک میں اثر ہے تو قدمِ ذوالجناح میں کیوں نہ ہوگا۔ حضرتِ رسولؐ کا گھوڑا جیسے ذوالجناح کہتے ہیں اُس کا اصلی نام مرتجز تھا حضرت ہمیشہ اُسی پر سوار ہوتے تھے۔ روزِ عاشورا امامِ مظلومؑ اول ناقۂ قصویٰ پر سوار ہوئے۔ اور جس وقت حضرتؑ کا چاروں طرف سے دشمن نے احاطہ کرلیا تھا اُس وقت حضرتؑ نے اِس مرتجز یعنی ذوالجناح کو طلب کیا اور اُس پر سوار ہوئے۔ اور یہ وہی مرتجز ہے جس نے حضرتؑ کی سُنائی خیمہ اہلِ حرم میں پہنچائی ہے۔ اِسی طرح عَلَمؑ ونشان جو اُن علموں کی شبیہہ ہیں۔ خود ایک اصلیت رکھتے ہیں۔ اور جب عَلَمِ نبویؐ کی طرف منسوب ہوں تو بہت ہی متبرک ہوجاتے ہیں اس لئے اُن کو مَس کرنا اور بوسہ دینا ناروا نہیں ہے۔

(مواعظ حسنۂ اُردو، ص103-105، شیخ عبدالعلی الہرویؒ)

﴿59﴾ خبرِ شہادت امامِ حسینؑ...... امامِ حسنؑ کی زبانی آسمان سے لعنت اور خون برسے گا

مجالس میں شیخِ صدوقؒ نے امامِ حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک دن میںؑ امامِ حسن علیہ السلام کے پاس گیا وہؑ تنہا بیٹھے تے مجھےؑ اُن کا مسموم ہونا یاد آ گیا اور میںؑ بے اختیار رو دیا۔ اُنہوںؑ نے مجھؑ سے پوچھا! کیوں ابوعبداللہؑ کیا بات ہے؟ میںؑ نے عرض کیا: مجھےؑ آپؑ کا مسموم ہونا یاد آ گیا ہے، جس کی وجہ سے بے ساختہ رو دیا۔ امامِ حسن

علیہ السلام نے آہِ سرد بھر کر فرمایا' اے حسینؑ میرؑا زہر تجھے یاد آ رہا ہے کیا تجھےؑ میدانِ کربلا میں اپنی تنہائی یاد نہیں آتی۔ جب توؑ تنہا ہوگا تیرےؑ گرد لاکھوں کی تعداد میں اُموی فوج ہوگی جو بظاہر ہمارےؑ ناناؐ کے کلمہ گو ہوں گے۔ دینِ اسلام کے مدعی ہوں گے لیکن تیرےؑ قتل پر اکٹھے ہوں گے۔ تیرے اہلبیتؑ کو پابندِ رسن کریں گے۔ تیرےؑ خیام لوٹ کر جلا دیں گے۔ اُس وقت اللہ کی طرف سے بنی اُمیّہ پر لعنت برسے گی۔ آسمان سے خون برسے گا۔ صحراؤں میں درندے' ہوا میں پرندے اور سمندر میں مچھلیاں تیریؑ شہادت پر آنسو بہائیں گی۔ (الدمعۃ الساکبۃ' اُردو' جلد2' ص87' مولف آقائے محمد باقر دہشتی بہبہانی نجفیؒ)

﴿60﴾ غریبِ زہرؑا کی عزاداری میں مرثیہ پڑھنے کا ثواب

شیخِ صدوقؒ نے امالی اور ابنِ بابویہ نے کامل الزیارات میں پورے سند کے ساتھ ابوعمارہ شاعر کے ذریعہ امامِ جعفرِ صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے مجھے فرمایا: اے ابوعمارہ مجھے مظلومیتِ حسینؑ کے چند اشعار سُناؤ۔ میں نے ایک مرثیہ سُنایا۔ آپؑ ٹوٹ کر روئے۔ میں چُپ ہوگیا۔ آپؑ نے فرمایا: نہیں ابوعمارہ تو مرثیہ خوانی کرتا رہ۔ اور میں ایک کے بعدِ دوسرا مرثیہ پڑھتا رہا۔ اور امام جعفرِ صادق علیہ السلام دھاڑیں مار کر روتے رہے حتّٰی کہ پسِ پردہ سے بھی رونے کی آوازیں آنے لگیں۔ آپؑ نے فرمایا: ابوعمارہ جو غمِ مظلومِ کربلا میں شعر لکھ کر پچاس آدمیوں کو رُلائے وہ داخلِ جنت ہوگا۔ جو غمِ حسینؑ میں شعر لکھ کر تیس آدمیوں کو رُلائے وہ داخل جنت ہوگا۔ جو غمِ حسینؑ میں

شعر لکھ کر ایک آدمی کو رُلائے وہ داخل جنت ہوگا۔ جو غمِ حسینؑ میں شعر لکھ کر خود روئے وہ داخل جنت ہوگا۔ جو غمِ حسینؑ میں شعر لکھ کر رونے کی کوشش (سر وسینہ پیٹے) کرے وہ داخل جنت ہوگا۔ کامل الزیارات میں ابو ہارونِ مکفوف سے مروی ہے کہ میں امام جعفرِ صادق علیہ السلام کے پاس گیا۔ ایّامِ عزاء تھے آپؑ اور آپؑ کے گرد بیٹھنے والے تمام صحابہ مغموم تھے۔ آپؑ نے مجھے فرمایا: ابو ہارون غمِ مظلومِ کربلا میں اشعار سُنا۔ میں نے یونہی تحت الفظ شعر پڑھا۔ آپؑ نے فرمایا اِس طرح نہیں بلکہ جس طرح تم اپنی مجالس میں سوز خوانی کرتے ہو اُسی طرح سُناؤ۔ میں نے ایک مرثیہ پڑھا۔ آپؑ نے دوسرے کا حکم دیا۔ میں نے دوسرا مرثیہ بھی پڑھا آپؑ نے خود روتے رہے پسِ پردہ سے صدائے گریہ بلند ہوئی۔ جب مستورات کی آواز بلند ہوئی تو آپؑ نے فرمایا۔ اے ابو ہارون جو شعر لکھ کر دس آدمیوں کو رُلائے داخلِ جنت ہوگا۔ جو ایک کو رُلائے گا داخلِ جنت ہوگا اور خود رُوئے داخلِ جنت ہوگا۔ (الدمعۃ الساکبہ' اُردو' جلد 2' ص 117-118' مولف آقائے محمد باقر دہدشتی بہبہانی نجفیؒ)

﴿61﴾ رسولِ خداؐ کا غمگین سفر زمینِ کربلا سے

جب امامِ حسین علیہ السلام دو سال کے ہوئے تو پیغمبرِ اسلام کو ایک سفر در پیش ہوا۔ دورانِ سفر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اچانک رُک گئے۔ اور فرمایا! **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْـهِ رَاجِعُوْنَ** آنکھوں سے اشک جاری ہوگئے۔ رونے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: مجھےؐ ابھی جبرائیلؑ نے اِسی زمین کے بارے میں خبر دی ہے جو کہ شطِّ فرات کے قریب ہے، جس

کا نام ''کربلا'' ہے اِسی سرزمین پر میرے فرزند حسین علیہ السلام کو شہید کیا جائے گا۔ سوال کیا گیا یا رسول اللہؐ! اِن کا قاتل کون ہوگا؟ تو آپؐ نے فرمایا: اُس کا نام یزید ابن معاویہ لعنۃ اللہ علیہ ہے۔ گویا کہ میں ابھی حسین علیہ السلام کی قتل گاہ اور مقام دفن کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ سلّم اُس سفر سے غمگین لوٹے اور منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ ارشاد فرمایا لوگوں کو نصیحت کی۔ پھر اپنا داہنا ہاتھ امامِ حسن علیہ السلام اور بایاں ہاتھ امامِ حسین علیہ السلام کے سر پر رکھا اور اپنا چہرۂ مبارک آسمان کی طرف کر کے دُعا مانگی۔ خداوندا! محمدؐ تیرا بندہ اور تیرا پیغمبر ہے اور یہ دونوںؑ میرے اہلبیتِؑ اطہار اور برگزیدہ ذریت میں سے ہیں۔ اور اُن کو اپنی اُمّت میں اپنا جانشین بنا کر جا رہا ہوں۔ جبرائیلؑ نے مجھےؐ خبر دی ہے کہ میرےؐ اِس فرزند (حسینؑ) کو بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کیا جائے گا خدایا! شہادت کو اِسؑ کے لئے مبارک فرما اور اِسےؑ شہیدوں کا سردار قرار فرما۔ اور اِسؑ کے قاتلوں کو ذلیل ورُسواء فرما، رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ سلّم کی دُعا سُنتے ہی مجلس میں رونے کی آواز بلند ہوئی۔ پیغمبرِ اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہٖ سلّم نے فرمایا: اِسؑ کے لئے گِریہ وزاری کررہے ہو کہ جس کی نصرت سے تم دوری اختیار کرو گے۔ اِس کے بعد مسجد سے باہر گئے اور فوراً مسجد میں واپس تشریف لے آئے۔ لیکن اُنؐ کا رنگ متغیر تھا۔ اور رونے والوں کے درمیان دوسرا خطبہ ارشاد فرمایا (اِلیٰ آخرہ)۔

(لھوف اُردو ص 11-12، مولف سید ابن طاؤسؒ)

﴿62﴾ کربلا میں دشمن ظلم بھی کرتے تھے اور روتے بھی تھے

ابن بابویہ قمیؒ نے کتاب امالی میں عبداللہ بن حسن اور اُن کی مادرِ گرامی فاطمہ دختر امام حسینؑ سے روایت ہے اِن مظلومہ نے فرمایا میں کمسن تھی اور دو عدد سونے کے خلخال میرے پاؤں میں تھے۔ جب اشقیاء اسباب لوٹنے ہمارے خیمے میں آئے ایک ملعون خلخال میرے پاؤں سے اُتارتا تھا اور روتا جاتا تھا میں نے پوچھا اے شقی کیوں رو رہا ہے؟ اُس ملعون نے کہا کیوں کر نہ روؤں کیونکہ دخترِ رسولؐ کا زیور لوٹتا ہوں۔ میں نے کہا: اے بے حیا جب کہ تو جانتا ہے کہ میں دخترِ رسولؐ ہوں پھر کیوں میرا زیور لوٹتا ہے۔ اُس شقی نے کہا اگر میں نہ لوٹوں گا تو اور کوئی لے جائے گا یہ کہہ کر خلخالیں میرے پاؤں سے اُتار لے گیا اور اشقیا جو اسباب خیمہ میں پائے لوٹ لے گئے۔ یہاں تک کہ ہمارے سَروں سے چادریں بھی چھین لیں۔ (بحارالانوار، اُردو، جلد 1، ص 291، مولف علامہ مجلسیؒ)

﴿63﴾ مجلس عزاءِ حسینؑ میں بطورِ تبرک ستُّو کی ابتداء

کتابِ مذکور میں مصقلہ سے مروی ہے وہ کہتا ہے میں نے امامِ جعفرِ صادق علیہ السلام کو فرماتے سُنا کہ جب امامِ حسین علیہ السلام شہید ہوئے۔ حضرتؑ کی ایک زوجہ جو قومِ بنی کلب سے تھیں عزا اور ماتم میں مصروف ہوئیں اور اُن کے ساتھ اور عورتیں و خادم شور و شیون اور نوحہ کرنے لگیں اور اِس قدر روئیں کہ آنکھیں خشک ہوگئیں اور اشک باقی نہ رہے۔

لیکن ایک کنیز روتی تھی اور مسلسل اشک اُس کی آنکھوں سے جاری تھے اُس خاتون نے کنیز کو طلب کیا اور پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ تیرے آنسو موقوف نہیں ہوئے اور ہماری آنکھیں خشک ہو گئیں۔ اُس مومنہ نے کہا میں نے تھوڑا سا ستّو کھائی ہوں اِس سبب سے میرے آنسو جاری ہیں۔ اُنہوں نے کہا تھوڑا سا کھانا اور ستّو تیار کر کے پس خود کچھ کھایا پیا اور فرمایا کہ مطلوب یہ ہے کہ کھانے سے رونے کی قوت میں اضافہ ہو۔ (بحارالانوار اُردو جلد 2، ص 55، مولف علامہ مجلسیؒ)

﴿64﴾ گوشت، شادی (خوشی) کی غذا ہے

شیخ کلینیؒ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ شہادتِ امامِ حسینؑ کے بعد آپؑ کی زوجہ کلبیہ نے صفِ عزا بچھائی اور آپؑ پر گریہ کیا اور تمام عورتوں اور خادموں نے اِس قدر گریہ کیا کہ آنسو خشک ہو گئے تو کسی جگہ سے اِس معظّمہ کے لئے **قطّا کا مُرغ** بھیجا گیا تا کہ اِس سے گریہ کی طاقت پیدا ہو، تو اُن معظّمہ نے دیکھتے ہی پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ فلاں شخص نے آپ کے لئے ہدیہ بھیجا ہے کہ اِس کے ذریعہ گریہ و ماتمِ حسینؑ کی قوت پیدا ہو۔ فرمایا ہم کسی شادی میں نہیں ہیں لہٰذا ہمارا ایسی غذا سے کیا تعلق ہے؟ اِس کے بعد آپ نے اِس غذا کو گھر سے باہر بھجوا دیا۔

(مفاتیح الجنان اُردو، ص 753، مولف الحاج شیخ عباس قمیؒ)

﴿65﴾ قال الصّادقؑ ! زینت دو اپنی مجلسوں کو ذکرِ حسینؑ سے

قَالَ الصَّادِقؑ : نَفْسُ الْمُؤْمِنِ الْمَهْمُوْمِ لِظُلْمِنَا تَسْبِيْحٌ وَهَمُّهٗ لَنَا عِبَادَةٌ وَكِتْمَانُ سِرِّنَا جِهَادٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مصحفِ ناطق جنابِ امام جعفرِ صادق علیہ السلام نے فرمایا: آہِ پُر درد کھینچنا، مومن کا اُن جور و ستم پر جو ہاتھ سے اعداءِ دین کے ہم اہلبیت علیہم السلام پر گذرے ہیں۔ ثوابِ تسبیح خدا رکھتا ہے اور مغموم و محزون ہونا ہمارے مصائب پر عین عبادتِ خدا ہے۔ اور اسرار کو ہمارےؑ مخفی کرنا اعداء سے، جہاد ہے راہِ خدا میں وَيَجِبُ اَنْ يُكْتَبَ هٰذَا بِالذَّهَبِ اور واجب ہے ہمارےؑ شیعوں کو کہ اِس حدیث کو آبِ زر (سونے کے پانی) سے لکھیں۔ قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ زَيِّنُوْا مَجَالِسَكُمْ بِذِكْرِ الْحُسَيْنؑ فَاِنَّ ذِكْرَهٗ يَحُطُّ الذُّنُوْبَ الْعِظَامَ وَصَارَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔ امام جعفرِ صادق علیہ السلام نے فرمایا زینت دو اپنی مجلسوں کو ذکرِ فضائل یا مصائب، ہمارےؑ جدّ بزرگوار سید الشہداء امامِ حسین علیہ السلام کے۔ ذکر کرنا اِن جنابؑ کا گرا دیتا ہے گناہانِ کبیرہ کو اور وہ مؤمن گناہوں سے ایسا پاک و پاکیزہ ہو جاتا ہے گویا اُسی روز شکمِ مادر سے پیدا ہوا ہے۔

(بحور الغمہ، اُردو، جلد2، ص28، مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ)

﴿66﴾ ولادتِ شریکۃ الحسینؑ اُمّ المصائب
جنابِ زینب علیہا السلام کے موقع پر امیر المؤمنینؑ کا شدت سے گریہ

کتاب مجالس الاحزان' میں بسندِ معتبر منقول ہے کہ ایک روز سید الوصیّین جنابِ امیر المؤمنین علیہ السلام چند اصحاب کے ساتھ مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے کہ سلمانِ محمدیؓ خوشی خوشی حاضر ہوئے اور ولادتِ جنابِ زینب علیہا السلام کی تہنیت دی۔ **فَلَمَّا سَمِعَ اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَؑ بَكٰى بُكَآءً شَدِيْدًا** ۔حضرت علی علیہ السلام سُنتے ہی زار زار رونے لگے۔ لوگوں نے عرض کی یہ وقت تو خوشی کا ہے۔ نصیبِ دشمنان' رونے کا کیا سبب ہے؟ **ثُمَّ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْبُكَآءُ**۔ حضرتؑ اور شدت سے رونے لگے سلمانِ محمدیؓ کو تاب کہاں تھی کہ آپؑ کو گریاں دیکھیں گھبرا کر عرض کی! اے مولاؑ کچھ تو ارشاد ہو آپؑ روتے کیوں ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا کیا پوچھتے ہو' مجھےؑ اِس وقت یاد آ گئے وہ مصائب جو اِس میریؑ دخترِ ناکام پر گزرنے والے ہیں۔ بعد اِس کے حضرت علی علیہ السلام نے کچھ مصیبتیں جو جنابِ زینب علیہا السلام پر گزرنے والی تھیں بیان کی سب رونے لگے۔

(بحور الغمہ' اُردو جلد 2' ص 28' مولف علامہ محمد علی لکھنویؒ)

﴿67﴾ نامِ حسینؑ پر نکلا ہوا آنسو کا ایک قطرہ لاقیمت موتی

علامہ مجلسیؒ نے حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں میرے جدؐ حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: **كُلُّ عَيْنٌ بَاكِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَمَةَ اِلَّا عَيْنٌ بَكَتْ عَلَى الْحُسَيْنِؑ فَاِنَّهَا ضَاحِكَةٌ مُسْتَثْوَةٌ بِنَعِيْمِ الْجَنَّةِ۔** قیامت کے روز تمام آنکھیں ہولِ قیامت سے روتی ہوں گی سوائے اُس آنکھ کے جو مصیبتِ امامِ حسین علیہ السلام پر روتی ہوگی کہ اُس کا مالک بادیدۂ خنداں داخلِ جنت ہوگا اور اُس کو جنت کی نعمتوں کی بشارت دی جائے گی۔ (بحارالانوار)۔

صادق آلِ محمد جنابِ امام جعفرِ صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: قیامت کے روز فرشتہ ہائے عذاب ایک شخص کو پکڑے ہوئے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں گے اور دنیا میں اُس سے کوئی بھی نیک عمل نہ ہوا ہوگا پس آوازِ غیب آئے گی **فَيُنَادِىْ مُنَادٍ فَقُوْ يَا مَلَائِكَتِىْ فَاِنَّ لَهٗ اَمَانَةً عِنْدِىْ فَيُعْطٰى لَهٗ دُرَّةٌ بَيْضَاءُ يُضِىْٓءَ مِنْ نُوْدِهَا الْمَحْشَرُ۔** ایک منادی ندا کرے گا پروردگارِ عالم کی طرف سے اے میرے ملائکہ ٹھہر جاؤ۔ اِس مردِ گناہگار کی ایک امانت ہمارے پاس ہے۔ ملائکہ ٹھہر جائیں گے پس اُس شخص کو ایک قوی تابندہ و درخشاں موتی عنایت ہوگا جس کے نور سے تمام عرصۂ محشر نورانی ہو جائے گا۔ وہ شخص اِس موتی کو دیکھ کر حیرت و تعجب سے بارگاہِ احدیت میں عرض کرے گا! بارِالٰہا! مجھے تو اِس امانت کا کوئی علم نہیں، ارشاد ہوگا! اے شخص یہ دُرّے بے بہا حقیقت میں ایک

اشک ہے جو ایک مرتبہ مصیبتِ حسینؑ مظلوم میں تیری آنکھ سے نکلا۔ اور تیرے رُخسار پر جاری ہوا۔ اب اِس موتی کو سب انبیاء اور اوصیاء کے پاس لیجا اور ہر ایک سے اِس کی قیمت دریافت کر۔ پس وہ شخص تمام انبیاء اور اوصیاء حتّٰی کہ جناب **خاتم النّبیّن** اور خاتم الاوصیاء حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں بھی حاضر ہوگا۔ اور اُس کی قیمت دریافت کرے گا۔ مگر کوئی اُس موتی کی قیمت نہ بتا سکے گا یہاں تک کہ وہ مردِ مومن وہ موتی لئے ہوئے خدمتِ باسعادت سید الشہداء مظلومِ کربلا امامِ حسین علیہ السلام میں حاضر ہوگا۔ جنابِ سید الشہداءؑ اُس موتی کو دیکھتے ہی کھڑے ہو جائیں گے اور اُس عزادار کو گلے سے لگا لیں گے۔ اور قائمہ عرشِ الٰہی تھام کر خدمتِ باری میں عرض کریں گے بارِ الٰہا! یہ موتی ایک دانہ اشک ہے جو اِس عزادار کی آنکھ سے مجھؑ مظلوم کی مصیبت میں جاری ہوا تھا۔ اور اُس کی قیمت ہے کہ اِس مومن کو جنت عطا کر اور اپنے فضل و کرم سے میرےؑ ساتھ بہشت میں جگہ دے۔ ارشاد ہوگا اے حسین علیہ السلام ہم نے اُس کے تمام گناہ معاف کر دیئے بلکہ اُس کے ماں باپ کو بخش دیا۔ اور تمہارےؑ ساتھ تمہارےؑ ہی درجہ میں جگہ دی۔

(جلاء العیون، اُردو، جلد دوم، ص 41-42، مولف علامہ مجلسیؒ)

﴿68﴾ کیوں روتے ہیں شیعہ غمِ اہلبیتؑ میں؟
شیعہ دینِ محمدؐ کی آنکھ ہیں

وہ فرقہ جس کو اہلِ اِسلام کے دیگر فرقے 'رافضی' 'شیعہ' کالے کپڑے پہننے والے'

خدا جانے کیا کیا ناموں سے یاد کرتے ہیں یہ اہلبیتؑ رسولؐ پر رونے والے اسلام کی کائنات میں اس طرح ہیں جیسے کہ جسمِ انسانی میں آنکھ۔ کسی عضو میں درد ہو، جسم میں کہیں تکلیف ہو آنکھ روئے گی۔

مبتلائے درد کوئی عضو ہو، روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ

ایسے ہی اسلام پر کہیں مصیبت آئے، رسولِؐ پاک مکہ چھوڑیں، دانت شہید کرائیں، تین دن فاقے سے رہیں، اُسی کی بیٹی سب کچھ چھینوا کر دنیا سے چلی جائے۔ اولادِ رسولؐ سے کسی کو زہر دیا جائے یا تلواروں سے ٹکڑے کیا جائے۔ قید خانوں میں قید رکھا جائے، عورتوں کو در بدر پھرایا جائے، قرآن کو نیزوں پر بلند کیا جائے، مدینہ و مکّہ برباد کیا جائے۔ اصحابِ رسولؐ کو قتل کیا جائے۔ غرض یہ کہ کوئی مصیبت آئے روئیں گے شیعہ کیونکہ شیعہ دینِ محمدؐ کی آنکھ ہیں۔ اور خداوندِ عالم اِن کو پیدا بھی اِسی لئے فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو اہل سُنت کے مشہور عالم علامہ مُلاّ مہدی اپنی کتاب انیس الذّاکرین کے صفحہ نمبر 15 پر رقم طراز ہیں جب حضرتِ امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تہنیت کے لئے درِ دولتِ فاطمۃُ الزّہرا علیہا السلام پر تشریف لائے اور اِس آفتابِ امامت، لعلِ معدنِ عصمت، تاجدارِ میدانِ قیادت کو گود میں لے کر مسرور و شاداں تھے۔ اِسی اثناء میں جبرائیل علیہ السلام آئے۔ یا محبوبِ ربُّ العالمین آپؐ کی اُمّت اِس بچے

(حسینؑ) کو ناحق میدانِ کربلا میں تین شب و روز کا پیاسا رکھ کر قتل کرے گی۔ حضرت یہ خبر سُن کر رونے لگے۔ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو روتا دیکھ کر جنابِ فاطمۃُ الزّہرا علیہا السلام اور شیرِ خدا علیِ مرتضیٰ علیہ السلام نے بھی رونا شروع کر دیا۔ جب گریہ میں افاقہ ہوا پوچھا! بابا جان! کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: بیٹی جبرائیل علیہ السلام نے بحکمِ خداوندِ کریم آ کر یہ اطلاع دی ہے کہ آپؐ کی اُمّت اِس بچے (حسینؑ) کو بے جرم و خطا نہایت بے دردی سے قتل کرے گی۔ سیدہؑ نے عرض کی! بابا جب ایسا وقت آئے گا آپؐ میرے حسینؑ کی مدد نہ فرمائیں گے؟ اِن کے باپ کیا ذوالفقار حیدری نہ چلائیں گے؟ اُمّت کیا میرؑا پاس نہ کرے گی؟ باباؐ میںؑ چادرِ عصمت کا واسطہ دے کر مسلمانوں سے میرےؑ حسینؑ کو بچا لوں گی۔ بابا آپؐ نا روئیے۔ جنابِ سرورِ کائناتؐ نے فرمایا: بیٹی! یہ واقعہ ایسے وقت میں پیش آئے گا جب دنیا میں، میںؐ نہ رہوں گا، نہ فاطمہؑ تم رہو گی اور نہ خیبر و خندق، اُحد، بدر کو فتح کرنے والے شاہِ لافتیٰ حضرت علی علیہ السلام رہیں گے۔ نہ اِن کا بھائی حسنِ مجتبیٰ علیہ السلام رہے گا۔

مادرِ حسینؑ فاطمۃُ الزّہراؑ یہ سُن کر بے اختیار رونے لگیں۔ اور بولیں! باباؐ میرؑا نازوں کا پالا جس کو چکّی پیس پیس کر میں پالوں گی۔ جس کا رونا مجھے کبھی گوارہ نہ ہوگا۔ اِس کی تعزیت کون کرے گا؟ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: میری پیاری بیٹی! پروردگارِ عالم نے مجھؐ سے ارشاد فرمایا ہے! اے میرے حبیبؐ ہم ایک ایسی قوم پیدا کریں

گے جن کے جوان تیرے اہلبیتؑ کے جوانوں پر روئیں گے۔ جن کے بچے تیرے اہلبیتؑ کے بچوں پر روئیں گے جن کے بوڑھے تیرے اہلبیتؑ کے بوڑھوں پر روئیں گے۔ جن کی عورتیں تیرے اہلبیتؑ کی عورتوں پر روئیں گی۔ اے میرے حبیب غم نہ کھا' تیرے اہلبیتؑ اور تیرے مظلوم حسینؑ پر ہوا میں اُڑنے والے پرندے' پہاڑوں کے سخت پتھر' آسمان پہ شمس وقمر اور دریاؤں میں پانی اور پانی کی سب مخلوق رویا کرے گی۔ اے میرے پیارے حبیبؐ جو تیرے اہلبیتؑ کے غم میں روئے گا قیامت میں شاداں ومسرور ہوگا۔

مادرِ حسینؑ مظلوم فاطمۃ الزہرا علیہا السلام نے فرمایا! اگر باباؐ جان یہ بات ہے تو میںؑ آج آپؐ کے سامنے قسم کھاتی ہوں اور وعدہ کرتی ہوں کہ میں اُس وقت تک جنت میں نہ جاؤں گی جب تک حسینؑ پر رونے والوں کو نہ بخشوالوں گی۔

(جلاء العیون' اُردو' جلد دوم' ص 49-50' مولف علامہ مجلسیؒ)

﴿69﴾ سکینہؑ بنتُ الحسینؑ کا خواب......فاطمۃ الزہراؑ کا سیاہ لباس میں' سر کے بال بکھرائے گریہ کرنا

دیگر علماء نے حضرت سکینہؑ بنتُ الحسینؑ سے روایت کی ہے کہ ایک دن سکینہؑ بنت الحسینؑ نے یزیدِ پلید سے کہا شب کو میں نے ایک خواب دیکھا ہے اگر تو اجازت دے تو میں بیان کروں۔ یزیدِ پلید نے کہا: بیان کرو۔ سکینہؑ بنتُ الحسینؑ نے کہا شب کو جب ہم نماز سے فارغ ہوئے اور اہلبیتؑ کے حال پر گریہ وزاری کی' جب میںؑ سوگئی۔ میںؑ نے

دیکھا در ہائے آسمان کھل گئے اور درمیانِ آسمان و زمین ایک نور ساطع ہوا۔ اور حورانِ بہشت اُتریں۔ ناگہاں مجھےؑ ایک باغ نہایت سبز وشاداب' گل اور یاسمین سے آراستہ اور ایک قصر نہایت بارفعت وزینت نظر آیا۔ پھر میںؑ نے دیکھا پانچ مردِ پیر'نورانی اُس قصر میں داخل ہوئے میں نے ایک حوریہ سے پوچھا یہ قصر کس کا ہے؟ اُس نے کہا: تمہارےؑ پدر امامِ حسین علیہ السلام کا ہے۔ میںؑ نے پوچھا یہ مردِ پیر نورانی کون ہیں؟ اُس نے کہا! اے سکینہؑ تم نے نہیں پہچانا وہ تمہارے جدِّ نامدار رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں۔ میںؑ نے پوچھا وہ کہاں گئے؟ اُس حوریہ نے کہا تمہارے بابا امامِ حسین علیہ السلام کے پاس گئے ہیں۔ سکینہؑ نے کہا! واللہ میںؑ اپنے جد کے پاس جا کے اپنے حال کی اُنؑ سے شکایت کرتی ہوں۔ پھر میںؑ نے ایک مرد خوش رونورانی کو دیکھا کہ نہایت حُزن واندوہ سے کھڑے ہیں اور ہاتھ میں شمشیر ہے۔ میںؑ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ اُس حوریہ نے کہا تمہارے جد علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ یہ سُن کر میںؑ اُنؑ کے پاس گئی۔ اور بروایتِ دیگر رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس گئی۔ اور کہا یا جداہ ہمارے مَردوں کو قتل کیا گیا' اور ہماری خون ریزی کر کے ہماری حرمت کو ضائع کیا ہم کو شُتر برہنہ پر سوار کر کے یزیدِ ملعون کے نجس دربار میں لئے گئے' پس حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھےؑ (سکینہؑ) کو گود میں لیا۔ اور فرمایا! اے پیغمبرانِ خدا دیکھو میری اُمّت نے میری ذُریّت فرزندوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اُس حوریہ نے کہا' اے سکینہؑ اپنی شکایت موقوف کرو کہ حضرتِ رسولِ

خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو تم نے رُلا دیا۔ بعدازاں مجھے دوسرے قصر میں لے گئے اُس قصر میں پانچ بیبیاں نہایت باعظمت وشان تھیں اور اُن میں ایک بی بیؑ سب سے عظیم مرتبہ سیاہ لباس پہنے اور بال سر کے بکھرائے تھی اور پیراہن خون آلود ہاتھ میں تھا۔ جس وقت اُٹھتی تھیں تو اُن کی تعظیم کو سب بیبیاں اُٹھتی تھیں اور جب وہ بیٹھتی تھیں اُس وقت سب بیبیاں بیٹھتی تھیں۔ اور ہر امر میں اُن کی عزّت کرتی تھیں۔ میںؑ (سکینہؑ) نے اُس حوریہ سے پوچھا یہ خواتین معظّمہ کون ہیں؟ اُس نے کہا! اے سکینہؑ ایک حضرتِ حوّاؑ ہیں دوسری مریمؑ مادرِ عیسیٰؑ ہیں اور تیسری حضرتِ خدیجۃ الکبریٰؑ ہیں اور چوتھی جنابِ سارہؑ زوجہ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ ہیں۔ و بروایت دیگر ہاجرہؑ مادرِ اسماعیلؑ ہیں، اور جن کے ہاتھ میں پیراہن ہے اور سب جن کی تعظیم کرتے ہیں وہ تمہاری دادی جنابِ فاطمۃ الزّہرا علیہا السلام ہیں۔ یہ سُن کر میںؑ اپنی دادی کے پاس گئی۔ اور کہا اے جَدّۂ نامدار میرے پدر کو قتل کیا گیا۔ اور مجھے یتیمی کا داغ دیا گیا۔ اُنہوں نے مجھے سینے سے لگایا اور بہت گریہ وزاری کی اور وہ خواتین بھی بہت روئیں۔ (الیٰ آخرہٖ)

(جلاء العیون، اُردو، جلد دوم، ص 296-297، مولف علامہ مجلسیؒ)

﴿70﴾ بات۔ شَہَادَتَیْن کی نہیں...... بلکہ شَہَادَاتْ کی ہے

قال امام جعفرِ صادق علیہ السلام! اے مسمع: جب سے امیرالمؤمنینؑ شہید ہوئے ہیں اُس دن سے ارض وسما مصروفِ گریہ ہیں۔ مسمع! جو شخص بھی ہمارےؑ مظلومیت

پر آنسو بہائے اُس پر آنسو ٹپکنے سے پہلے رحمتِ خدا کا نزول ہوجاتا ہے۔ مسمع ! ہماریؑ مظلومیت پر بہنے والا اگر ایک آنسو بھی جہنم میں ڈال دیا جائے تو آتشِ جہنم خاموش ہوجائے گی۔ مسمع ! ہمارےؑ غم میں رونے والا دمِ مرگ جب ہمیںؑ اپنے سرہانے دیکھے گا تو وہ ہرغم بھول جائے گا اور یہ خوشی ہمارےؑ پاس حوضِ کوثر کے پہنچنے تک برقرار رہے گی۔ مسمع ! جب ہمارے محبّ حوضِ کوثر پر پہنچیں گے تو کوثر فرطِ مسرت سے چھلک جائے گا۔ مسمع ! حوضِ کوثر سے پیا گیا ایک جام ہمیشہ کے لیے کافی ہوگا۔ حوضِ کوثر کا فور کی طرح ٹھنڈا مشک کی طرح خوشبودار اور زنجبیل کی ذائقہ کا حامل ہوگا۔ آنسو سے زیادہ صاف، مکھن سے زیادہ نفیس اور شہد سے زیادہ شیرین ہوگا۔ اےؑ مسمع ! تو بھی اُن افراد میں شامل ہوگا جو حوضِ کوثر سے سیراب ہوں گے۔ مسمع ! ہمارےؑ غم میں رونے والی آنکھ پر اللہ کی پہلی عنایت یہ ہوگی کہ وہ حوضِ کوثر کو دیکھ سکے گی۔ مسمع ! حوض کوثر پر امیرالمؤمنینؑ ہوں گے اور اپنے اعداء کو حوضِ کوثر کے قریب تک نہ آنے دیں گے۔ مسمع ! حوضِ کوثر پر آنے والے ایسے افراد جو ہمارےؑ غم میں آنسو نہیں بہاتے جب آئیں گے اور جنابِ امیرالمؤمنین اُنہیں دور بھگائیں گے تو وہ عرض کریں گے یا علیؑ! ہم **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پڑھتے رہے ہیں۔ حضرت علیؑ جواب دیں گے مجھے معلوم ہے کہ تم پڑھتے رہے ہو۔ **آج بات شہادتین کی نہیں ہے شہادات کی ہے جاؤ جس کو امام مانتے تھے اُن سے کوثر مانگو۔** وہ عرض کریں گے! آج ہمارے وہ امام تو ہم سے علیحدہ ہوگئے ہیں۔ آپؑ فرمائیں گے جا اُنہیں تلاش کر۔ تیرے نزدیک تو وہ افضلِ مخلوق تھے اور

افضلِ مخلوق کی شفاعت اللہ مسترد نہیں کرتا۔ وہ عرض کرے گا قبلہ! میرا پیاس سے بُرا حال ہے۔ حضرت علیؑ فرمائیں گے! میں کیا کرسکتا ہوں مجھے تو اللہ کی طرف سے صرف اُنہی کو کوثر پلانے کا حکم ہے جو دنیا میں صرف ہماریؑ وجہ سے مظلوم رہے ہیں۔

(الدمعۃ الساکبہ، اُردو، جلد دوم، ص115-116، مولف آقائے محمد باقر دہدشتی بہبانی نجفیؒ)

﴿71﴾ حسینِؑ مظلوم کے لُٹے ہوئے قافلہ کا مدینہ میں آنا تبرّکاتِ عزاء کا مسند پر رکھنا اور قیامت خیز گریہ و ماتم

ورودِ اہلبیتِؑ اطہار در مدینہ و حالات مدینہ

(نوٹ: اِس روایت کو غور سے پڑھیئے کہ کن کن رسوماتِ عزاداری پر نصوص موجود ہیں)

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلبیتؑ سیدھے مدینے میں داخل نہیں ہوئے بلکہ شہر سے کچھ فاصلہ پر اُتر گئے چند دن قیام فرمایا پھر شہر میں داخل ہوئے۔ کتابِ لُہوف میں لکھا ہے جب قافلہ مدینہ کے قریب پہنچا تو جنابِ امام زین العابدین علیہ السلام اُتر پڑے خیمے نصب کرائے اور سب بیبیوں کو اُتار کر خیموں میں پہنچایا۔

ابنِ اثیر نے تاریخ کامل میں اور شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے روایت لکھی ہے کہ جب اہلبیتِؑ اطہار مدینہ کے قریب پہنچے تو شہر کے قریب ایک مکان میں اُترے اور اُس کے اطراف خیمے نصب کیے گئے۔ جناب فاطمۃ بنت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے جنابِ زینبؑ سے عرض کی کہ نعمان بن بشیر نے ہم کو نہایت تعظیم و تکریم، آرام و راحت کے

ساتھ مدینہ پہنچایا ہے۔ پس چاہیے کہ ہم سے جو کچھ بھی ممکن ہو اُنہیں بطورِ صلہ دیں۔ جنابِ زینبؑ نے فرمایا ''خدا کی قسم کہ ہمارے پاس اِس وقت کوئی چیز ایسی نہیں جو ہم بطورِ صلہ نعمان کو دیں مگر ہاں میں اپنا حُلّہ اور چند چیزیں دیتی ہوں۔ یہ فرما کر آپؑ نے ایک حُلّہ دست بند مرسلہ اور قلادہ نعمان ابن بشیر کے پاس بھیجا اور معذرت کی کہ اِس سے زیادہ کچھ نہ دے سکیں گے۔ نعمان ابن بشیر نے یہ سب چیزیں واپس کیں اور کہلا بھیجا کہ میں نے مالِ دنیا کی طمع سے یہ خدمت انجام نہیں دی ہے بلکہ خدا گواہ ہے کہ صرف خوشنودیٔ خدا اور رسولؐ کے لیے یہ خدمت انجام دی ہے''۔

بحر المصائب اور بعض کُتبِ مقاتل میں لکھا ہے کہ جب اہلبیتؑ طاہرین مدینے کے قریب اُترے اور خیمے نصب کیے گئے تو درمیان میں جنابِ امام حسین علیہ السلام کا خیمہ نصب کیا گیا جو شہادت کے بعد سے اب تک نصب نہیں ہوا تھا اور اُس میں حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی مسند بچھائی گئی۔ جنابِ زینبؑ نے خیمہ اور مسند دیکھی تو آپؑ کو اِس قدر صدمہ ہوا کہ آپؑ بے ہوش ہو گئیں اور جب آپؑ کو ہوش آیا تو فرمایا! **يـا اخـى يـا حسيـن هـؤلاء جـدك وامك واخـوك الحسن وهؤلاء اقرباوك ومواليك يـنـظرون قدومك ومسئلون عنى فما جوابى فكيف اتكلم وما لسانى يا نـور عيـنـى قد قضيت نحبك و اورثتنى حزنا طويلا مطلولا يا ليتنى مت و كنت نسياً مّنسياً۔**

ترجمہ: اے بھائی! اے حسینؑ یہ آپؑ کے نانا۔ آپؑ کے اماںؑ آپؑ کے بھائی حسنؑ اور آپؑ کے اعزّ اء واقرباء دوست وموالی آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں۔ اور آپؑ کے متعلق مجھ سے پوچھتے ہیں۔ اے بھائی بتایئے اُنہیں کیا جواب دوں؟ اور کس زبان سے دوں؟ آپؑ تو قضا کر گئے اور مجھےؑ حزن وغمِ طویل کا وارث کر گئے۔ اے کاش میں پہلے مرگئی ہوتی اور مجھےؑ بھلا دیا گیا ہوتا۔

پھر مدینہ کی طرف رُخ کر کے فرمایا! **یـا مـدينة جدى فاين يومنا الذى قـد خرجنا منك بالفرح والمسرّة والجمع والجماعة ولٰكن رجعنا اليك بـالاحـزان والالام مـن حوادث الزّمان والانام فقد نا الرجال والبنات تـفـرق شـملنا الشتات دخل الزمان علينا وفرق بنينا ان الزمان مغرق الاحب**

ترجمہ: اے نانا کے مدینہ کہاں ہے وہ دن جب ہمؑ خوش خوش تجھ سے نکلے تھے اور ہماریؑ جماعت کثیر تھی۔ آج ہمؑ تیری طرف حوادثِ زمانہ کی وجہ سے ہموم وغموم لیے واپس آئے ہیں۔ ہمؑ نے اپنے مردوں اور لڑکوں کو کھو دیا۔ ہماریؑ جماعت پراگندہ ہوگئی۔ زمانہ نے ہمؑ کو پریشان کر دیا اور زمانہ ہمیشہ احباب کو پراگندہ کر دیتا ہے۔

اُس کے بعد جنابِ زینبؑ نے روضۂ رسولؐ کی طرف منہ کر کے کہا کہ **یـــــا جداه انانا عية اليك من بناتك وبنيك** اے ناناؐ! میںؑ آپؐ کے بیٹوں اور بیٹیوں

کی سُنانی لائی ہوں۔ پھر اہلِ مدینہ کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا! **یا اهل الیثرب والبطحا**: اے اہلِ یثرب وبطحاءٗ اِتنا کہہ کر ایک ایسی آہِ جگر خراش کی کہ قریب تھا کہ آپؑ کا کلیجہ پھٹ جائے پھر فرمایا: **این الاحباء والاصدقا این الرجالات والهاشمیات هلا یحبیؤن ولم یجیبون وهلا یساعدوننی اولم یعلموا مااصابنا وما اصبنا افلا ینظرون الی الرجال المذبوحه والدماء المسفوحه والابدان المسلوبه والاموال المنهوبه بالجیوب المشقوقات والصارخات والخیام الخالیات المهزقات**

ترجمہ: کہاں ہیں ہمارےؑ دوست واحباب کہاں ہیں ہمارےؑ ہاشمی مرد اور عورتیں وہ کیوں نہیں آتے اور کیوں مجھےؑ جواب نہیں دیتے اور کیوں ہماریؑ مدد نہیں کرتے۔ کیا اُن کو ہمارےؑ مصائب کا علم نہیں؟ کیا وہ نہیں دیکھتے ہمارےؑ ذبح کیے ہوئے مردوں کوٗ ہمارے بہتے ہوئے خونوں کوٗ ہماری چھینی ہوئی چادروں کوٗ لُٹے ہوئے مال واسباب کوٗ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہمارےؑ دامن چاک ہیں۔ ہمارےؑ بچّے رُو رہے ہیں۔ ہمارےؑ خیمے خالی اور پھٹے ہوئے ہیں۔ لکھا ہے کہ جنابِ زینبؑ کی بےقراری واضطراب کا اُس وقت یہ عالم تھا کہ کبھی اُٹھتی کبھی بیٹھ جاتیں اور کبھی زمین پر گر پڑتی تھیں اور بیبیوں سے فرماتی تھیں کہ مجھےؑ کسی طرف صحراء میں نکل جانے دوٗ میرےؑ لیے ممکن نہیں کہ شہر میں داخل ہوں بنی ہاشم اور اہلِ مدینہ کو منہ دکھاؤں اور اُن کے سوالات کا جواب دوں۔

یہاں ہم ایک نفسیاتی نکتہ پر روشنی ڈالتے ہیں تقریباً سب مورخین صاحبانِ مقاتل و اخبار اِس پر متفق ہیں کہ جنابِ امام زین العابدین علیہ السلام مدینہ کے قریب پہنچنے کے بعد اہلبیتؑ اطہار کو راست شہرِ مدینہ اور گھروں کو نہیں لے گئے بلکہ چند دن شہر کے باہر قیام فرمایا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپؑ نے ایسا کیوں کیا؟ یہ ایک نفسیاتی نظریہ ہے کہ اگر کسی انسان کو کوئی بڑی وحشت ناک یا درد ناک خبر یا کوئی غیر معمولی خوش خبری یکدم سُنا دی جائے تو بعض اوقات انسان ہلاک ہو جاتا ہے اور اگر ہلاک نہ بھی ہو تو اُس کا دماغ اِس قدر متاثر ہو جاتا ہے کہ مجنون اور بدحواس ہو جاتا ہے۔ خبر چاہے خوشی کی ہو یا غم کی، بتدریج سُنائی جائے تو سُننے والے پر اتنا صدمہ اور اثر نہیں ہوتا۔ جنابِ امام زین العابدین علیہ السلام جو حجت اللہ اور امامؑ وقت تھے۔ اور جو علم لَدنّی کے حامل تھے اِس نفسیاتی راز سے بخوبی واقف تھے۔ اگر یکدم اہلبیتؑ کو مدینہ لے جاتے اور بیتُ الشّرف میں داخل ہوتے تو خالی گھر کو دیکھ کر یقیناً اِتنا صدمہ ہوتا کہ بیبیوں کے کلیجے پھٹ جاتے۔ دم نکل جاتے۔ اِس لیے امام علیہ السلام نے ایسا انتظام فرمایا کہ اہلبیتؑ مدینہ کے باہر کچھ قیام فرمائیں۔ مدینہ کو دور سے دیکھیں، بنی ہاشم اور اہل مدینہ جمع ہوں۔ پُرسہ دیں اور اہلبیتؑ رو پیٹ کر کچھ دل کی آگ بُجھا لیں پھر قدرے تسکین و سکون ہو جائے اور شہر مدینہ میں داخل ہوں اور بیتُ الشّرف تشریف لے جائیں۔

کُتب مقاتل میں مسطور ہے کہ جب حضرتِ سیّد الشُہداءؑ کا لُٹا ہوا قافلہ مدینہ

کے قریب پہنچا اور اہلِ مدینہ کو اِس کی اطلاع ہوئی تو کوئی گھر میں نہ رہا سب مرد و زن سیاہ لباس پہنے سر و پا برہنہ منہ پر طمانچے مارتے بال نوچتے گرد و غبار میں اَٹے ہوئے قیام گاہِ اہلبیتؑ پر پہنچ گئے اور وہاں اِس قدر آہ و بُکاء نالہ و فریاد کیا کہ قیامت کا منظر نظر آیا۔

صاحبِ ریاض المصائب تحریر فرماتے ہیں کہ پانچ وقت مدینہ میں قیامت خیز گریہ واقع ہوا۔ ایک وہ وقت جب جنگ اُحد کے روز آنحضرتؐ کی شہادت کی غلط خبر پھیلی۔ دوسرا وہ وقت جب آنحضرتؐ کی وفات واقع ہوئی۔ تیسرے جب جنابِ امیر المؤمنین علیہ السلام کی شہادت کی اطلاع آئی۔ چوتھے جب جنابِ امام حسینؑ آخری دفعہ مدینہ سے جانبِ عراق روانہ ہوئے۔ پانچواں وہ وقت جب اہلبیتؑ رِہا ہو کر شام سے مدینہ آئے۔

بحر المصائب میں کتاب عمان البُکاء اور میلانی سے روایت ہے کہ جب اہلبیتؑ مدینہ کے قریب ایک مکان میں اُترے اور لُٹا ہوا اسباب رکھ دیا گیا اور سب بیٹھے ہوئے مشغول نالہ و بُکاء تھے تو یکا یک اہلِ مدینہ؛ زنانِ مہاجر و انصار کا غُلغُلہ سُنا تو جنابِ زینبؑ نے فرمایا کہ اِن کا استقبال کرنا چاہیے چنانچہ آپؑ اور سب بیبیوں نے ایسا ہی کیا۔ جب زنانِ مدینہ کی اُن سیاہ پوش بیبیوں پر نظر پڑی اور مکان میں سِوائے امام زین العابدین علیہ السلام کے اور کسی مرد کو نہ پایا تو اُنہوں نے ایک کہرام بَر پا کیا۔ اُس کے بعد کچھ عورتیں جنابِ زینبؑ کے اطراف جمع ہوئیں کچھ جنابِ اُمِّ کلثومؑ اور دوسری بیبیوں کے پاس چلی گئیں۔ یتیم بچوں کو گودوں میں لے کر تسلی و دلاسہ دینے لگیں۔ جب عورتوں نے جنابِ

زینبؑ سے پُرسشِ احوال کی تو آپؑ نے جو کچھ مصائب گذرے تھے یعنی حضرت سید الشہداؑء اور شہدائےؑ کربلا کے شہادت کے حالات اُن کے لاشہائے بے سر کا، بلا غسل وکفن ودفن چھوڑ جانا۔ خیامِ حسینیؑ کا لُٹنا اور جلنا، اہلبیتؑ کی اسیری، دربدری، جنابِ سکینہؑ کی قید خانۂ شام میں شہادت وغیرہ کا حال اس قدر دردناک پیرائے میں بیان فرمایا کہ سامعین میں تہلکہ پڑ گیا۔ گریہ وبُکاء سے قریب تھا کہ ہلاک ہوجائیں۔

(کتاب مظلومۂ کربلاؑ سیرتِ جنابِ زینب سلام اللہ علیہا، اُردو، ص 254-259، مولف سید محمد حسین جعفری، بی۔اے۔آنرز)

﴿72﴾ میدانِ حشر میں امامِ حسینؑ کا اپنے سرِ بُریدہ کو لئے ہوئے آنا اور فاطمہ زہراؑ کا اور ملائکہ وانبیاء اور مومنین کا گریہ

حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ: ”قیامت کے دن فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے لئے ایک نور کا خیمہ نصب کیا جائیگا“ اس کے بعد مظلوم کربلا سید الشہدا امام حسین علیہ السلام وہاں اس طرح آئیں گے کہ اپنا سر بریدہ اپنے ہاتھوں پر لئے ہونگے، اُن کو اِس حال میں دیکھ کر آپؑ ایک چیخ ماریں گی، جس کو سُن کر کوئی ملکِ مقرّب کوئی نبی مرسل اور کوئی عبدِ مومن ایسا نہ ہوگا جو فاطمہ زہراؑ کے حالِ زار پر آنسو نہ بہائیگا۔

اِس کے بعد اللہ تعالیٰ کسی کو بشکل انسان بھیجے گا، جو امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے جنگ کرے گا پھر اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جنھوں نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا تھا اور اُن کے خلاف سامانِ جنگ مہیّا کیا تھا۔ یا لشکرِ اعداء میں کسی طرح بھی شرکت کی

تھی، اُن سب کو ایک جگہ اکٹھا کرے گا، پھر وہ شخص امامِ حسینؑ کے تمام دشمنوں کو ایک ایک کر کے قتل کر دے گا۔ اُس کے بعد اِن ملاعین کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا، اِس مرتبہ امام حسینؑ کے پدرِ عالی قدر امیر المومنین حضرت علیؑ اُن سب کو قتل کریں گے۔ اِس کے بعد پھر سب کو زندہ کیا جائے گا... اِس دفعہ اُن سب کو امام حسینؑ قتل کریں گے... اِسی طرح وہ لوگ بار بار زندہ کئے جائیں گے اور ہماریؑ ذُریّت میں سے کوئی ایسا نہ بچے گا جو اُن لوگوں کو قتل نہ کرے... اُس وقت اللہ تعالیٰ فاطمہ زہرؑا کے دل سے غضب اور افسوس کو دور کر دے گا۔

اِس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمارےؑ شیعوں پر رحم فرمائے، خدا کی قسم یہی وہ لوگ ہیں جو حقیقت میں مومن ہیں، کیونکہ اِن لوگوں نے ایک عرصہءِ طویل تک حزن و ملال میں ہمارےؑ ساتھ شرکت کی...

(بحارالانوار، اُردو، جلد ۳، ص 235-234 مولف علامہ مجلسیؒ بحوالہ ''کتاب ثواب الاعمال'' شیخ صدوقؒ)

ہمارے نوجوانوں اور کمسن بچوں کے لئے
عزادارئ قدیم ۔و۔ عزادارئ عصرِ حاضر کا فرق

عزادارئ قدیم	عزادارئ عصرِ حاضر
محرم کا چاند دیکھ کر روتے تھے	نوجوان و کمسن عزادار دو ماہ آٹھ دن ہنسی مذاق کرتے ہیں
دو ماہ آٹھ دن ہر فرشِ عزاء سے گریہ ہوتا تھا	سِوائے صرف چند مجالس کے گریہ نادارد
اِنتہائی احترام حُزن و غم کے ساتھ مجالس کرتے تھے	اب مجالس کی کثرت ہے لیکن احترام بالکل نہیں

عزاداریٔ عصرِ حاضر	عزاداریٔ عصرِ حاضر
تبرک میں شیر مال، بَن چائے، لقمی، ستّو، کھاری بوندی وغیرہ اور بعض ہی مجالس میں کھچڑی کھٹہ یا قبولی یہ تبرکات رکھے جاتے تھے، مسور کی دال سے آنسو بنتے ہیں اس لیے اِس کا استعمال زیادہ ہوتا تھا۔	مجالس میں مٹن بریانی، چکن بریانی، فرائیڈ رائس، یعنی ہر لذیز غذا کھلائی جارہی ہیں، جو کہ خوشی کی تواریخ میں محافل میں کھلائی جاتیں تھیں (آدابِ عزاداری وسفرِ زیارت میں ہے کہ گوشت خوشی کی غذا ہے)
پابندیٔ وقت کا خاص خیال کیا جاتا تھا	آج مجالس گھنٹوں تاخیر سے شروع کی جاتی ہیں (یعنی شہزادیٔ کونینؑ کو انتظار کرایا جاتا ہے)
مرثیہ خوانی، ایک یا دو، اور جہاں علمِ مبارک، تابوت اُٹھایا جاتا وہاں پر تین مرثیہ پڑھائے جاتے تھے اور شدّت سے گریہ ہوتا تھا۔	آج کم از کم تین اور زیادہ سے زیادہ دس، بارہ مرثیہ پڑھائے جاتے ہیں جس کے سبب گریہ بھی نہیں ہوتا۔
مرثیہ خوانی کے وقت عالمؒ ہو یا ذاکر روتے ہوئے منبر کے بازو بیٹھتے تھے۔	اب مرثیہ خوانی کے وقت ذاکرین باہر بیٹھتے ہیں جس کو دیکھ کر تمام نوجوان اور کمسن عزادار باہر ہی ٹھہرنے لگے ہیں
پہلے مرثیہ خوان حضرات یا اُن کی اولاد ہی مرثیہ پڑھتی تھی	اب قوم کے کافی سے زیادہ افراد مرثیہ ونوحہ پڑھنے لگے ہیں
ہر مرثیہ ہر دن نہیں پڑھا جاتا تھا کئی ایک مراثی مخصوص مجالس ومخصوص تواریخ میں ہی پڑھے جاتے تھے۔	اب سال تمام ہر مرثیہ پڑھا جارہا ہے جس کی وجہ سے مخصوص تاریخ کے وقت مرثیہ کی تاثیر ختم ہوگئی ہے۔ جس کے سبب گریہ بھی نہیں ہوتا۔

عزاداریٔ قدیم	عزاداریٔ عصرِ حاضر
نامِ حسینؑ پر مجالس میں شرکت ہوتی تھی۔	اب تعلقات ورشتہ داری کی بنیاد پر مجالس میں شرکت ہورہی ہے کہ فلاں کی مجلس ہے جانا ضروری ہے۔
آپسی اختلافات کے بعد بھی مجالس میں شرکت احترام وعقیدت کے ساتھ کرتے تھے	اب جیسے ہی اختلاف ہوتا ہے پہلے بائیکاٹ کی تلوار ذکرِ علیؑ و ذکرِ حسینؑ پر گرتی ہے۔
نامِ حسینؑ پر روتے تھے، تاریخ کا ذکر ہوتو، روتے تھے سبیل دیکھ کر روتے تھے، سبیل کا پانی عقیدت وشفا سمجھ کر پیتے تھے اور روتے تھے	اب شدید مصائب کے ذکر پر بھی گریہ نہیں ہوتا اور سبیلوں میں بیٹھ کر ہنسی مذاق کیا جاتا ہے۔ سبیلوں میں نوحہ ومرثیہ کے ویڈیو کیسٹ لگائے جاتے ہیں جس سے ذکرِ حسینؑ کی بے حُرمتی ہوتی ہے۔
مجالس میں سوائے نذر کے کسی قسم کا تحفہ نہیں دیا جاتا تھا	محافل کی طرح مجالس میں بھی وضع، وضع کے تحفے وغیرہ دیئے جاتے ہیں۔
پہلے عظمتِ عزاداری، عظمتِ گریہ، فرشِ عزا کی اہمیت، آدابِ عزاداری اس کا تذکرہ ہوتا اور مومنین ومومنات روتے ہوئے سُنتے تھے	اب چند جملہ مصائب اور مجلس ختم، چاہے نوجوانوں کی اصلاح ہو یا نہ ہو، گریہ ہو یا نہ ہو
صد فیصد مومنین ومومنات اور کمسن عزادار مکمل سیاہ لباس میں رہتے تھے۔	اب اگر کوئی سیاہ لباس بھی پہنتے ہیں تو فیشن کا، بالخصوص عورتیں بَن سنور کر مجالس میں آتیں ہیں، حیرت کی بات تو یہ ہے کہ سُنا جارہا ہے کہ بعض نوجوان لڑکیاں بیوٹی پارلر جا کر مجالس میں شرکت کر رہی ہیں۔ (شہزادیٔ زینبؑ نے بَن سنور کر آنے والی خواتین کو فرشِ عزا سے واپس کیا تھا)

عزاداریٔ قدیم	عزاداریٔ عصرِ حاضر
سیاہ لباس بھی ایّامِ عزاء سے قبل بنا لیے جاتے تھے، اگر لباس سیاہ نہ ہوتو اُس کو رنگ دیا جاتا تھا	اب دو ماہ آٹھ دن خواتین مسلسل نیا لباس بنا رہی ہیں۔
دو ماہ آٹھ دن ذہن کے کسی بھی حصّہ میں بیٹے یا بیٹی کے رشتے کا تصور بھی نہیں آتا تھا تذکرہ تو کُجا	اب فرشِ عزا پر صاف کہہ رہے ہیں کہ ہم ایّامِ عزاء کے بعد آپ کی بچی کے لئے بات کریں گے، لڑکی والے بھی اِس بات کا تذکرہ بڑی مسرت کے ساتھ کرتے ہیں کہ ہماری بچی کو فلاں مجلس میں فلاں لوگ پسند کرے ہیں (اِس بے حرمتی کا نتیجہ یہ ہے کہ آج لڑکیوں کی زندگیاں خراب ہو رہی ہیں یا رشتے ٹوٹ رہے ہیں)
علم مبارک یا تابوت وغیرہ جب مجلس میں اُٹھایا جاتا تو سارے لوگ جب تک علم ہو یا تابوت ٹھنڈے نہ کر لیئے جائیں فرشِ عزاء سے ہٹتے نہ تھے، اور روتے ہوئے علم وغیرہ اُٹھاتے، (رُقعے میں خاص طور سے تذکرہ کیا جاتا تھا کہ علم مبارک، تابوت اُٹھایا جائے گا)	اب جیسے ہی ذاکر منبر سے اُترتا ہے سِوائے چند کے تقریباً لوگ باہر چلے جاتے ہیں، اور علم مبارک ہو یا تابوت کے اُٹھتے وقت گریہ بھی نہیں ہوتا۔
آدابِ عاشورا کا تذکرہ ہوتا تھا تو لوگ بڑی شدّت سے گریہ کرتے، اور گریہ و زاری کے ساتھ آدابِ عاشورا و اعمالِ عاشورا بجالاتے تھے۔	اب آدابِ عاشورا کا سِوائے چند ایک کے کوئی تذکرہ ہی نہیں کرتا، اِس لئے نوجوانوں کو نہیں معلوم کہ عاشورا کے دن کس طرح رہنا چاہیے اُس دن کی مصروفیت کیا ہونی چاہیے۔

عزاداریٔ قدیم	عزاداریٔ عصرِ حاضر
قولِ امامؑ ہے کہ نامِ حسینؑ پر رونے کے عادی بنو سخت ترین مصائب مت بیان کرو۔ یہی وجہ تھی کہ علماء وذاکرین نامِ حسینؑ پر مؤمنین کو رُلاتے تھے، تاریخ کا تذکرہ کرتے تو مؤمنین ومومنات کو یاد آجاتا کہ اِس تاریخ میں اہلبیتؑ اطہار پر کیا ظلم ہوا تھا اور شدّت سے روتے۔	اب نئی نئی روایتیں، سخت ترین مصائب کا تذکرہ اِس کے باوجود بھی گریہ نہیں ہوتا
فرشِ عزاء کا بے پناہ احترام ہوتا تھا۔ جوتے، چپل پہن کر فرشِ عزاء پر سے نہیں چلتے تھے۔	اب فرشِ عزاء پر بڑے ہی اطمینان سے چپل، جوتے پہن کر چلتے ہیں۔
بروزِ عاشورا آستین اُلٹ کر سر و پا برہنہ رہتے تھے اور ہاتھ میں تسبیح اور قاتلانِ حسینؑ وقاتلانِ اصحابِ حسینؑ پر لعنت مسلسل پڑھتے تھے۔ آپس میں کسی قسم کی بات چیت نہیں کرتے اور لبوں پر مسکراہٹ بھی نہیں رہتی تھی اور فاقہ بھی رہتے تھے یہ عمل ہر بڑے اور چھوٹے کا تھا۔ گریہ و زاری میں شب وروز گذارتے تھے۔	اب روزِ عاشورا آستین اُلٹ کر صرف اور صرف چند ہی مؤمنین رہتے ہیں باقی سب لوگ زیادہ تر ہنسی مذاق اور بات چیت میں مصروف رہتے ہیں۔ فاقہ بھی نہیں رکھتے ہیں۔ اگر کوئی فاقہ رکھتا بھی ہو تو وہ چائے، سگریٹ، سُکھ مُکھ، وغیرہ جیسی چیزیں استعمال کرتے ہیں جو کہ غلط ہے۔(عاشورا کا روزہ حرام ہے اُس دن صرف فاقہ رکھنا ہے)
دُشمن ہو یا مخالف اگر اُس کے گھر محفلِ مقاصدہ یا مجلسِ عزاء ہو تو تمام مؤمنین و مومنات، عقیدت واحترام کے ساتھ جاتے تھے۔	اگر اختلافات ہو جائیں یا دُشمنی ہو جائے تو، اُس کے گھر محفلِ مقاصدہ ہو یا مجلسِ عزاء، تو اُس محفل و مجلس میں نہیں جاتے ہیں۔(حالانکہ پہلی مجلس، شریکۃُ الحسینؑ اُمُّ المصائب جنابِ زینبؑ نے بھائی کے قاتل کے گھر میں بَرپا کی تھی، ہمارے لئے یہ لمحہ فکر بھی ہے اور سبق بھی)۔

عزاداریٔ قدیم	عزاداریٔ عصرِ حاضر
روزِ عاشورا دیوان دیوڑھی میں ایک مردِ مومن ٔ ہر مومن و مومنہ کے سر پر خاک ڈالتا تھا اور مومنین و مومنات بھی خاص طور سے اپنے سر پر خاک ڈالواتے تھے' اِس لئے کہ روزِ عاشورا کے آداب میں سراور چہرہ پر خاک مَلنا ہے۔	اب بہت سارے لوگ سر پر خاک نہیں ڈلواتے ہیں۔ اِس لئے کہ اِن کو بتانے والا کوئی نہیں ہے کہ یہ آدابِ عاشورا میں ہے (امام جعفرِ صادقؑ فرماتے ہیں کہ سر پر خاک ڈالو اور چہرے پر خاک ملو کہ تمہارا حسینؑ اِسی طرح خاک وخون میں غلطاں تھا)
پہلے ایّامِ عزاء میں ایصالِ ثواب کے مجالس نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی مرحومین کے لئے سورۂ فاتحہ پڑھایا جاتا تھا' بالخصوص اربعینِ حسینؑ مظلوم تک تو خالص عزاداری ہوتی تھی	اب ہر غم کی تاریخ میں ایصالِ ثواب کے مجالس ہورہے ہیں جس کے سبب اہلبیتؑ کے غم میں جو مجالس ہوتے ہیں اُس میں مؤمنین شرکت نہیں کرسکتے (اہلبیتؑ کا غم خالص ہونا چاہئے)
قدیم زمانے میں سیل فون کا وجود نہیں تھا اگر کسی کے گھر خدانخواستہ کوئی حادثہ یا کوئی بیمار ہوجاتا تو گھر کا کوئی فرد آکر اطلاع کرتا جس سے محفل ومجلس میں خلل نہ ہوتا تھا۔	اب اِس زمانے میں سیل فون کی سہولت ہے صد فیصد لوگ سیل فون محافل و مجالس میں ساتھ لاتے ہیں' اور بعض ہی لوگ ایسے ہیں جو فرشِ مسرت وفرشِ عزاء پر بیٹھتے ہیں۔سیل فون کو بند کردیتے ہیں لیکن زیادہ تر لوگ سیل فون بند نہیں کرتے جس کی وجہ سے محافل و مجالس میں فون کی گھنٹی بجتی ہے تو اُس میں گانا یا موسیقی (میوزک) ہوتی ہے جس کی آواز سارے لوگ سُنتے ہیں۔اب بتائیے کہ جس محفل ومجلس میں آپ کے فون کے ذریعہ میوزک یا گانا آئے تو کیا اُس محفل ومجلس میں چہاردۂ معصومینؑ رہتے ہیں؟ (افسوس)

عزاداریٔ قدیم	عزاداریٔ عصرِ حاضر
بزرگ اپنے بچوں کو محافل و مجالس میں اپنے ساتھ لاتے اور آدابِ محفل و مجلس سکھاتے تھے۔	اب والد کی مجلس الگ' بیٹے کے مجلس الگ' والد کا جشن الگ' بیٹے کا جشن الگ' نتیجہ اِس کا محفل و مجلس کے آداب سے نا واقفیت کے سبب بے حرمتی ہو رہی ہے' جس کے ذمّہ دار والدین ہیں۔
قوم کے بہت ہی کم افراد ایسے تھے کہ جن کے پاس موٹریں تھیں' اور وہ لوگ اپنی موٹروں سے اُتر کر فرشِ عزاء پر بیٹھ کر مجالس سُنتے تھے۔	اِس دور میں بہت زیادہ لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے موٹریں دیں ہیں' اللہ مومنین و مومنات کو اور بھی دولتِ ایمان کے ساتھ دولتِ دنیا بھی دے' لیکن افسوس اِس بات کا ہے کہ جس مولاؑ نے آپ کو آرام کی خاطر آپ کو موٹریں دیں ہیں آپ اُسی مولاؑ کا ذکر اپنی موٹر میں بیٹھ کر سُنتے ہیں ایسا نہ کریں۔ بلکہ فرشِ عزاء پر شہزادیٔ کونینؑ کے ساتھ بیٹھ کر ذکر سُنیں اور رومالِ فاطمہؑ میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کریں۔
پہلے ریڈیو بعض ہی گھروں میں تھا جو کہ دو ماہ آٹھ دن بند کر دیا جاتا تھا جس سے صرف صدائے عقیدت' یہ پروگرام آل انڈیا ریڈیو سے نشر ہوتا تھا جو کہ مومنین روتے ہوئے سنتے تھے۔ ٹی.وی. جب آیا تو دو ماہ آٹھ دن ٹی.وی. کو بند کر کے رکھ دیا جاتا تھا۔	اب ہر گھر میں ٹی.وی. موجود ہے جو دو ماہ آٹھ دن بلکہ سال تمام ہر غم کی تاریخ میں کُھلا رہتا ہے۔ ٹی.وی. کُھلا رکھنے کی وجہ بتاتے ہیں ہم نیوز دیکھ رہے تھے۔ نیوز کے آگے پیچھے فحش قسم کے اشتہارات آتے ہیں۔ اب ہمارا سوال ہے کہ اگر اپنے گھر میت ہو تو کیا آپ ٹی.وی. کھول کر نیوز دیکھیں گے؟ افسوس! یہ اس بات پر کہ آپ حسینؑ کی میت کو اپنے گھر کی میت نہیں سمجھے' فاطمۃ الزّہراؑ کے غم کو اپنے گھر کا غم نہیں سمجھے' بعض گھروں اور تقریباً کاروں میں ایامِ عزاء میں گانے کے بجائے نوحے کے کیسیٹ لگائے جاتے ہیں۔ (تسلسل اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

عزاداریٔ عصرِ حاضر	عزاداریٔ قدیم
(تسلسل) جو کہ بے حرمتی کا باعث ہیں۔ حسینؑ کی مظلومی کا ذکر صرف سُن لینا کافی نہیں بلکہ جب رونا ہو تب ہی نوحے مرثیہ کے کیسیٹ لگائیں، دل بہلائی کے لئے نہیں۔	
آج نئی نئی طرز کے نئے نوحے پڑھے جا رہے ہیں جس کے سبب شبِ نوحہ خوانی صرف سُننے کے قابل ہوگئی ہے گریہ ختم ہو چکا ہے۔	شب بیداری اور نوحہ خوانی میں رات تمام گریہ ہوتا تھا اور صرف قدیم نوحے ہی پڑھے جاتے تھے۔ نظامت کے طور پر کوئی بیٹھ کر نوحہ خوان کے نام کے ساتھ یہ بھی اعلان کرتے تھے کہ فلاں نوحہ پڑھیں گے

تشہد امام جعفرِ صادق علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَخَيْرُ الْاَسْمَاءِ كُلِّهَا لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ وَ اَشْهَدُ اَنَّ رَبِّىْ نِعْمَ الرَّبُّ وَاَنَّ مُحَمَّدًا نِعْمَ الرَّسُوْلُ وَاَنَّ عَلِيًّا نِعْمَ الْوَصِىُّ وَنِعْمَ الْاِمَامِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّتَقَبَّلَ شَفَاعَتَهٗ فِىْ اُمَّتِهٖ وَاَرْفَعْ دَرَجَتَهٗ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَo

(القطرہ، اُردو، جلد 2، ص 93، مولف سید احمد رضی الدین مستنبط قدس سرہ)